بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
الحمد للہ کہ کتاب ہدایت مآب سالک طریقت دین بہ تحقیق تاریخ مناہج شرع مبین مسمی بہ
ہادی الناظرین
آداب الصالحین
باہتمام راجی رحمۃ اللہ الصمد ابو الحسنات قطب الدین احمد بار اول ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۷ھ

فہرست ہادی الناظرین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفین سزاوار ہین اوس پاک پروردگار کے جسنے ہماری ہدایت کے لیے بھیجا رسول مقبول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو ہزاران ہزار صلوات و سلام نازل ہوں اوس ذات پاک پر اور اوسکے آل اطہار اور اصحاب ابرار پر بعد اسکے مسکین
محمد قطب الدین تلمیذ بے تمیز جناب مرشدنا مولانا محمد اسحٰق صاحب کا التماس کرتا ہے بھائی مسلمانون کی
خدمت مین کہ اکبر و زخان ذی المجد والشان جمیع الاوصاف والمناقب احترام الدولہ حکیم احسن اللہ خان صاحب
وقاہ اللہ عن آفات الدین والدنیا والآخرۃ نے اس عاجز سے فرمایا کہ ایک رسالہ مسمی بآداب الصالحین تالیف کیا ہوا
حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کا کہ زبان فارسی مین ہے اگر ترجمہ اسکا اردو مین ہو تو بہت مفید ہو
مسلمانون کو چونکہ اس خیر خواہ خلائق کو بھی خیال نفع رسانی مسلمان بھائیون کا بہت رہتا ہے متکفل اس امر
نافع کا ہوا اور بعضی جگہ بہت فائدہ کی لکھکر کچھ مسائل وغیرہ متعلق مضمون کتاب کے لکھے ہین تا فائدہ زیادہ حاصل ہو
اور نام اسکا ہادی الناظرین رکھا گیا اور یہی تاریخ اسکی ہے امیدوار ہون اپنے رب متعال سے کہ قبول فرماوے
میرے اس کام مین اور بہرہ مند کرے ہمکو اس کتاب عجیب غریب سے اور بخشدے میرے سب گناہ اور
حشر کرے میرا ساتھ صالحین اور خدام اپنے حبیب کے صلی اللہ علیہ وسلم الف الف صلوات کلما ذکرہ
الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفین اوس ذات کو ہین کہ زبان ہر تعریف کرنیوالے کی عاجز ہے بیان سے اوسکی ہر صفت کمال کے بیچ مقابل ہر نعمت کے کہ ہوا انبیا و رسل ساتھ جس معنی کے کہ ہوئی اور جسکو [illegible] ثابت ہوئی خالق تمام موجودات اور رازق تمام مخلوقات کا ہے [illegible] مقصود ہے ساتھ تمام حقیقتون کمال اسکے [illegible] آمیزش نقصان اور توہم زوال [illegible] بزرگی کی اوسکی اور ہمیشہ ہے کمال اوسکا اور رحمت [illegible] اوسکی اور درود [illegible] اور اونکی آل پر اسکے پیچھے انبیا اور رسولون کے ابتدا سے انتہا تک بیچ تمام زمانون اور احوال کے نازل ہوئی ہین اسطرح کہ دوست رکھے انکو حضرت عزت اور رحم کیا ساتھ اونکے تمام خلائق پر اور سید افضل انبیا اور خاتم المرسلین پر کہ خلاصہ تمام مخلوقات کے اور بہترین تمام موجودات کے ہین اور اوپر تمام اولاد اور تمام خادمون اور پیروون اونکے [illegible] قیامت تک پہونچتی رہین اور بعد اسکے جاننا چاہیے کہ اس تاریخ سے پہلے چودہ برس [illegible] فقیر نے دو مہینون مین ست رسالہ درد طلب اور سوز محبت مین [illegible] درخواست کی [illegible] اور آداب [illegible] اور [illegible] کے کہ ضرور ہو جاننا اونکا جمع کرون اور ترتیب دون [illegible] اور [illegible] ثواب ہو [illegible] مجھکو اس زمانہ مین توجہ بھی طرف حاصل کرنے [illegible] کے اور فرصت نہ تھی کہ کتابون مین سے تلاش کرکے فوائد جمع کرون ناچار عذر کیا تھا پھر بعد ایک مدت کے توفیق ہوئی مجھکو مطالعہ کرنے کتاب احیاء العلوم کی کہ تالیف کی ہوئی عالم ربانی امام غزالی رحمہ اللہ کی ہے اسوقت فرمائش اس یار کی یاد آئی مجھکو کچھ مسائل ربع معاملات احیاء کی مین سے لکھے تھے اور ایسی مسائل بہت ہی کم ہین کہ غیر اس کتاب سے لکھے ہون مینے الا ماشاء اللہ اور اس یار طالب اسکے نے پہلے تمام کرنے اسکے اس دار فانی سے کوچ کیا طرف عالم جاودانی کے عاقبت بخیر کرے اللہ تعالے اوسکی اور لکھے اوسکو بیچ زمرہ نیکون کے اگرچہ اس باب مین کتابین بہت اور رسالہ بیشمار تھے اور کتاب کیمیا سعادت امام غزالی کی بھی کہ درمعنی ترجمہ کتاب احیاء العلوم کی ہے کافی و وافی ہے ولیکن امید ہے کہ اجر کتابت میری کا اور صرف وقت اسمین کہ داخل عبادت کے ہے ضایع نہین ہوئیگا انشاء اللہ تعالے بموجب فرمودہ اللہ تعالے کے اِنِّی لَا اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ یعنے بلاشبہ مین نہین ضایع کرتا عمل عمل کرنیوالے کا تم مین سے اور مین ہون فقیر حقیر عاصی عبد الحق بیٹا سیف الدین کا قادری دہلوی رحم کرے اللہ تعالی اسپر اور اوسکے بزرگونپر اور برکت نازل کرے اللہ اسپر اور اوسکے اگلونپر اور یہ رسالہ کہ نام ہے اسکا آداب الصالحین مشتمل ہے سات بابون پر اور ہر باب مشتمل ہے چند فصلون پر باب پہلا بیچ آداب کھانے وغیرہ کے اور اس باب مین پانچ فصلین ہین باب دوسرا بیچ آداب نکاح وغیرہ کے اور اس باب مین بھی پانچ فصلین ہین باب تیسرا بیچ آداب صحبت وغیرہ کے اور اس باب مین چار فصلین ہین باب چوتھا بیچ آداب حقوق مسلمانون کے اور قرابت کے اور سوا اونکے اور اس باب مین دو فصلین ہین باب پانچوان بیچ آداب گوشہ نشینی وغیرہ کے اور اسمین تین فصلین ہین باب چھٹا بیچ آداب سفر وغیرہ کے اور اسمین دو فصلین ہین

باب [illegible] بیچ آداب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ ذالک کے اور اسمین سات فصلین ہین باب پہلا بیچ آداب
کھانیکے جان کہ مقصود عاقلون کا اور مطلوب اہل خطاب کا دیدار حق سبحانہ و رضا اسکی دار آخرت مین اور طریق اسکے حصول کا
علم و عمل ہے اور سوا البتہ علم و عمل بہم پہونچے اور بیچ سلامتی بدن کے اور سلامتی بدن حاصل ہے طعام سے کسب عادت کے پس
واجب ہے کہ تناول طعام بقدر حاجت کے ہو نہ اتنا کھاوے کہ حد سے گذر جاوے اور درد شکم پیدا ہو اور نہ اتنا کم کھاوے
کہ قوت عبادت کی نہ رہے بیت مصرع نہ چندان بخور کز دہانت بر آید ۔ نہ چندانکہ از ضعف جانت بر آید ۔ چاہیئے کہ کھانے اور پینے مین
بلکہ تمام افعال مین مقصود عبادت مولیٰ ہو نہ حظ نفس اسی سبب سے علمانے کہا ہے الاکل من الدین یعنے کھانا دین
کی چیزون مین سے ہے ف فرض ہے کھانا پینا اسقدر کہ دفع کرے ہلاک ہونیکو اور اگر حلال کھانا پینا بہم نہ پہونچے اور مارے بھوک
کے مرا جاتا ہو تو اس صورت مین حرام کھانا پینا بھی فرض ہوتا ہے اور مستحب ہے کھانا اسقدر کہ بسبب اسکے نماز کھڑا ہو کر پڑھ سکے اور سہل ہو
اسکو روزہ رکھنا اور کتاب منتقی مین ہے کہ کھانا فرض اسقدر ہے کہ دفع کرے ہلاکت کو اور بسبب اسکے نماز کھڑے ہو کر پڑھ سکے اور
مباح ہے پیٹ بھر کر کھانا پینا واسطے زیادتی قوت کے اور حرام ہے کھانا زیادہ اسسے اور زیادہ اسسے وہ ہے کہ ظن غالب ہو
کھانیوالیکو کہ یہ معدہ میرا فاسد کریگا لیکن اتنا کھانا پینا حرام ہے مگر یہ کہ اس ارادہ سے کھاوے اسقدر کہ قوت ہوگی کل کے روزہ
رکھنے کی یا تاکہ نہ حیا کرے مہمان اسکا یا مانند اسکے تو نہین حرام اور نہین جائز ریاضت ساتھ کم کھانیکی یہانتک کہ ضعیف ہو جاوے
اور اسسے عبادت سے اور جو کوئی [illegible] حالت مخمصہ مین یا روزہ رکھے اور نہ کھاوے یہانتک کہ مر جاوے تو گنہگار ہوگا بخلاف
اوس شخص کے کہ دوا نکی یہانتک کہ مر گیا یعنے اس صورت مین گنہگار نہین ہونیکا یہ مسائل کتاب درالمختار مین سے لکھے ہین اور غرض
یہان یہ ہے کہ آداب کھانیکے بیان کیے جاوین پانچ فصلونمین **فصل پہلی** بیچ اون آداب کے کہ ہر شخص پر واجب ہین اگرچہ تنہا کھاوے
جان کہ جو کچھ کہ مقدم ہے سب پر یہ ہے کہ طعام حلال طیب ہو اور معنی اسکے یہ ہین کہ طعام بذاتہ حرام نہو اور کمایا ہوا ساتھ وجہ شرعی اور
طریق نہایت تقوی کے ہو اور چاہیے کہ اول و آخر کھانیکے ہاتھ دھووے کہ اسمین نہایت ستھرائی ہے اور سنت ادا ہوتی ہے اور طعام
کھانا بقصد حاصل ہونے قوت کے عبادت پر طاعت ہے اور دھونا ہاتھ کا بیچ حکم وضو کے ہے چنانچہ اسیلیے حدیث مین لفظ وضو کا واقع
ہوا ہے یعنے اس حدیث مین کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو پہلے طعام کے اور بعد طعام کے دور کرتا ہے فقر کو مراد وضو
سے دھونا ہاتھ کا ہے اور اگر وضو سے نماز کرے اسمین شک نہین کہ بہتر ہے ف ایک بزرگ نقل کرتے تھے کہ میرے ذمہ تین سو روپے کے قدر
قرض تھا اور کوئی صورت ادا کی بسبب مفلسی کے خیال مین بھی نہ تھی کہ ناگہان ایکدن مینے درس مین سنا کہ جو کوئی پہلے اور پیچھے کھانیکے
سنت سمجھکے ہاتھ دھویا کرے تو ادنی فائدہ اوسکا یہ ہے کہ جسقدر اوسکے ذمہ قرض ہوگا چند روز مین ادا ہو جاویگا چنانچہ مینے
چند ہی روز کیا تھا کہ بعنایت الٰہی کے ایک [illegible] میرے ذمہ نرہا اور مین برکت ادائے سنت نبوی کے فارغ و سبکبار ہو گیا
اور مدار اس امر کا موقوف ہے خلوص نیت اور اعتقاد صحیح پر اور جسکو یہ حاصل نہین کوئی چیز اوسکو فائدہ نہین کرتی جیسے بدون
اسکے کلمہ پڑھنا بھی فائدہ نہین دیتا اور بہتر یہ ہے کہ طعام دسترخوان پر رکھکر کھاوے کہ یاد دلاتا ہے سفر آخرت اور توشہ آخرت کو

اور اگر خوان مین رکھکر کہاوے تو وہ بھی حرام و مکروہ نہین ہو لیکن [illegible] سنت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] معلوم ہوتا ہے کہ دسترخوان [illegible] دسترخوان [illegible]
[illegible] اگر [illegible] بائین پانو پر بیٹھے اور داہنا پانو اٹھا رکھے [illegible]
ہے ساتھ [illegible] اور تکیہ لگا کر نہ کہاوے کہ مخالف فعل پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
بندہ ہون نہین کہاتا مین مگر جیسے کہ بندے کہاتے ہین [illegible] اور پانی پینا بھی تکیہ لگا کر
مکروہ ہے [illegible] سفر السعادۃ کے مصنف نے تکیہ کرنا تین قسم [illegible] اور
تیسرے یہ کہ ایک ہاتھ زمین پر ٹیک کر بیٹھے اور دوسرے ہاتھ سے کہانا کہاوے [illegible] انتہی اور بعض [illegible] نے
چوتھی قسم بیان کی ہے [illegible] ہو کر
کہانیکی طرف بیٹھے اور تفسیر کیا ہے اکثرون نے تکیہ کرنیکو ساتھ تکیہ کر بیٹھنے کے ایک جانب کو دونا ہونین سے اسلیے
کہ اسطرح کہانا فرو کرتا ہے کہ کہانا رگون وغیرہ مین سہولت سے نہین پہونچتا اور گوارا نہین ہوتا اور سیوطی نے کتاب
عمل الیوم واللیلہ مین لکہا ہے کہ نہ کہاوے تکیہ لگا کر اور نہ منہ کے بل پڑکر اور نہ کھڑے ہو کر بلکہ بیٹھے دوزانو یا بصورت
اقعا کے یعنے چوتڑ ٹیک کر اور دونو زانو کھڑے کر کے جیسے کتا بیٹھتا ہے یا داہنے پانو پر بیٹھے یعنے اگر داہنا زانو کھڑا
رکھے اور بیٹھے بائین زانو پر شیخ عبد الحق اور ملا علی قاری نے مشکوۃ کی شرح مین لکہا ہے اور پیٹ بھر کر نہ کہاوے
کہ مانع عبادت کا ہے بلکہ معدہ کو تین حصہ کرے ایک حصہ طعام کے لیے اور ایک حصہ پانی کے لیے اور ایک حصہ دم
لینے کے لیے اور کہتے ہین کہ سیری بیچ عہد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تھی ہر جگہ مومن کی شان سے یہی کہ لازم کرے
صبر و قناعت اور زہد و ریاضت کو اور اکتفا کرے بقدر ضرورت پر اور خالی رکھے معدہ کو کہ باعث نورانیت دل اور
صفائی باطن اور شب بیداری وغیرہ ذلک کا ہے آیا ہے کہ ایک فقیر ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور طعام بہت کہایا
فرمایا کہ بار دگر اسکو میرے پاس نہ لانا علت اسکی یہ لکھی ہے علما نے کہ وہ مشابہ کفار کے ہوا اس صفت مین اور جو کوئی
مشابہت کافرون کے ساتھ رکھے صحبت اسکی ترک کرنی چاہیے اور کم کہانا ہمیشہ نزدیک عقلا اور صاحبان ہمت اور اہل معنی
کے محمود ہے اور خلاف اسکا مذموم ہان بھوک کہ حد افراط کو پہونچے اور سبب ضعف بدن اور اختلال قوی جسمانی کے ہو
اور کار سے باز رکھے ممنوع اور منافی طریقہ حکمت کے ہے یہ ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ مین لکہا ہے اور جو کچھ کہ حاضر ہو
قسم رزق سے کہاوے اور تکلیف بیچ تنعم کے یعنے اچھے کہانیکے نکرے اور منتظر دال سالن کا نرہے اور اگر نماز کیوقت مین وقت ہو
طعام پہلے کہاوے نماز سے اگر تاخیر مین ضرر ہو کہ کہانا ٹھنڈا ہو جائیگا یا تلف ہوگا یا بھوک بہت لگی ہو اور کوشش کرے کہ ہاتھ طعام پر
بہت پڑین یعنے بہت سے آدمی کہاوین ملکر کہ اسمین برکت ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز تنہا کہانا نہین کہایا اور ابتدا
ساتھ بسم اللہ کے کرے اور دوسرے لقمہ مین بسم اللہ الرحمن کہے اور تیسرے لقمہ مین بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اگر ابتدا مین بسم اللہ بھولے

بہتر ہے اور داہنے ہاتھ سے کھاوے آیا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایک شخص تھا کہ داہنا ہاتھ اوسکا بغل مین چمٹ گیا تھا ایکروز سامنے حضرتؐ کے وہ طعام کھاتا تھا فرمایا کہ داہنے ہاتھ سے کھا جب قصد کیا اوسنے داہنا ہاتھ بغل سے نکل آیا اور ابتدا اور ختم کھانیکا ساتھ نمک کے کرے کہ اسمین اثر عظیم روایت آئی ہے حضرت امیر المومنین علیؓ سے اور نہ بہت کھاوے اور چبانے مین مبالغہ کرے اور جبتک لقمہ نگلے ہاتھ دوسرے نوالے لینے کو نہ بڑھاوے اور کھانیکو نام نہ رکھے بلکہ اگر خوش نہ آوے نہ کھاوے اور اگر خاطر کسیکی منظور ہو تو اوسکی خاطر کے لیے تھوڑا سا کھا لیوے کہ منقول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے اسیطرح اور اپنے آگے سے کھاوے لیکن اگر میوہ ہو تو ہر طرف سے کھانے جائز ہے اور رکابی وغیرہ کے بیچ مین سے نہ کھاوے اور روٹی کو چھری سے نہ کاٹے اور بیچ کاٹنے گوشت پختہ کے دو روایتین آئی ہین یعنے منع بھی آیا ہے اور ثابت بھی ہوا ہے کھانا اور بہتر ہاتھ ہی سے کھانا ہے ف ایک روایت مین منع آیا ہے کہ گوشت یعنے پختہ چھری سے کاٹکر نہ کھاوے اور ایک مین آیا ہے کہ حضرت نے چھری سے کاٹکر کھایا ہے پس علمانے دونو روایتون مین تطبیق یون دی ہے کہ منع درصورت عدم حاجت کے ہے اور کھانا درصورت حاجت کے یعنے چھری سے جو کاٹکر کھایا ہے وہ گوشت سخت تھا کہ بغیر کاٹے کھایا جاتا تھا اور اگر گلا ہوا ہو مکروہ ہے کاٹکر کھانا کہ مشابہت ہوتی ہے ساتھ بعضے کفار کے اور کھانیکو ادب سے رکھے اور کھانیکو پھونکے نہین ٹھنڈا کرنیکے لیے بلکہ صبر کرے یہانتک کہ ٹھنڈا ہو جاوے اور میوہ مین سے طاق لیوے تین یا پانچ یا کم وزیادہ یا جو کچھ ہاتھ مین آوے اور کھجورونکے ساتھ گٹھلیان جمع نکرے اور گٹھلیونکو ہاتھ مین جمع نکرے بلکہ ہتھیلی پر رکھکر زمین پر پھینکدے اور درمیان کھانے طعام کے پانی بہت نہ پیوے مگر جبکہ لقمہ گلے مین اٹکجاوے یا پیاس صادق ہو تو مضائقہ نہین کہ یہ نافع ہے معدہ کے لیے اور پانی پینے مین باسن داہنے ہاتھ مین لیوے اور بسم اللہ کہے اور ٹھہر ٹھہر پیوے اور لیٹکر نہ پیوے اور بہتر یہ ہے کہ کھڑے ہوکر نہ پیوے اور اگر پیوے تو مضائقہ نہین کہ یہ بھی آیا ہے ف آیا ہے کہ کھڑے ہوکر پانی پینا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہم سے پس حدیثون مین جو منع آیا ہے کھڑے ہوکر پانی پینا وہ نہی تنزیہی ہے اور ارشادی ہے اور پانی وضو کا اور پانی زمزم کا کھڑے ہوکر پیوے اور پہلے پینے سے پانیکو دیکھلے کہ کچھ پڑا نہو اور بسم اللہ کرکے شروع کرے اور الحمد للہ کرکے ترک کرے اور پانیکو تین دم مین پیوے ف اولی یہ ہے کہ ہر دم مین بسم اللہ کہکر شروع کرے اور الحمد للہ کہکر تمام کرے اور احیاء العلوم مین لکھا ہے کہ اول دم مین کہے الحمد للہ اور دوسرے مین الحمد للہ رب العالمین اور تیسرے دم مین الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم اور بعد فراغ کے شکر کرے کہ پانی بڑی نعمت ہے اور منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے بعد فراغ کے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَهٗ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهٖ وَلَمْ یَجْعَلْهُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا یعنے سب تعریف واسطے اوس اللہ کے کہ کیا اس پانیکو میٹھا خوش آیندہ بسبب رحمت اپنی کے اور نہین کیا اوسکو نمکین شور بسبب گناہون ہماری کی اور اگر مجلس ہو تو چاہیے کہ اول داہنی طرف سے شروع کرے منقول ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دودھ پیتے تھے اور امیر المومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بائین طرف تھے اور ایک اعرابی داہنی طرف تھا اور اوسکی بائین امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا بعد اوسکے اعرابی کو دیا اور فرمایا داہنے کا حق ہے اور نہ پیوے دم برتن مین الحمد للہ کہے

تنہائی کے اندر کا رخ انکا باہر سے اور باہر کا رخ اندر سے معلوم ہوتا ہے اور یہ انکے لیے ہین کہ بات نرمی کی
کرتے ہین اور لوگونکو کھانا کھلاتے ہین اور رات کو نماز پڑھتے ہین اسوقت کہ لوگ سوتے ہوتے ہین سہایہ کہ اوقات لوگونکی
واسطے طعام کے پس اقرب اسمین یہ ہے کہ منتظر وقت طعام لوگونکا نہ ہے اور وقت کھانیکے لیکا ایک منہ چلا آوے کہ یہ خلاف
سنت ہے اور قرآن مین اسی سے منع فرمایا ہے ف یعنے اس آیت مین يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا
أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا
وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ یعنے
اے ایمان والو نہ داخل ہو پیغمبر کے گھرون مین مگر یہ کہ اذن دیا جاوے تمکو یعنے بلایا جاوے واسطے طعام کے یعنے اس صورت
مین داخل ہو اسحال مین کہ نہ منتظر ہو وقت پکنے طعام کے ولیکن جب بلائے جاؤ تم پس داخل ہو ولیکن جب کھانا کھا چکو پس
پراگندہ ہو اور نہ بیٹھو آرام سے واسطے باتین کرنے آپسکے تحقیق یہ کام ایذا دیتا ہے نبی کو پس شرماتا ہے تمسے اور خدا نہین
شرماتا سچ سے آیا ہے کہ بیچ ولیمہ نکاح زینبؓ بیوی آنحضرتؐ کی لوگ پیغمبر خدا کے گھر مین جمع ہوے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا
دیوار کیطرف منہ کیے ہوے بیٹھی تھین اور بعضے لوگ بعد کھانے کے بیٹھے رہے اور آنحضرتؐ نے بسبب حیا کے انکو نہ کہا کہ اٹھ جاؤ
جب آیہ اور آیتہ پردیکی نازل ہوئی یہ تفسیر بحر العلوم مین لکھا ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی جاتا ہو کھانے پر بغیر بلائے فاسق
اور حرام کھایا اسنے اور اگر بغیر بلائے اتفاقاً چلا آوے جبتک اذن نہ دیوے صاحب خانہ نہ داخل ہووے اور اگر کوئی بلاوے
کھانیکے لیے پس اگر نشانی رغبت اور محبت کی ظاہر ہو جاوے اور اگر بغیر رغبت کے بسبب شرم وضرورت کے کہتا ہو تو نجاوے
اور بہانہ کرے اور اگر بھوکا ہو اور قصد طعام سے کسی دوست کے گھر مین بغیر بلائے چلا جاوے تو مضائقہ نہین کہ یہ منقول ہے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور قصہ تشریف لیجانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضرت ابوبکرؓ اور
حضرت عمرؓ کو ابو الہیثم صحابی کے گھر مین مشہور ہے ف وہ قصہ یہ ہے روایت کی ابو ہریرہؓ نے کہ نکلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ایکدن یا ایکرات گھر سے پس ناگہان ملے ابوبکر اور عمر سے پس فرمایا کس چیز سے نکالا ہے تم دونونکو تمہارے گھر سے اسوقت
یعنے کونسی چیز باعث ہوئی نکلنے کی اسوقت باوجودیکہ عادت نہ تھی اسوقت نکلنے کی کہا دونون یارون نے کہ بھوک نے
نکالا ہے یعنے شدت بھوک سے نکل آئے ہین فرمایا حضرتؐ نے قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ مین ہے
البتہ نکالا مجھکو اوس چیز نے کہ نکالا تم دونونکو یعنے بھوک نے اٹھو پس اٹھے وہ دونو ساتھ حضرتؐ کے پھر آئے ایک شخص کے
پاس انصار مین سے کہ نام اونکا ابو الہیثم تھا پس ناگہان وہ اپنے گھر مین نہین تھے پس جب دیکھا حضرتؐ کو اونکی بیوی نے
کہا مرحبا و اہلا پس فرمایا اوسکو حضرتؐ نے کہ کہان ہے فلانا یعنے خاوند تیرا کہا اوسنے کہ گیا ہے میٹھا پانی لانے کو واسطے
ہمارے وہ یہ کہہ ہی رہی تھی کہ ناگہان آیا وہ انصاری اور دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرتؐ کے دونو یارونکو
اور کہا الحمد للہ نہین ہے میرے برابر کوئی آجکے دن کہ اوسکے گھر ایسے بڑے بزرگ مہمان ہون کہا راوی نے پس گیا وہ انصاری

اور لایا حضرت اور حضرت کے یارونکے لیے خوشہ کھجور کا کہ اوسمین کھجورین نیم پختہ بھی تھین اور خشک بھی اور تر بھی اور عرض کیا کہ کھائیے اسمین سے اور لی اوسنے چھری جانور ذبح کرنیکے لیے پس فرمایا اوسکو حضرت نے کہ دودھ کا جانور ذبح نکرنا پس ذبح کی اوسنے واسطے حضرت کے اور حضرت کے یارونکے بکری پس کھایا اونہون نے بکری مین سے اور اوس خوشہ کھجور مین سے اور پیا پانی پس جبکہ سیر ہوے کھانے پینے سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ مین ہے البتہ پوچھے جاوگے تم اوسکے شکر اس نعمت سے قیامت کے دن نکالا تمکو تمہارے گھر ونسے بھوک نے پھر نہ پھرے تم یہانتک کہ پہونچی تمکو یہ نعمت نقل کی یہ روایت مسلم نے فائدہ اس حدیث سے کئی باتین معلوم ہوئین ایک تو یہ کہ یہ جو کہا کہ بھوک نے نکالا اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ظاہر کرنا رنج و محنت کا دوستونسے درصورتیکہ بطریق شکوہ اور عدم رضا اور اظہار جزع کے نہو اور دوسرے یہ کہ جب بھوک زور کی لگے اور مانع ہونے لگے عبادۃ اور کمال تلذذ سے ساتھ عبادۃ کے اور باعث ہو مشغولی خاطر کے تو نکلنا اور علاج اسکی دفع کا کرنا ساتھ کسی سبب کے اسباب مباحہ سے اور سعی کرنی اسکے دفع مین جائز بلکہ لازم ہوتی ہے اور جانا بھی نزدیک دوستونکے اور طلب کرنا طعام کا اونسے وقت تیقن کے ساتھ قبول کرنے انکے بے تکلف اوسوقت مین مباح ہوتا ہے بلکہ باعث ازدیاد محبت کا ہے اور آیا ہے کہ صحابہ جب بھوکے ہوتے تھے حضرت کے پاس حاضر ہوتے اور دیکھتے جمال باکمال رنج بھوک وغیرہ کا جاتا رہتا اور ساتھ نورانیت شہود کے سیر ہوتے اور یہ جو کہا الحمد للہ اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے شکر کرنا وقت ظہور نعمت کے اور مستحب ہے اظہار خوشی کا روبرو مہمانکے اور نیز اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کھانیسے پہلے لانا میوہ کا آگے مہمانکے اور جلدی سے لے آنا اوس چیز کا کہ موجود ہو اور یہ جو کہا کہ جب سیر ہوے الخ اس سے معلوم ہوا کہ پیٹ بھر کھانا حضرت کے زمانہ مین بھی تھا اور روا ہے اور اسکے کراہیت مین جو کچھ آیا ہے تو وہ محمول ہے اسپر کہ عادت اور مداومت نکرے اسپر کہ موجب سنگدلی اور فراموشی کا ہے حال محتاجونسے اور یہ جو فرمایا کہ پوچھے جاوگے الخ یہ سوال بعضونکے حق مین بطریق توبیخ و سرزنش کے ہوگا اور بعضونسے واسطے احسان جتانے اور اظہار نعمت و کرامت کے بہر تقدیر ہر نعمت پر سوال و پرسش ہوگی کہ ادا حق شکر اسکے کا کیا یا نہین نسأل اللہ العافیۃ اور مومنونکو چاہیے کہ اس حدیث مین تامل کرین کہ اپنے پیشوا کا کیا حال تھا کسطرح کا فقر اختیار کر رکھا تھا اور ایسے صابر تھے ہم لوگونکا اگر ایسا حال ہو تو کیسی ناشکری کرنے لگتے ہین روٹی کے نہ ملنے پر کیا اور کچھ ضروری چیز نہین ملتی تو گھبرا جاتے ہین اور زبان شکوہ کی کھولدیتے ہین اور اگلی بزرگ بھی اسیطرح کرتے تھے اور بعضے انمین سے آپسمین دوست تھے کہ ہمیشہ ایک دوسرے کے گھر جاتے تھے اور یہ بوجہ کسب کفایت انکے تھا بعضے اسپر اکتفا کرتے تھے اور مقصد انکا مددگاری اور ثواب لانا لوگونکا اور کفایت وقت تھا اور کبھی دوست کے گھر مین آ کر اوسکی تمنا جانتے تو درست لیجاتا اوسکے گھر مین سے کیونکہ خوشی اوسکی بمنزلہ اذن کے ہے اور مقبول ہے اگلی بزرگونسے یا ہمدگر کتنے ایک لوگ ایکبار گئے سفیان کے گھر مین آئے اوسکو نہ پایا پس دروازہ کھولا اور دسترخوان بچھا کر کھانا کھانا شروع کیا پس سفیان ثوری آئے اور انکو اس حالت مین دیکھا کہا کہ یہ اخلاق اگلے بزرگون کا یاد دلاتی ہے اور آیا ہے کہ کتنے ایک لوگ واسطے ملاقات ایک تابعی

آئے اونکے گھر مین کچھ موجود تھا وہ ایک دوست کے گھر مین گئے اور اوسکے بے پوچھے خانہ مین دیکھا جو کچھ پایا آگے مہمانونکے لے آئے
جب صاحبخانہ آیا گھر مین تو اوسنے یہ ماجرا سنا اوسنے کہا کہ خوب کیا اونہون نے اور جب ملاقات کی اس تابعی سے تو کہا کہ اسے
بھائی پھر بار دیگر اسیطرح کرتا رہ کہ بہت اچھی بات ہے اور آداب کھانا لانیکا آگے مہمانونکے یہ ہے کہ تکلف نکرے اور جو کچھ کہ حاضر ہو
لے آوے اور قرض نکرے اگر دشوار ہو کہ یہ بھی تکلف سے ہے اور چاہیے کہ بے تکلفی کو بہانہ نکرے یعنے حقیقت مین اسکے
پاس اچھی چیز موجود ہے اور بری چیز لے آوے اور کہے کہ بسبب بے تکلفی کے لے آیا ہون بلکہ اس صورتمین اچھی ہی چیز لاوے
اور اگر ایک کھانا ہو کہ آپ بھی اسکا محتاج ہے اور اسکے لانیکو جی نہین چاہتا نہ لاوے اور تکلف یہ ہے کہ موافق عادت سے
زیادہ کرے اور یہ بھی تکلف سے ہے کہ عیال کیطرف نظر نکرے یعنے اپنے بال بچے بھوکے مرتے ہین اور لوگونکو کھلاتے لٹاتے ہین
یہ تکلف اور بری بات ہے منقول ہے کہ کسینے امیر المومنین حضرت علیؓ کی دعوت کی فرمایا کہ مین آتا ہون تین شرط سے کہ بازار کو
نجانا اور جو کچھ حاضر ہووے لانا اور رعایت عیال کو نہ چھوڑنا اور خصلت یعنے اگلے بزرگون کی ایسی ہی تھی کہ ہر جنس کا طعام
کہ گھر مین ہوتا تھا اسمین سے لے آتے اور بعضون نے خشک روٹی اور پانی پر تکلف نہین کیا ہے یعنے وہی لے آتے آداب مہمان
اور ملاقات کرنیوالے کا یہ ہے کہ حکم نکرے کسی چیز کے لانیکا اور اگر اسکو اختیار دین صاحبخانہ تو جو کچھ کہ آسان ہو اختیار کرے کہ پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم ہر چیز مین آسان اختیار کرتے تھے اور بعضون نے کہا کہ کھانا تین قسم پر ہے ساتھ فقراء کے بایثار یعنے انکو کھانے کو
مقدم رکھے اپنے کھانے پر اور ساتھ مسلمان بھائیونکے بانبساط یعنے شادان اور فرحان اور ساتھ دنیا دارونکے باادب اور
ادب صاحبخانہ کا یہ ہے کہ پوچھے کھانیوالونسے کہ تمکو کیا مرغوب ہے اگر ہو سکے مہیا کرے کہ اسمین اجر جزیل ہے والا پوچھے کوئی
نکرے کہ کہے اگر چاہتے ہو گا لاونگا مین بلکہ اگر چاہتا ہے آوے ورنہ سکوت کرے اور جو کچھ کھانا آگے یارونکے لاوے لانے پر تعریف نکرے
اسکی اور اسیطرح بال بچونکے لیے جو طعام کہ لاتے ہین بیان نکرے کہ اسمین رنج دینا ہے انکو اور بعضے ظریف صوفی نے کہا ہے
کہ اگر فقیر آوے کھانا آگے لاوے اسکے اور اگر کوئی فقیہ آوے مسئلہ پوچھے اور اگر عابد آوے راہ اسکو بتلاوے کہ جاننا چاہیے کہ ضیافت کی
فضیلت بہت آئی ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا خَیْرَ فِیْمَنْ لَا یُضِیْفُ یعنے بھلائی نہین ہے اس شخص مین
کہ مہمان نرکھے اور ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص پر گذرے کہ اوسکے پاس گائین اور اونٹ بہت تھے
پس مہمانی کی آنحضرتؐ کی بعد اسکے ایک عورت پر گذر ہو کہ وہ چند بکریان رکھتی تھی پس ذبح کی ایک بکری واسطے آنسرور
صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا نظر کرو بیچ اس مرد و عورت کے بلاشبہ کہ یہ اخلاق اللہ تعالی کے ہاتھ مین ہین جسکو چاہے
خصلت نیک دے اور جسکو چاہے ندے ف ظاہر اس مرد نے موافق اپنے مقدور کے خاطر داری نکی اور اس عورت نے باوجود
کم استطاعتی کے بہت خاطرداری کی کہ بکری ذبح کی اسکی خصلت حضرتؐ کو پسند آئی اور اوس شخص کے پسند نہ آئی اور مقصود حضرتؐ کا
اسمین یہ تھا کہ لوگ ادب سیکھین لیکن حدیث مین آیا ہے کہ ایکدفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہان مہمان آئے اور گھر مین حضرتؐ
کے کچھ تھا نہین فرمایا کہ فلانے یہودی کے پاس جاؤ اور کہو کہ آج کی رات ہمارے ہان مہمان آئے ہین تھوڑا سا آٹا

قرض لیو سے یہودی سے کہا واللہ مین نہین دیتا کا مگر کچھ گروی رکھکر پس حضرتؐ نے زرہ اپنی گرو رکھنے کیلیے بھیجی اور رہبان دین کی
کہتے ہین کہ حضرتؐ کے وقت موت تک وہ زرہ یہودی پاس گروی تھی اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ بغیر مہمان کے
کھانا نہ کھاتے تھے بلکہ دو تین کوس تک جنگلوں مین انکو تلاش کرتے تھے اور پیغمبرؐ سے لوگون نے پوچھا کہ ایمان کیا ہے فرمایا
کھانا کھلانا اور ہر ایک سے سلام علیک کرنی یعنے یہ چیزین بھی افضل خصلتون ایمان سے ہین اور کرامت جوانمردی و نان دہی ہے نہ
مقالات بیہودہ و طبل تہی ست فصل چوتھی آداب ضیافت کے منحصر ہین چھ حالتون مین وقت دعوت کے اور قبول کرنے کے
اور حاضر ہونیکے اور کھانا آگے لانیکے اور وقت کھانیکے اور وقت چلنے کے کھانا کھا کر آداب دعوت کے یہ ہین کہ دعوت
کرنے مین قصد فخر اور تکبر کا نہووے ورنہ ثواب سے محروم ہوگا بلکہ مقصود راحت پہونچانے اور متابعت سنت نبوی کی اور خوش کرنا
مسلمانون کے دلون کا ہو اور دعوت پرہیزگارون کی کرے اور کافر اور فاسق اور بے نمازی کو کھانیکے لیے نہ بلاوے
بہت ایک دعوت کرنی ہے طلب ثواب کے لیے اور دوسرا یک دینا اور کھلانا ہے حاجت کا یعنے وہ بھوکا ہے حاجت رکھتا ہے
کھانیکی پس یہ حکم مذکور دعوت کا ہے اور طعام حاجت پر بھوکے کو دینا جائز ہے اگرچہ کافر و فاسق ہو حاصل یہ کہ اگر دعوت
کرے طلب ثواب کے لیے تو پرہیزگارونکو بلاوے اسلیے کہ وہ کھانا کھا کر اسکی قوت سے عبادت کرینگے تو اسکو بھی ثواب ہوویگا
بخلاف کفار و فساق کے کہ وہ کھا کر کفر و فسق کرینگے اور اگر مقصود دینا بھوکے کو ہے تو سبکو دے کہ دفع حاجت ضروری ہر ایک
کی جائز ہے اور ظالم کو کھانا نہ کھلاوے کہ یہ مدد کرنی ظلم پر ہے اور دعوت کرنے مین تخصیص اغنیا کی نکرے اور لحاظ اقربا کا
ضیافت کرنے مین نچھوڑے اور جسکو جانے کہ آنیکا نہین نہ بلاوے کہ اسمین تکلف ہے اور باعث ہوتا ہے کھلانے پر جبر اور
یہ مکروہ ہے اور آداب قبول کرنے دعوت کے یہ ہین کہ قبول کرنا دعوت کا سنت موکدہ ہے اور بعضے کہتے واجب ہے پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم دعوت قبول کرتے تھے اگرچہ تھوڑی ہی چیز پر ہوتی اور چاہیے کہ اغنیا کے دعوت قبول کرنیکی تخصیص نکرے
اور فقیرونکی دعوت قبول کرنیسے عار نکرے کہ یہ تکبر ہے اور خلاف سنت نبوی کے ہے آیا ہے کہ امیر المومنین حضرت امام حسن
رضی اللہ عنہ ایکروز ایک قوم پر گذرے کہ خاک پر بیٹھے تھے اور سوال کرتے تھے سلام کیا حضرتؓ نے کہا اونہون نے کہ کھانا
فقیرونکا حاضر ہے اگر میل فرمایئے فرمایا حضرت نے بہتر اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُتَكَبِّرِيْنَ یعنے تحقیق اللہ نہین دوست رکھتا
تکبر والونکو پھر گھوڑے سے اوترے اور اونکے ساتھ خاک پر بیٹھے اور کھانا کھایا اور بعد کھانیکے سلام رخصتی کیا اور فرمایا کہ کیا عجب
ہے کہ تم بھی اگر ایکدن میری دعوت قبول کرو پھر بلایا اپنے ہان اونکو اور اچھے اچھے کھانے آگے رکھے اور اونکے ساتھ بیٹھکر
کھایا اور یہ کمال تواضع اور الطاف ہے حضرت کا بیت تواضع ز گردن فرازان نکوست گدا گر تواضع کند خوے اوست
اور پیچ [illegible] تکلف کرنیوالے اور فخر کرنیوالے اسلیے اور احسان جتانیوالے کے کھانیکے لیے نہ جاوے اور کم ہمتونکے دسترخوان پر
نہ بیٹھے کہ یہ دعوت قبول کرنی سنت نہین اور اسمین ذلت ہے جیسے کہ سوال کرنے مین [illegible] اس مقدر مین
[illegible] اگر [illegible] منظور ہو [illegible] سے قبول نکرے اور [illegible] کے [illegible] ممکن ہو وہان پہونچنا انکار کرکر

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بسبب دعوت کے دور دور تشریف فرما ہوئے ہین اور بسبب اوسکے نقل ہے کہ انکار نکرے قبول دعوت سے
بلکہ جاوے دعوت کرنیوالیکے ہان اور اگر وہ تکلف کرنیوالا نہو بدل اوسکو منظور ہو کھلانا اسکا افطار کریگا اور نیت داخل کرنے
خوشی کی مسلمان کے دلمین کہ ثواب اوسکا زیادہ ہے روزہ سے اور اگر تکلف کرنیوالا ہو بہانہ کرے جیسا مثلاً کہے کہ میرا دل نہین
چاہتا کھانیکو اور یہ سچ ہوگا کہ روزہ دار کا دل نہین چاہتا روزہ توڑنیکو اور اگر بنابر ظاہر حال کے تو بقدر تفتیش کا کرنا جائز ہے
یعنے مثلاً ظاہر حال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تکلف کرتا ہے تو اوسکو دریافت کرے اور اگر افطار نکرے پس مہمانی اوسکی
خوشبوی اور مانند اسکیکے ہے اور اگر کھانا نہین پوچھ لینے مین کہ کیا ہے حرام یا شبہہ حرام کا ہو تو نجاوے اور تحسین نکرے اسکا
اور تفاوت اسکا اوپر تفاوت مراتب تقوی کے ہے اور ظالم کی دعوت مین نجاوے اور اگر زبردستی کھلاوین تو تھوڑا سا
کھاوے اور جس مجلس مین کچھ خلاف شرع ہو مانند فرش ریشمی اور ظروف سونے چاندی کے اور تصویر جاندار کے اور گانے بجانیکی
اور چیزون لہو کے اور مانند انکیکے وہان نجاوے اور ظالم اور بدعتی اور شریر اور متکبر اور فخر کرنیوالیکے گھر مین بھی نجاوے
اور دعوت کے قبول کرنے مین قصد مٹانے خواہش پیٹ کا نکرے بلکہ نیت صادق رکھے تاکہ کار آخرت بھی کرے یعنے نیت پیروی
سنت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اور اکرام مسلمان اور خوش کرنے مومن کے دل کی اور ملاقات کرنے دوستون کی کرے
کہ ہر ایک مین ان چیزونمین سے ثواب بہت ہے اور دعوت کے قبول کرنے مین اظہار شوق کا کرے اور جس کلام وغیرہ مین تہم
جاتا ہو نہ قبول کرنیکا دور رہے اوس سے اور بدخلقی نکرے اور حقارت کسی مسلمان کی نکرے کہ مدار کار نیت پر ہے اور مباح
چیزونمین بسبب نیت کے ثواب ہوتا ہے اور حکم مستحب مین ہو جاتے ہین اور طاعت مین بسبب نیت کے ثواب زیادہ ہوتا ہے
اور حرام اور مسئلے عاصی دعوت نہ قبول کرے کہ نیت یہان معتبر نہین ہے مثلاً جس دعوت مین گانا بجانا ناچ رنگ وغیر ذلک ہو
وہان یہ نیت کرے کہ دعوت سنت ہے اسلیے مین جاتا ہون یہ نیت کام نہین آنیکی وہان نجانا چاہیے اور آداب حاضر ہونیکے
دعوت مین یہ ہین کہ دیر نکرے آنیمین تا بسبب اسکے لوگ انتظار نکرین اور ایسا جلدی بھی نہ آوے کہ کھانا تیار نہوا ہو کہ یہ بھی
قباحت رکھتا ہے مگر یہ کہ کھلانیوالے سے کچھ خصوصیت رکھتا ہوگا اور بار کرنیکی اور جب آوے چاہیے کہ بغیر بلائے یعنے اون
طلب کر کے آوے اور اگر بہت سے لوگ جمع ہون احتیاج خبر کرنیکی نہین اور جب آوے گھبراوے نہین اور سلام علیک کہے
اور نظر ادھر ادھر مجلس کے کرے شاید کہ کوئی سلام و تواضع اسکی کرے اور اسکو خبر نہو اور سبب وحشت خاطر کسی مسلمان کا ہو
اور متکبر کہلاوے اور بالانشینی نہ ڈھونڈھے اور جہان جگہ پاوے بیٹھ جاوے کہ سنت یہی ہے اور اگر لوگ باعث ہون بالانشینی
کے عاجزی کرے اور اگر کوئی بدل و شوق ازراہ تعظیم کے اوسکو اعلی جگہ بٹھاوے بیٹھے اور قبول کرے اور اصرار نکرے کہ یہ بھی
خالی تکلف سے نہین اور ہر گاہ کہ تنگ نکرے اور جہان کہ صاحب خانہ اشارہ کرے بیٹھنے کا بیٹھ جاوے مخالفت اوسکی نکرے
شاید کہ اوسنے اپنے دلمین کچھ ترتیب مجلس خیال کی ہو پس مخالفت اوسکی سبب خفت خاطر اوسکی ہوگی اور مقابل مستورات کے
عورتون کے نہ بیٹھے اور زیادتی نظر جاوے ہر طرف نظر نکرتا رہے اور جہان سے کھانا لایا جاتا ہو اوس جگہ بہت نظر نکرے

کہ دلیل حرص و خست کی ہے اور بہت کلام نکرے اور اگر کچھ بات کرے ساتھ ہوش کے اور موافق حال وقت کے کہے ورنہ چپکا بیٹھا
رہے اور اگر آپ سے کوئی بڑے مرتبہ کا بیٹھا ہو آداب اوسکا رکھے جبتک اوس سے کچھ نہ پوچھیں نہ کہے اور اگر مشتاق اسکی بات کے
ہوں تو چپ نرہے اور جو کچھ کہ لوگونکی طبیعت مین اثر نکرے اور مخالف اونکے ہو نکہے جبتک کہ موافق شرع کے ہو اور جو لوگونکی
نکرے کہ یہ بہر حال ناپسند ہے اور اگر کچھ خلاف شرع دیکھے منع کرے اور اگر اوسکے موقوف کرنے پر قادر ہو موقوف کروا دے
جہدنہ پھر آوے اور اگر پہلے ہی سے حاضر ہو تو بہتر ہے اور اگر بعد بیٹھنے کے خلاف شرع چیز موجود ہو صبر کرے یا نکل آوے اور
اگر مقتدا ہو تو نکل ہی آنا بہتر ہے ف کتاب در المختار مین تفصیل اس مسئلہ کی یون لکھی ہے اگر کوئی دعوت کیا جاوے
اور وہان کوئی کھیل یا تماشا یعنے راگ اور اوسکو پہلے سے معلوم نتھا ہونا اوسکا تو بیٹھ جاوے اور کھاوے اگر
کھیل وغیرہ اس مکان مین ہو اور اگر دسترخوان پر ہو تو نہین لائق ہے بیٹھنا بلکہ نکل آوے اعراض کر کے بموجب قول
اللہ تعالی فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ پھر اگر مکان مین تھا لہو وغیرہ اور یہ وہان بیٹھا پس
اگر قادر ہو منع کرے اور اگر نہ قادر ہو صبر کرے اگر نہو مقتدا اور اگر مقتدا ہو اور قادر منع کرنے پر نہین ہے تو نکل آوے
اور نہ بیٹھے اسلیے کہ اسمین عیب لگتا ہے دین کو اور اگر معلوم ہو اونکو پہلے سے معلوم ہو کہ وہان کھیل وغیرہ ہے تو جاوے ہی نہین
وہ برابر ہے کہ ہو مقتدا یا غیر مقتدا اسلیے کہ حق دعوت کا لازم ہوتا ہے بعد حاضر ہونیکے نہ پہلے اوسکا اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ
جیسے آلات لہو کے ہین یعنے باجے وغیرہ حرام ہین اور داخل ہوے آلات لہو والے بغیر اذن اونکے واسطے منع کرنے
منکر کے کہا ابن مسعود نے کہ آواز باجونکی اور راگ کی اوگاتی ہے نفاق کو دلمین جیسے کہ اوگاتا ہے پانی گھاس کو اور بزازیہ
مین لکھا ہے کہ سننا باجونکی آواز کا حرام ہے بموجب فرمانے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ سننا باجون کا معصیت ہے اور
بیٹھنا اوسپر فسق ہے اور لذت حاصل کرنی ساتھ اوسکے کفر ہے یعنے کفران نعمت ہے اسلیے کہ اللہ تعالی نے اعضا دیے
ہین عبادت کے لیے پس غیر عبادت مین صرف کرنا اونکو کفران نعمت ہے نہ شکر پس واجب ہے یہ کہ پرہیز کرے اوسکے سننے سے
اور مخالف شرع اور ممنوعات مجلس سے یہ ہین سننا گانے بجانے کا اور ظروف چاندی کے اور موجود ہونا عورتون منہ کھلی ہوئیونکا
اور آداب ضیافت سے یہ بھی ہے کہ وقت آنے مہمانکے قبلہ اور جگہ استنجے کی بتا دے اور کھانیکے پہلے جو ہاتھ دھونے مین کھلانیوالا
پہلے اپنے ہاتھ دھووے پھر اوروںکے دھلاوے اور بعد کھانیکے اور لوگونکے پہلے دھلاوے اور پھر اپنے دھووے اور آداب
حاضر کرنے کھانیکے یہ ہین کہ کھانیکے حاضر کرنے مین جلدی کرے کہ یہ بھی مہمانکی تعظیم و خاطر داری مین سے ہے پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ یعنے جو کوئی کہ ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور روز قیامت پر
پس چاہیے کہ خاطر داری کرے مہمانکی اور جب اکثر آدمی آچکین بسبب ایک دو آدمی کے انتظار نکرے اگر وقت معہود سے تاخیر
کرے اسلیے کہ حق حاضرونکا غالب ہے مگر یہ کہ کسی فقیر نے تاخیر کی ہو تو اوسکا انتظار کرین تا وہ شکستہ خاطر نہو یا وہ ایسا شخص ہو
کہ اسکے انتظار مین حاضرونکو رنج نہو اور کھانا ثابت تحفۃ الکرین حاتم اصم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جلدی شیطان سے ہے

مگر پانچ چیزوں میں جلدی کرنی سنت ہے مہمانکے کھانا کھلانے میں اور تجہیز و تکفین میت میں اور باکرہ کے نکاح کر دینے
میں اور قرض ادا کرنے دین میں اور توبہ کرنے میں گناہوں سے اور مستحب ہے جلدی کرنی ولیمہ میں اور ولیمہ نکاح کے کھانیکو کہتے ہیں
اور ترتیب کھانیکی یہ ہے کہ ابتدا ساتھ میوہ کے کریں اگر موجود ہو کہ از راہ حکمت کے یہ خوب ہے اسلیے کہ میوہ سریع الہضم ہے
پس اسفل معدہ میں ہونا اسکا بہتر ہے اور قرآن میں اشارہ ہے اوپر تقدیم میوہ کے طعام پر جہاں کہ طعام اہل جنت کا ذکر فرمایا ہے
وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ه یعنے غلمان وہانکے انکے لیے میوے لیکر آوینگے جو کہ پسند کرینگے یہ اور
گوشت جانوروں کے لاوینگے جو کہ مرغوب ہونگے انکو اور بعد از میوہ کے پہلے لانا گوشت کا بہتر ہے کہ حدیث میں آیا ہے سَيِّدُ الطَّعَامِ
اللَّحْمُ یعنے سردار کھانوں کا گوشت ہے اور جو کھانا کہ لطیف ہو پہلے کھاوے تا حاجت روائی لطیف سے ہو جاوے اور بہت
نہ کھایا جاوے یہ اسلیے کہ بعد لطیف کے موٹے کھانیکو دل نہیں چاہتا اور عادت اہل خواہش اور متنعمین کی برعکس اسکے ہے کہ
کھانا برا پہلے کھاتے ہیں تا رغبت لطیف پر بہت ہو اور یہ خلاف سنت ہے اور جلد بہت کھانیکا ہے اور اگر ابتدا ساتھ
نمک اور ترکاری کے کریں بہتر ہے کہ اسمیں زیب دسترخوان کی ہے اور رغبت ہوتی ہے کھانے پر اور درمیان کھانیکے
پانی سرد شیریں موجود کریں کہ اس سے بہتر کوئی نعمت نہیں اور عادت قدما کی یہ تھی کہ سب طرح کے کھانے یکبارگی ہی
لے آتے تھے اور اگر کئی طرح کے کھانے ہوں تو ظاہر کر دینا اس بات کا بہتر ہے تا لوگ حاضر ہی سے حاجت روائی کر لیں اور منتظر
نہ ہیں اور دسترخوان جلدی نہ اوٹھا ڈالے تا شاید کہ انمیں کوئی ایسا ہو کہ ہنوز اوسکو حاجت باقی ہو اور بسبب شرم کے
اظہار نکر سکے بلکہ جب مرتبہ فراغ کا پہونچے آپ بیٹھ جاوے اور ہاتھ کھانے پر ڈالے اور کہے بسم اللہ مدد کرو اور یہ طریقہ اگلے
بزرگوں نے اچھا جانا ہے اور چاہیے کہ کھانا بقدر ضرورت کے لاوے کہ کم اوس سے بعید ہے مروت سے اور زیادہ حاجت
سے فخر اور اسراف ہے خصوصًا جبکہ جانے کہ سب نہیں کھاینگے اور اگر راضی ہو اسپر کہ سب لیجاویں تو بہت سا لانا بہتر ہی
آیا ہے کہ ابراہیم ادہم طعام بہت لاتے تھے مہمانونکے لیے سفیان ثوری نے کہا کیا نہیں ڈرتے یہ اسراف ابراہیم نے کہا
کہ نہیں ہے کھانا کھلانے میں اسراف اور اگر یہ نیت نہو یعنے لیجانیکی تو بہت لانا تکلف اور ضایع کرنا اور علامت فخر کی ہے
اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین قبول نہیں کرتے تھے فخر کے کھانیکو اور چاہیے کہ پہلی کھانے میں سے حصہ گھر کے لوگوں کا
نکال لے تا کہ دل اونکا مجلس والونکے کھانے میں نہ لگا رہے اور اگر شے پیچھے بچا تو نے آزردہ نہوں اور کھانا مہمانونکو مکروہ نہو
اور بغیر رضا کھلانیوالے کے کھانا نہ اوٹھاوے یعنے لیجانیکے لیے کہ اسمیں ذلت ہے اور اگر رضا اوسکی پہچانے تو اوٹھاوے
کہ حرام ہے اور ہر تقدیر اوسکی رضا کے طریقہ اعتدال کا رعایت کرے اور پاس کے لوگونکا نہ اوٹھاوے مگر جبکہ وہ راضی ہوں اور
آداب کھانیکے جسقدر کہ چاہیں تفصیل سے اوپر کی فصلوں میں ذکر ہو چکے اور آداب رخصت ہونیکے مجلس سے یہ ہیں کہ صاحبخانہ
دروازہ کے باہر تک پہونچانیکے لیے آوے کہ یہ بھی مہمانکی تعظیم میں سے ہے اور سنت بھی ہے اور کشادہ پیشانی سے
کہ جو بھی تعظیم اسمیں ہے اور تا اول سے آخر تک کشادہ پیشانی رکھے کہ پورا کرنا اس تعظیم کا بھی کھانا کھلانے سے بہتر ہے اور

مہمانکو چاہیے کہ کشادہ پیشانی سے ملے اور اگر کچھ قصور خدمت میں ہوا ہو عفو کرے اور خوش جاوے اور خوش خلقی بہترین اعمال
سے ہے اور بد خلقی بدترین اعمال ہے اور دعائے خیر کرے اور بغیر رضا گھر والے کے باہر نکلے اور بیچ مدت ٹھہرنے کے رعایت خاطر صاحب خانہ
کی کرے اور زیادہ تین دن سے نہ رہے کہ باعث ملالت ہو اور روٹی کا ٹکڑا اور بہت نہ رہے مگر کہ خلوص دل سے اصرار کریں گھر والے
اور مستحب ہے کہ واسطے مہمانکے ایک فرش مہیا رکھے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین فرش کافی ہیں ایک اپنے لیے
اور ایک اپنی بیبی کے لیے اور ایک مہمانکے لیے اور چوتھا شیطان کے لیے ہے ف یعنے آدمی کے لیے تین بچھونے چاہیئیں
اگر بیبی ہوں ایک تو اپنے لیے اور دوسرا اپنی بیبی کے لیے کہ شاید کسی وقت بسبب مرض کے یا کسی اور عذر کے تنہا سووے
والا بیبی کے ساتھ سونا اولی اور موافق تر ساتھ سنت کے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کے ساتھ
سویا کرتے تھے اور تیسرا مہمانکے لیے کہ آوے تو اسکو اوس پر سلاوے یہ تین بچھونے کافی ہیں اور زیادہ اسنے اسراف ہے جیسکہ
فرمایا کہ چوتھا اگر ہو تو شیطان کے لیے ہے نسبت شیطان کیطرف اسلیے کی کہ چونکہ زیادہ قدر حاجت سے ہے اور محل
مفاخرت ہے مذموم ہے اور ہر مذموم منسوب اسکی طرف ہے یا اسلیے شیطان کیطرف نسبت کیا کہ چونکہ زائد ہے حاجت سے
اسپر شیطان رات گذارتا ہے لیکن اگر کسیکی عادت کرم و سخاوت کی ہو اور مہمان اوسکے ہاں بہت آتے ہوں تو ظاہر یہ ہے
کہ کثرت فرش و اسباب مذموم نہو مذموم وہ ہے کہ واسطے مفاخرت و تکبر کے ہو یہ حضرت شیخ عبدالحق نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے

فصل پانچویں بیچ فائدوں متفرق کے کہ متعلق اس باب کے ہیں کھانا بازار میں مکروہ ہے اس سے لائق گواہی کے
نہیں رہتا بسبب ہونے اوسکے دلالت کرنیوالا نالائقی اور عدم مروت پر اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ مختلف ہوتا ہے
ساتھ اختلاف عادتوں شہروں کے اور حالتوں شخصوں کے بعضوں سے بسبب کم مروتی اور زیادتی حرص کے ہوتا ہے اور یہ
ساقط کرنیوالا عدالت کا ہے یعنے اس سے لائق گواہی کے نہیں رہتا اور بعضوں سے بسبب تواضع اور ترک تکلف کے ہوتا ہے
اور نقل کیا گیا ہے بعضے صوفیوں سے اور ایک اونگلی اور دو اونگلی سے کھانا ہے اور سنت یہ ہے کہ تین اونگلیوں سے کھاوے
یعنے ایک انگوٹھا اور دو اونگلیاں اسکے پاس کی اور چار پانچ اونگلیوں سے کھاوے کہ دلالت کرتا ہے حرص پر اور کھانا گوشت کا
بڑھاتا ہے گوشت کو اور گوشت گائے کا موجب بیماری کا ہے اور دودھ اوسکا دوا ہے اور کھانا مچھلی کا بدنکو گھٹاتا ہے اور پڑھنا
قرآن کا اور کرنا مسواک کا بلغم کو دور کرتا ہے اور سکا مثانہ گردوں کا بیماری پیدا کرتا ہے اور رات کو نکھانا بڈھا کرتا ہے اور صبح کو
نکھانا ضعیف کرتا ہے اور پرہیز کرنا تندرست کے لیے ضرر کرتا ہے جیسکہ پرہیز نکرنا بیمار کو ضرر کرتا ہے آیا ہے کہ حجاج نے
ایک طبیب سے پوچھا کہ مجکو کچھ ایسا بتا کہ اوسکے کرنیسے احتیاج کسی طبیب کی نہو اوسنے کہا کہ غیر جوان عورت سے نکاح نکر
اور گوشت غیر جوان جانور کا نکھا اور بیچ ہانڈی میں سے جو چیز گلی نہو نکھا اور دوا بغیر بیماری کے نکھا اور میوہ کچا نہو نکھا
اور جماع میں مبالغہ نکر اور جو کچھ خوش آوے اوسے کھا اور کھانے پر پانی نپی مگر کہ بعد دیر کے اور پیٹ بھر کے پکا نکھا اور پیشاب
اور پاخانہ نروک اور بعد دنکے کھانے کے سو رہ اور بعد رات کے کھانے کے ٹہلا کر چار چیزیں بدنکو قوی کرتی ہیں کھانا گوشت کا

اور سو نگا ہو کر خوشبو کا اور کثرت غسل کی بغیر جماع کے اور پہننا کتان کا کہ ایک قسم ہے کپڑے کی اور بیٹھنا [illegible]
جماع بہت کم کرنا اور بہت پانی پینا اور بسیار پانی اور ترشی بہت کھانا اور بیٹھنا چیزیں [illegible]
بیٹھنا اور [illegible] سونا [illegible] وقت [illegible] نظر کرنی سبزہ پر اور لباس پاکیزہ پہننا اور چیزیں [illegible] کرتی ہیں [illegible]
[illegible] کا اور بیٹھنا سولی [illegible] جو کہ گل گیا ہو اور عورت کے ستر کو دیکھنا اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا اور
وہ چیزیں [illegible] جماع کو زیادہ کرتی ہیں چڑیا کو کھانا اور اطریفل اکبر کھانا اور پستہ کھانا اور [illegible] کھانا اور [illegible]
[illegible] کو زیادہ کرتی ہیں ترک کرنا اوس کلام کو کہ زیادہ ہو حاجت سے اور مسواک کرنی اور ساتھ علما اور صلحا کے بیٹھنا
اور سونا چار قسم پر ہے چت سونا اور یہ سونا انبیا کا ہے کہ تفکر کرتے تھے بیچ پیدائش آسمان و زمین کے اور داہنی
کروٹ سونا اور یہ سونا علما کا ہے اور عبادت ہے اور بائیں کروٹ سونا اور یہ سونا بادشاہوں کا ہے [illegible]
طعام کے اور منہ کے بل سونا اور یہ سونا شیطانوں کا ہے باب دوسرا بیچ آداب نکاح کے اور اس باب میں
پانچ فصلیں ہیں فصل پہلی بیچ فائدوں نکاح کے اور آفتوں اوسکے فصل دوسری ان چیزوں میں کہ
واجب ہے رعایت اونکی فصل تیسری بیچ آداب گذران کرنیکے ساتھ عورتوں کے اور بیچ ولیمہ کے فصل چوتھی
بیچ آداب جماع کے اور بچہ پیدا ہونیکے اور طلاق کے فصل پانچویں حقوق میں میاں بیوی کے فصل پہلی
بیچ فوائد اور آفتوں نکاح کے جان تو کہ علما میں اختلاف ہے اس مسئلہ میں کہ نکاح کرنا بہتر ہے یا مجرد رہنا یعنے
پسندیدہ بعضوں کے نزدیک یہ ہے کہ افضل ہمارے زمانہ میں نکرنا نکاح کا ہے اور افضلیت نکاح کی اگلے زمانہ میں تھی
کہ رزق وجہ حلال سے میسر ہوتا تھا اور اخلاق عورتوں کے اچھے تھے اور [illegible] اور اقوال [illegible] جانب میں
موجود ہیں نکاح کرنیکی فضیلت میں اکثر روایتیں آئی ہیں اور حقیقت حال کی [illegible] بیان کرتے فوائد
نکاح کے اور آفتوں اوسکی کے فوائد نکاح کے یہ ہیں پیدا ہونا اولاد کا اور مقصود نکاح کے مقرر ہونے کا یہی ہے
کہ باقی رہے نسل آدم کی اور بیچ پیدا ہونے اولاد کے فائدے اور فضیلتیں بہت ہیں کہ سعی کرنی [illegible] بیچ حاصل کرنے
مراد حق کے اسلیے کہ حکمت بیچ پیدا کرنے شہوت کے اور ستر کے حاصل ہونا اولاد کا اور باقی رکھنا [illegible] انسان کا ہے
اور سعی کرنی ہے بیچ حاصل کرنے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ فرمایا آنحضرت نے نکاح کرو اور اولاد جنو کہ میں
فخر کرونگا بسبب تمہارے اور امتوں پر کہ میری امت میں اتنے لوگ ہیں اور بیچ مرنے چھوٹی اولاد کے ثواب بیشمار ہے آیا
ہے کہ قیامت کو جب چھوٹوں کو بہشت میں لیجانے لگیں گے تو دامن اپنی ماں اور باپ کا پکڑ لیں گے کہ جبتک بہشت
میں نہیں جاوینگے ہم قدم نہیں رکھنے کے پس حکم ہوگا کہ پکڑ لو ہاتھ ماں اور باپ اپنے کے اور لیجاؤ انکو
بہشت میں اور بیچ دعا کرنے فرزند صالح کے اپنے ماں باپ کے لیے بعد مرنے کے فائدہ بہت ہے حدیث شریف میں
آیا ہے کہ دعائیں پیش کیجاتی ہیں مردے کے نزدیک طباقوں میں اور اگر فرزند صالح نہیں ہوتا تو بھی یہ قبول کی [illegible]

اور اکثر فضیلت نکاح کی بواسطہ فرزند کے ہے اور جب مقصود حاصل کرنا فرزند کا ہوا تو نکاح عورت بانجھ سے مکروہ ہوا
اسواسطے حدیث میں آیا ہے کہ بہتر عورتوں کی بہت جننے والی ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ بوریا پڑا ہوا گھر کے کونے میں بہتر ہے عورت
نہ جننے والی سے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ کالی عورت جننے والی بہتر ہے عورت گوری نہ جننے والی سے اور نکاح کے فائدوں
میں سے دوسرا یہ فائدہ ہے کہ اپنے دین کو بچاوے اس سے امن ہوتی ہے آفتوں شیطان کی سے اور شہوتوں اوسکی سے ہر چند کہ اگر تقویٰ
رکھتا ہو تو مانع ہوتا ہے افعال بد سے اعضا کو اور آفت نظر سے ولیکن محفوظ ہونا قلب کا وسوسوں اور خطروں سے اور
فکر سے دشوار ہے یعنے دل کے وسوسے نکاح ہی سے مٹتے ہیں چنانچہ اسی سبب سے کہا ہے ابن عباس نے کہ تمام نہیں ہوتی
عبادت عابد کی مگر ساتھ نکاح کے اور بعضوں نے بیچ تفسیر خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا کے کہا ہے کہ صبر عورت سے نہیں کر سکتا
پیدا کیا گیا ہے آدمی ضعیف
اور لکھا ہے علما نے کہ جب شہوت غلبہ کرتی ہے آدمی پر تو جاتے رہتے ہیں اوسکے دو حصے عقل کے اور دین کے اور حدیث میں
آیا ہے کہ بچاؤ اون عورتوں کے پاس کہ خاوند اونکے غائب ہوں اسلیے کہ شیطان جاری ہوتا ہے آدمیوں میں جگہ جاری ہونے
خون کے یعنے بہت تصرف کرتا ہے صحابہ نے کہا کہ آپ میں بھی یا رسول اللہ فرمایا مجھ میں بھی ولیکن میری مدد کی ہے اللہ نے
شیطان پر پس اسلام لے آیا ہے یعنے تابعدار ہو گیا ہے میرا اور بیچ نکاح کرنے کے امان ہے واقع ہونے بلا میں اور روایت
کیا ہے جابر رضی اللہ عنہ نے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک عورت کو پس آئے اپنے گھر میں اور قضا شہوت کی
اپنی ایک بیوی سے اور فرمایا کہ جب آگے آتی ہے عورت آتی ہے بیچ صورت شیطان کے پس جب دیکھے ایک تمہارا کسی عورت کو
اور خوش آوے چاہیے کہ آوے اپنی بیوی کے پاس یعنے صحبت کرے اور منقول ہے کہ عبد اللہ ابن عمر کہ زاہد اور علماے صحابہ
سے تھے اول افطار ساتھ جماع کے کرتے تھے واسطے فارغ کرنے دل کی عبادت کے لیے اور اسلیے مستحب ہے فراغت کرنی
کاروبار سے پہلے نماز کے اور منقول ہے اونسے کہ ماہ رمضان میں نماز عشا تک تین عورتوں کو خوش کرتے تھے یعنے جماع
کرتے تھے اور واسطے اسی فائدہ کے مستحب ہے نکاح زیادہ ایک عورت سے اگر حاصل نہو فراغ خاطر ایک عورت سے
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ بہتر اس امت کا وہ ہے کہ عورتیں بہت رکھے اور شہوت عرب والوں کو بہت ہے چنانچہ
اسیلیے صلحا اونکے نکاح بہت کرتے ہیں اور صحابہ میں بہت لوگ ایسے تھے کہ تین چار بیوی رکھتے تھے اور ایسے بہت کم تھے
کہ دو بیویوں سے کم رکھیں اور اگر حاصل ہو محبت اور الفت ایک بیوی سے تو مستحب ہے بدل ڈالنا یعنے اوسکو چھوڑ دے
اور اور کرلے کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے بہت نکاح کیے تھے یہانتک کہ زیادہ دو سو عورتوں سے
نکاح کیا اور کبھی چار چار عورتوں کو ایک ہی وقت سے نکاح میں لاتے تھے اور کبھی چار عورتوں کو ایک ہی وقت میں طلاق دیتے
تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن مشابہ ہے میری صورت اور سیرت میں اور فرمایا آنحضرت
نے کہ حسن مجھ سے ہے یعنے صورت و سیرت میں اور حسین علی سے یعنی راضی ہوا اللہ اون سے اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
بعد وفات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چار بیویاں نکاحی اور ستر ان حرم میں رکھتے تھے اور بعد حضرت فاطمہ کی

تو ہمیشہ اپنی نکاح کیا تھا اور یہ اثر نکاح کی زیادتی اور کمی کا اوپر کمی اور زیادتی شہوت کی ہو کیونکہ علاج اوسکا ریاضت زیادہ تا ہو اور مراد تسلی نفس
کی اور فراغت دل کی ہو پس اگر کمی مین یہ بات حاصل ہو کم کرے ورنہ زیادہ اور فائدہ نکاح کا یہی ہے کہ نکاح سے دل راحت پاتا ہے اور انسیت ہوتی ہے
بسبب بیٹھنے پاس عورتونکے اور بسبب دیکھنے اور ہنسی ہونے کے اوس سے اور اس سے قوت نفس کی بحال ہوتی ہے واسطے عبادت کے اور نفس کو
ہمیشہ عبادت مین مشغول کرنا نفس کا زبردستی موجب رنج و ملال کا ہے پس خوش کرنا نفس کا بعضے وقتون مین سبب فرحت
و نشاط کا ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہی حکمت ہو اسمین کہ مکروہ کی گئی ہے نماز بعضے وقتون مین اور تفریح
قیلولہ سنت ہے یعنے مثلاً دوپہر کو جو نماز مکروہ ہوئی اور قیلولہ سنت ہوا تو اس سے یہ ہے کہ نفس خوش ہوکر قوت عبادت کی
حاصل کرے پس یہی بات نکاح سے حاصل ہوتی ہے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے رَوِّحُوا الْقُلُوْبَ
سَاعَةً فَاِنَّهَا اِذَا اُكْرِهَتْ عَمِيَتْ یعنے آرام پہونچاؤ دلونکو ایک ساعت کیونکہ جب جبر کیا جاتا ہے دلون پر
تو اندھے ہو جاتے ہین حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے
پر ایسی باتین حصول نفع تجارت آخرت کی کر رہی تھی کوئی کہتا تھا کہ مین تمام رات جاگا کرونگا اور کوئی کہتا تھا کہ مین ہمیشہ
روزہ رکھا کرونگا اور کوئی کہتا تھا کہ مین عورت پاس ہرگز نجاونگا اتنے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہوے باہر
تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا کہہ رہے ہو تم قسم ہے اللہ تعالی کی کہ مین بڑا پرہیزگار ہون تم سب مین نزدیک خدا تعالے کے
اور حال میرا یہ ہے کہ کھاتا بھی ہون اور روزہ بھی رکھتا ہون اور نماز بھی پڑھتا ہون اور سوتا بھی ہون اور
عورتونکے پاس بھی جاتا ہون اور زیادتی ہر جگہ بری ہے یعنے تم جو اتنی عبادتون کا ارادہ رکھتے ہو اچھا نہین کہ
نفس تھک جاتا ہے نفس کا ہے عبادت ضروریہ سے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاكُمْ ثَلٰثٌ
اَلطِّيْبُ وَالنِّسَاءُ وَقُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ محبوب ہین مجکو دنیا تمہاری سے تین چیزین خوشبو لگانی اور عورتین
اور ٹھنڈک میری آنکھونکی نماز مین ہے یعنے نہایت فرحت ہوتی ہے نماز مین بسبب حضور رب العالمین کے اور یہ فائدہ نکاح
یعنے خوش ہونا نفس کا اور اس سے حاصل ہونا قوت کا عبادت کے لیے عام نہین ہے ہر کسی کے حق مین اسلیے کہ ایسے آدمی
کم ہین کہ قصد انکا نکاح مین یہ ہو بلکہ اکثر قصد دلکا دفع کرنا شہوت کا ہوتا ہے اور یہ بھی ہے کہ یہ فائدہ کچھ نکاح ہی پر
منحصر نہین بہت آدمی ایسے ہین کہ دیکھنے سے پانی اور سبزہ وغیرہ کے اپنے دلکو خوش کرتے ہین پس وہ محتاج نہین ہین
نفس کے خوش کرنے مین مصاحبت عورتون کی پس مختلف ہوتا ہے یہ ساتھ اختلاف احوال اور اشخاص کے یعنے کسیکو
کسی چیز سے خوشی حاصل ہوتی ہے اور کسیکو کسی چیز سے اور فائدہ نکاح کا یہ ہے کہ اوس سے فراغت دلکو حاصل
ہوتی ہے کاروبار گھر کے [illegible] پکانے سے کیونکہ اگر آپ بوجھ کھانے پکانیکا اوٹھاوے تو اکثر اوقات فکر مشاغل دنیا
مین رہے پس عورت نیک مدد کرتی ہے امور دین مین [illegible] اسیواسطے ابو سلیمان دارانی
رحمہ اللہ نے فرمایا ہے اَلزَّوْجَةُ الصَّالِحَةُ لَيْسَتْ مِنَ الدُّنْيَا فَاِنَّهَا تُفَرِّغُكَ لِلْاٰخِرَةِ یعنے عورت نیک بخت

دنیا سے نجات پاتے ہین کیونکہ اوس سے فراغت حاصل ہوتی ہے واسطے کار آخرت کے اور بعضون نے بیچ تفسیر ربنا آتنا
فی الدنیا حسنۃ کے کہا ہے کہ مراد حسنۃ سے عورت صالحہ ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ بعد ایمان کے
بہتر کوئی نعمت عورت صالحہ سے نہین اور حدیث مین آیا ہے کہ فضیلت دی گئی میری آدم صلوات اللہ علیہ پر دو وجہ سے
ایک یہ کہ بیبی اونکی باعث گناہ کی ہوئی اور میری بیبیان مددگار ہین طاعت پر دوسرے یہ کہ شیطان اونکا کافر تھا اور شیطان
میرا مسلمان ہے اور یہ فائدہ بھی مخصوص ہے ساتھ بعضے شخصون کے کہ جو ایسا ہو کہ کوئی سرانجام اسکے امور کا کرنیوالا نہو
البتہ اسکو نکاح مین یہ فائدہ ہے مگر اہل نہین اور اسی فائدہ کیواسطے مستحب نہین ہے نکاح کرنا دو عورتون سے اور زیادہ سے
کیونکہ یہ اکثر سبب رنج اور ملال اور خلل کا گھر کے کا موجب ہے اور خلاف اسکا نادر سے ہے اور فائدہ نکاح کا
یہ بھی ہے کہ اوس سے مجاہدہ اور ریاضت نفس کی ہوتی ہے بسبب صبر کرنیکے اوپر ایذا دینے اور بدخلقی اور کج فہمی
بیبی کے اور بسبب خبرگیری احوال اونکے اور موجود رکھنے اسباب معاش کے اونکے لیے اور صبر کرنیسے ایذا اونپر بہت ہی
ثواب ملتا ہے اور فضیلت بخشا ہے اسکی اور مرتبہ صبر کا بلند ہے اور خصائل حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ پیغمبرون
اولی العزم علیہم السلام کیسے ہے کہتے ہین کہ کتنے ایک آدمی حضرت یوسف علیہ السلام کے ہان مہمان آئے پس انہون نے
معلوم کیا کہ ہر بار جانے اور نکلنے مین حضرت یوسف پر آثار ایذا کے بہت پائے جاتے ہین اور یہ بہت سکوت اور صبر کرتے ہین
اون لوگونکو انکے حال دیکھنے سے تعجب ہوا حضرت یوسفؑ نے کہا کہ تعجب نکرو کہ مینے ہی اللہ تعالی سے عرض کیا تھا کہ یا اللہ
جو بلا اور عذاب کہ مجھپر آخرت مین کرے تو یہین کرے کہ مجکو تحمل بلای آخرت کا نہین پس حکم ہوا کہ عذاب تیرا یہ ہے کہ فلانیکی
بیٹی سے نکاح کر پس نکاح کیا مینے اور اب اوسکی ایذا پر صبر کرتا ہون اور صبر کرنیمین انکسار نفس ہے اور اچھا کرنا خلق کا اسلیے
کہ اکیلے کی اور مصاحب اچھی خلق والونکی نہین نکلتی ہے خباثت باطن کی اور ظاہر نہین ہوتے ہین عیب نفس کے پس اسباب
ہے چلنے والی راہ آخرت پر کہ آزمانا اپنے نفس کو ساتھ ایسے ریاضت کے تا عادت پڑے صبر کرنیکی اور معتدل ہو اخلاق
اوسکا اور مرتاض ہو اوسکا نفس اور یہ فائدہ بھی مخصوص ساتھ اون لوگونکے ہے کہ چلتے ہین راہ مجاہدہ کی اور حسن خلق
نہین رکھتے اصل خلقت مین یا ریاضت پہلی سے نہین حاصل ہوئی اور جو کہ محتاج نہین ہین اسکے بسبب اچھی ہونے
اصل خلقت کے یا پہلے مجاہدہ کے پس اونکے حق مین نکاح کرنا مفید نہین اس مطلب کو اور اوسکو ریاضت اور فکر کرنی
علوم مین اور مجاہدہ کرنا ساتھ اور طاعتونکے کافی ہے اور نکاح کا فائدہ یہ بھی ہے کہ اسکے سبب سے حاکم ہوتا ہے یعنے
اہل و عیال پر اور رعایت کرتا ہے اونکی اور حقوق ادا کرتا ہے انکے اور کوشش کرتا ہے بیچ حاصل کرنے وجہ حلال کے
اور سعی کرتا ہے اہل و اولاد کی تعلیم کرنیمین اور راہ بتانیمین دین کی اور اہل و اولاد اسکی رعیت ہین اور یہ حاکم اونکا
پس یہ جو رعایت و عدل کریگا انمین بڑا ثواب پاویگا کہ اسکی بڑی بزرگی آئی ہے فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ عدل کرنا ایک ساعت کا حاکم عادل سے افضل ہے ستر برس کی عبادت سے اور اسی سبب سے وارد ہوئی ہین فضیلتین

حق حاکم عادل کی آدھی کیونکر برابر ہو سکتی ہے وہ شخص کہ مشغول ہو فقط اپنے ہی نفس کی درستی میں اور وہ شخص کہ باوجود درستی
اپنی اسکے درستی اوروں کی کرتا ہو اور کیونکر برابر ہو وہ شخص کہ ہمیشہ فراغت رکھتا ہو اور وہ شخص کہ ہمیشہ صبر کرتا ہو ایذا اونپر اور
خبر گیری اہل و عیال کی بمنزلہ جہاد کے ہے اور فضیلت جہاد کی معلوم ہی ہے کہ کیا کچھ آئی ہے اور اسی سبب سے حضرت
حق سبحانہ تعالیٰ نے انبیا میں سے کسی کی مدح نہیں کیا ہے قرآن میں مگر تعریف دو انکو آیا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے نکاح
کیا تھا اور فضیلت نکاح کے لیکن جماع نہیں کیا اور انبیا عمر میں سے جو مجرد تھے حضرت عیسیٰ
علیہ السلام تھے کہتے ہیں کہ وہ بھی نکاح کرینگے اوس وقت میں کہ اوترینگے آسمان سے یعنے قریب قیامت کے اور اونکو اولاد ہوگی
اور کہا بشیر بن حارث نے کہ فضیلت احمد بن حنبل کی مجھپر تین وجہ سے ہے ایک تو یہ کہ وہ حاصل کرتے ہیں مال حلال اپنے
لیے اور غیرونکے لیے اور میں تنہا اپنے ہی لیے کرتا ہوں اور دوسری یہ کہ وہ فراخی رکھتے ہیں نکاح میں اور میں تنگی
کرتا ہوں تیسری یہ کہ وہ امام ہوئے لوگونکے ہیں اور میں اپنی ہی نفس کی درستی میں مشغول ہوں اور آیا ہے کہ ایک عابد
نے ایک عالم سے کہا کہ حق تعالیٰ نے ہر عمل نیک نصیب مجھکو کیا اور بیان کیا حج کو اور جہاد کو اور اور نیک اعمال کو یعنے
بیان کیا کہ یہ عمل نیک مجھکو نصیب ہوے ہیں پس کہا اوس عالم نے کہ کہاں ہے تو عمل ابدال سے یعنے عمل ابدال کا تو نے وہ تو نہیں
حاصل کیا تو اوس عابد نے کہا کہ کیا ہے عمل ابدال کا کہا اوس عالم نے کہ حاصل کرنا حلال کا واسطے نفقہ عیال کے اور کہا ہے
علما نے کہ عبادت قبیلہ دار کی افضل ہے ستر درجہ عبادت مجرد کی سے اور ایک شخص نے ابراہیم ابن ادہم سے کہا کہ خوشحال
ہے تیرا کہ فارغ کیا تو نے اپنے تئیں واسطے عبادت کے فرمایا ابراہیم نے کہ ایک غم تیرا بسبب عیال کے بہتر ہے میری سب عبادتوں
سے اور حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی بیٹی رکھتا ہو اور بیچ خرچ کرنے اور خبر گیری اوسکے نیکی کرے یعنے اچھی طرح خبر گیری کرے
واجب ہے اوسکے لیے بہشت مگر کہ وہ عمل کیا ہو کہ نہ بخشا جاوے یعنے شرک اور حدیث میں آیا ہے کہ غم اور محنت کفارہ ہے
گناہونکا اور بعضے اگلے علما نے کہا ہے کہ بعضے گناہ ایسے ہیں کہ کفارہ اونکا نہیں ہے سوا غم عیال کے اور طلب کرنے
معیشت کے اور یہ فائدہ بھی مخصوص ہے ساتھ اہل عبادت کے کہ اونکے لیے سوا اعمال ظاہر کے کوئی شغل و عبادت اور نہو
اسلیے کہ یہ بھی عبادتوں میں سے ہے بلکہ یہ عبادت متعدی ہے اور فضیلت عبادت متعدی کی اوپر عبادت لازمی کے
بیشمار ہے اور جسکو کہ حاصل ہو سیر باطن اور فکر کرنا علوم میں اور مکاشفات ہو تو نہیں نفع دیتا اوسکو یہ فائدہ اسلیے کہ
علم افضل عبادت ہے اور اسلیے فضیلت دیگئی ہے علم دین کے سکھانے اور سیکھنے کو اوپر عبادت نفل کے اور فائدہ علم کا
عام ہے تمام خلق کے لیے اور افضل ہے حاصل کرنے نفقہ کے سے واسطے عیال کے اور فائدہ نکاح کا یہ بھی ہے کہ بہت
ہوتا ہے اس سے کنبہ قبیلہ اور اونسے حاصل ہوتی ہے قوۃ بازو اور زیادہ ہوتی ہے عزت اور دور ہوتی ہے ذلت
کہ سبب دفع شر اور سلامتی کی ہے آفتوں سے چنانچہ اسی سبب سے کہا ہے علما نے ذل من لا ناصر له یعنے ذلیل ہوا
وہ کہ نہیں کوئی مددگار اوسکا اور یہ باعث فراغت دل اور جمعیت خاطر کا بھی ہے جاننا چاہیے کہ نکاح کے ان فائدونکو

بیان آفات نکاح

بیان کرنے سے معلوم ہوا کہ جو فائدہ ان فائدوں میں سے عام اور نفع پہنچانے والا حق میں [illegible] ہے وہ یہ ہے کہ اولاد پیدا ہووے [illegible]
رہتا ہے آفت شہوت سے اور آفتیں نکاح کی متعدد ہیں ایک یہ ہے کہ آدمی عاجز ہوتا ہے کسب حلال سے اور [illegible] کرنا
حلال کا نہایت دشوار ہے خصوصاً اس زمانہ میں کہ [illegible] شرعی [illegible] احکام شرعی [illegible] ہیں پس
نکاح سبب اضطرار اور داقع ہونیکا حرام میں ہے اور [illegible] ہلاکت اسکی اور اسکے اہل کی ہے [illegible] ہیں ہے
اس بلا سے حدیث میں آیا ہے کہ اول چیز کہ پیش آویگی ہر کو روز قیامت کے اہل [illegible] اسکی ہے پس کھڑا کرینگے اسکو آگے
خدا تعالیٰ کے کہینگے یا خدا یا حق ہمارا اوس سے لے کہ اسنے تعلیم نکیے ہمکو احکام دین کے اور کھلایا ہمکو مال حرام سے
اور ہم نہ جانتے تھے اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ ایک بندہ ہوگا کہ اوسکے لیے مانند پہاڑ کی نیکیاں ہونگی پھر سوال کیا جائیگا
اوس سے رعایت کرنے عیال کیسے اور کسب کرنے مال کیسے کہ حرام تھا یا حلال پس جاتی رہینگی نیکیاں اوسکی اس مطالبہ میں
پس فریاد کرینگے فرشتے کہ یہ شخص وہ ہے کہ لیگئی نیکیاں اسکی اہل وعیال اسکی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے
آدمی کے لیے کوئی گناہ بڑا زیادہ جہالت اہل سے نہوگا یعنے اگر اپنے اہل وعیال کو تعلیم نکریگا اور وہ جاہل رہینگے تو یہ اسکے
حق میں بڑا گناہ ہے اور یہ آفت عظیم ہے کہ بہت ہی کم اس سے نجات پاتے ہیں مگر وہ شخص البتہ نجات پاتا ہے کہ مال حلال رکھتا ہو
یا کسب حلال کرتا ہو اور قناعت کرتا ہو یا سوا اسکے کچھ پیشہ رکھتا ہو مانند لانے لکڑیوں کے اور شکار کرنے [illegible] کوئی حرفہ
بھی ایسا رکھتا ہو کہ متعلق ساتھ بادشاہوں اور ظالموں کے ہو آیا ہے کہ ایک درزی نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ کپڑا بادشاہ کا
سیتا ہوں آیا میں بھی مددگار ظالموں میں سے ہونگا یا نہیں فرمایا کہ مددگار ظالموں کا وہ ہے کہ سوئی اور دھاگا اوسکے تیرے
ہاتھ بیچا اور تو تو خود عین ظالم ہے اور کہتے ہیں کہ ایک شخص نے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو بادشاہ کے دروازہ پر دیکھا کہا
کہ یہ کیا جگہ بیٹھنے کی ہے فرمایا کہ ہرگز کسی نے عیال میں فراخ نہیں دیکھی ہے اپنے خبر گیری عیال کی ہمکو باعث گرفتاری اس
بلا کی ہوئی ہے اور بسبب اسی آفت کے علما نے کہا ہے کہ افضل ہمارے زمانہ میں مجرد رہنا ہے [illegible]
کہ نقل کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جو شخص کہ رہتا ہے جنگل میں [illegible] بسبب [illegible]
اور بسبب ترک کرنے جماعت کے اور جو شخص کہ اپنے گنہگار رہا شکار کے غافل ہوا یعنے [illegible]
اور بے رحم ہے اور جو شخص آیا سلطان کے پاس فتنہ میں ڈالا گیا یعنے اسلیے کہ اگر موافقت کرتا ہے [illegible]
دین میں اور اگر مخالفت کرتا ہے اوسکی تو خطرہ ہے جان پر نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور نسائی نے اور بیچ روایت [illegible]
کے ہے کہ جو شخص لگا رہا سلطان پاس فتنہ میں ڈالا گیا اور نہیں زیادہ کی کسی بندہ نے سلطان سے نزدیکی مگر زیادہ کی
اللہ سے دوری یہ مشکوۃ میں ہے اور آفت نکاح کی یہ بھی ہے کہ قصور کرتا ہے آدمی ادا اپنے حقوق عورتونمین اور قصور کرتا ہے
صبر کرنے میں اونکے اخلاق پر یہ بھی محل خطر کا ہے اسلیے کہ قیامت کو ہر کسی سے پوچھینگے حقوق رعیت اور
حوال اونکے سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ یعنے تم سب

رعیت رکھنے والے ہو اور تم سب پوچھے جاؤگے اپنی رعیت سے ف یہ سارا حدیث مشکوٰۃ مین بخاری و مسلم سے نقل
کی ہے خبردار ہو سب تم ایسے نگہبان رعیت کے ہین اور تم سب پوچھے جاؤگے اپنی رعیت سے پس امام جو حاکم ہو لوگونپر نگہبان
ہے اور وہ سوال کیا جاویگا احوال رعیت اپنی سے اور مرد نگہبان ہے اوپر گھر والون اپنی کے اور وہ سوال کیا جاویگا حقوق
رعیت اپنی سے اور عورت نگہبان ہے اوپر گھر خاوند اپنے کے اور فرزندون اوسکے کے اور وہ سوال کیجاویگی حق اونکے سے اور
غلام مرد کا نگہبان ہے اوپر مال مالک اپنے کے اور وہ سوال کیا جاویگا اوس سے خبردار ہو پس تم سب نگہبان ہو اور تم سب
سوال کیے جاؤگے رعیت اپنی سے انتہی ف راعی کہتے ہین نگہبان اور امانتدار کو یعنی اوس چیز کے کہ اسکے تصرف مین
ہو پس لازم ہے اسکو ادا کرنا اوسکے حق کا اور یہ موجود ہے سب مین اگرچہ حقوق مختلف ہون اور اس حدیث مین نصیحت
ہے سبکے لیے بیچ رعایت حقوق کے اور تنبیہ ہے اسپر کہ سب پوچھے جاوینگے اور لکھا ہے علماء نے کہ ہر شخص نگہبان ہے اوپر اعضا
اور حواس اپنے کے بھی اور وہ پوچھا جاویگا احوال اونکے سے کہ کہان استعمال کیا تھا اونکو اور کسطرح استعمال کیا اور
حدیث مین مالکونہ ذکر کیا اسلیے کہ ظاہری یہ لکھا ہے شیخ عبدالحق اور سید جمال الدین نے شرح مشکوٰۃ مین اور حدیث مین آیا ہے
کہ بھاگنے والا اپنی عیال سے بمنزلہ غلام بھاگے ہوئے کے ہے کہ قبول نہین ہوتی اوس سے کوئی چیز قسم نماز اور روزہ اور
حج سے یہانتک کہ پھر آوے گھر طرف اونکے اور قصور کرنیوالا اونکے حق مین اگرچہ حاضر ہے لیکن حقیقت مین غائب ہی ہے
یعنے یہ بھی بمنزلہ غلام بھاگے ہوئے کے ہے جو کہ اوپر مذکور ہوا اور آدمی عاجز ہے یعنے ادا کرنے حق نفس اپنے سے چہ جائے
ادا کرنا حق غیر کا اور یہی تھا عذر بعضے مشائخ کا بیچ ترک کرنے نکاح کے اور اختیار کرنے تجرد کے مانند ابراہیم ادہم اور بشیر
ابن حارث رضی اللہ عنہما کے اور یہ آفتین اگرچہ خطر عظیم رکھتی ہین لیکن بہ نسبت پہلی آفتونکے کم ہین اسلیے کہ خوش گذرانے
ساتھ عورتونکے یعنے نیک خلقی سے اونکے ساتھ رہنا اور اونکے حق ادا کرنے آدمی سے ممکن ہین کہ ہو سکتا ہے لیکن
طلب کرنا حلال کا تمام حالتونمین نہایت مشکل ہے اور آفات نکاح کی سے یہ بھی ہے کہ اہل و اولاد اکثر حالتونمین
غافل کرنیوالے ہین اللہ سے اور باعث ہین طلب دنیا پر اور بہت سے جمع کرنے مال پر اور طلب کرنے مال پر اور
فخر کرنے پر کہ ہم کثیر الاولاد ہین اور جو چیز کہ غافل کرتے ہین حق سے آفت ہے فرمایا حق سبحانہ تعالی نے اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ
زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ یعنے مال اور اولاد زینت ہین زندگانی دنیا
کی اور نیکیان باقی رہنے والی بہتر ہین نزدیک پروردگار تیرے کے اور مراد ہماری اس جگہ یہان یہ نہین ہے کہ وہ باعث
ہوتے ہین اوپر ارتکاب حرام کے اسلیے کہ اسکا ذکر تو اوپر ہوچکا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ کثرت کرنے چین کی چیزونمین اور
لذتونمین اگرچہ مباح و مشروع ہون یہ بھی مانع ہین تدام ذکر سے اور فراغت دل سے اسلیے کہ اکثر شغل اور موانع
کہ سبب قصور دین کے ہین پیدا ہوتے ہین اہل و اولاد سے کہ شب و روز انکی فکر مین رہتا ہے پس ضائع ہوتا ہے وقت
باطل چیزونمین اور باعث ہوتا ہے ندامت کا اور اسی سبب سے ابراہیم ادہم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جسنے عادت کی

فقراء مین سے بیوی کے ساتھ سونیکے اوس سے ہرگز کچھ کام نہین ہوئیگا اور ابو سلیمان دارانی نے فرمایا ہے کہ جو تزویج کرتا ہے رکون کرتا ہے
الی الدنیا یعنے جھکنے ہوئیکی میل کی طرف دنیا کے اور فرمایا کہ نہ دیکھا مینے کسیکو اپنے یارون مین سے کہ بیوی کی ہو اور اپنے
حال پہلے پر قائم رہا ہو اور حسن بصری نے کہا کہ جب چاہتا ہے اللہ نیکی بندے کی ساتھ نہین ہوتی بندیکو غافل نہین کرتے اوسکو اہل مال
حق سے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اخیر زمانہ مین ایکوقت آویگا کہ ہلاکت آدمی کی اوسکے ہاتھ سے ماں باپ اور
اور بیوی اور فرزند اوسکے ہوگی کہ سرزنش کرینگے اوسکو محتاجگی پر اور تکلیف دینگے ایسی چیز کی طاقت نہین رکھتا
پس گرفتار ہوگا وہ ایسی جگہ کہ جاتا رہیگا دین اوسکا پس ہلاک ہوگا نعوذ باللہ من ذلک یہ ہے بیان فائدہ و نقصان
نکاح کا پس ظاہر ہوا کہ مدار نہین حکم کرنا ہر شخص پر مطلق کہ نکاح افضل ہے یا مجرد رہنا بلکہ حق یہ ہے کہ
کہ بعض کے لیے افضل ہے اور بعض کے لیے نہین پس صدق نیت والے کو چاہیے کہ بنظر تیز فائدون اور آفتون نکاح کے
تا حصہ اپنا آخرت سے اوٹھاوے اور توفیق اللہ کے ہاتھ ہے **ف** مولانا عبد العزیز علیہ الرحمہ نے اس تمام کی تقریر مختصر اور
جامع لکھی ہے واسطے نفع بھائی مسلمانونکی بیان لکھی جاتی ہین کہ فوائد نکاح کے پانچ ہین کم ہونا شہوت کا اور بندوبست
ہونا گھر کا اور کثرت کنبے کی اور مجاہدہ نفس کا بسبب خبرگیری کرنے بیوی اور عیال کے اور پیدا ہونا فرزند صالح کا اور آفات
نکاح کی چند ہین عاجز ہونا طلب حلال سے اور فراخی کرنی حرام مین اور قصور رہنا ادای حقوق عورتونکے مین اور صبر کرنا
عورت کی بد اخلاقی پر اور اوٹھانا ایذا کا عورت سے اور باز رہنا بسبب بیوی اور اولاد کے حقوق اللہ تعالی کے سے پس
اگر نہ موجود ہون فوائد اور جمع ہون آفات تو مجرد رہنا افضل ہے اور اگر مقابل ہون دونون امر یعنے فوائد اور آفات برابر
ہون تو جس چیز سے دین کی باتون مین زیادتی ہو اوسکو ترجیح دیجاوے مثلاً نکاح کیے سے شہوت کم ہوتی ہے اور نکاح کرنے مین
خلل دینی یہ ہے کہ صبر نہین ہو سکے گا عورت کی بد اخلاقی پر تو ترجیح نکاح کو ہے اسلیے کہ نکاح نکریگا تو زنا مین گرفتار ہوگا
تمام ہوئی تقریر مولانا علیہ الرحمہ کی اور در المختار وغیرہ مین لکھا ہے کہ نکاح کرنا واجب ہے وقت توقان یعنے غلبہ شہوت کے
اور اگر یقین ہو کہ بغیر نکاح کے زنا مین گرفتار ہوجاویگا تو فرض ہے اور یہ واجب اور فرض اوسصورت مین ہے کہ مالک ہو مہر
اور نفقہ کا اور اگر مالک نہو مہر اور نفقہ کا تو گناہ نہین ہے ترک کرنا اوسکا اور روزہ رکھکر شہوت مٹاوے اور سنت موکدہ ہے حالت اعتدال
مین یعنی قدرت رکھتا ہو وطی کی اور نفقہ دینے کی پس گناہگار رہتا ہے ساتھ ترک کرنے نکاح کے اور ثواب پاتا ہے اگر نیت کرے بچنے کی زنا سے اور
بچے ہونیکی اور کوئی عبادت ایسی نہین ہے کہ مشروع ہوا ہو حضرت آدم کیوقت سے آجتک اور پھر جنت مین بھی باقی رہے سوای نکاح اور ایمان کے
اور نکاح مکروہ ہے وقت خوف ظلم کے یعنی اگر خوف ہو اسکا کہ نکاح کیا تو ایسا ہی ہوگا بد سلوکی کرونگا اور صبر کی اوسکی نہین کر سکتا تو مکروہ ہے اور یقین ظلم
کرنیکا ہو تو حرام ہے نکاح کرنا **فصل دوسری** بیچ بیان آداب اور احوال کے کہ واجب ہے رعایت اونکی نکاح مین جاننا چاہیے کہ یہ آداب کہ واجب
ہے رعایت اونکی بعد رعایت ارکان اور شرائط نکاح کے کہ فقہ مین لکھی ہین بعضے اونمین سے متعلق نکاح کرنیوالے کے
اور بعضے متعلق ہین بیوی کے وہ جو متعلق ہین نکاح کرنے والے کے وہ یہ ہین

کہ قصد کرے نکاح کرنے مین اتباع اور اجراے سنت کا اور پیدا ہونا اولاد کا اور محفوظ رہنا نظر کا نامحرم سے اور قصد کرے
اور سایرے فائدے کہ جو اوپر ذکر ہوے تاکہ وہ نکاح اعمال آخرت سے ہو نہ نری خواہش نفسانی اور تقضاے شہوت کہ یہ داخل
اعمال دنیا کے ہین اگرچہ اوسکے ضمن مین یہ حاصل ہو جاتے ہین لیکن چاہیے کہ خواہش تابع حق کی ہو اور چاہیے کہ پہلے نکاح سے
احوال مرد و عورت کا آپسمین پوچھ لین کہ اسکو محبت و دخل ہے شوق و الفت مین چنانچہ اسلیے مستحب ہے دیکھ لینا مرد کا عورت کو
پہلے نکاح کے اور جو آداب و احوال کہ متعلق ہین بجا لا ہوینگے اور ہین وہ ایسے کہ ہونا انکا موجب ہیش اور حاصل ہونے فواید کا
ہے انمین سے بڑی چیز بعد موانع شرعی کے یہ ہے کہ عورت عفت و پارسائی رکھتی ہو کہ یہ مقدم ہے اسپر اور مقصود اصلی
یہی ہے اسلیے کہ سست ہونا عورت کا دین مین اور بد وضع ہونا اوسکا سبب سیاہ روئی اور منغص ہونے عیش مرد کا ہے
بسبب غیرت اور رشک کے اور اگر باوجود بد وضع ہونیکے حسن و جمال بھی رکھتی ہو تو اور بھی بدتر ہے کہ اگر چھوڑتا ہے
تو صبر اوسکی جدائی پر نہایت دشوار ہے اور اگر منع کرتا ہے تو باعث تشویش دنیا کا ہے اور اگر ساکت رہتا ہے تو سبب
عذاب آخرت کا ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی نکاح کرے ایک عورت سے بسبب مال اور جمال اوسکے کے نہ مال پاویگا
نہ جمال اور جو کوئی نکاح کرے بسبب دین کے مال بھی پاویگا اور جمال بھی پاویگا اور جو کچھ کہ واجب ہے رعایت اوسکی منکوحہ میز
حسن خلق اور خصلت نیک ہے کہ یہ ہے موجب فراغ خاطر اور خوش گذرانی کا ہے اسلیے کہ عورت بد خلق خدا تعالی کے
عذابون مین سے ہے اور مصاحبت اوسکے برابر عذاب دوزخ کے ہے بیت زن بد در سرای مرد نکو ہم درین عالم ست
دوزخ او زنہار از قرین بد زنہار وقنا ربنا عذاب النار ضرر اوسکا زیادہ ہے نفع سے اور کلام عرب مین آیا ہے
لا تنکحن انانةً ولا منانةً ولا حنانةً ولا حداقةً ولا براقةً ولا شداقةً یعنے نہ نکاح کیجاوے
انانہ اور نہ منانہ اور نہ حنانہ اور نہ حداقہ اور نہ براقہ اور نہ شداقہ اور انانہ وہ ہے کہ ہمیشہ روتی چلاتی رہے اور منانہ وہ ہے
کہ احسان رکھے ساتھ مال اپنی کے مرد پر اور حنانہ وہ کہ مہربان ہو اپنے فرزند پر کہ پہلے خاوند سے ہون کہ مال اسکا اونکو کھلاویگی اور
حداقہ وہ کہ غیر چیزونکو دیکھ کر چاہے اور خاوند کو اس سے جلاوے اور براقہ وہ کہ ہر وقت بناو سنگار مین لگی رہے اور شداقہ وہ کہ زبان دراز
بڑہ بولی ہو اور آیا ہے کہ ایک سیاح سے ملے حضرت الیاس اور حکم کیا اوسکو ساتھ نکاح کرنیکے اور منع کیا چار طرح کی عورتونکے
نکاح کرنیسے ایک تو وہ عورت کہ ہر وقت اچھے اور نئے کپڑے مانگتی رہے اور دوسرے وہ کہ فخر کرے ہر وقت ساتھ اسباب دنیا کے
اور تیسرے وہ کہ بدکار ہو اور چوتھے وہ کہ نافرمان ہو خاوند کی اور غالب ہو اوسپر اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
منقول ہے کہ جو صفتین کہ بری ہین مردوں مین وہ اچھی ہین عورت مین مانند بخل اور تکبر اور بزدلی کے کہ یہ عورت مین اچھی ہین
اور یہ قول جامع ہے سب اخلاق کے تئین کہ مطلوب ہین عورتون مین اور جو کچھ کہ واجب ہے رعایت اوسکی منکوحہ مین
خوبصورتی ہے کہ محافظت شہوت کی بسبب اسکے خوب ہوتی ہے اور باعث ہے الفت اور انتظام معاش کی اور بنا اکثر
غالب یہ ہے کہ خوبصورتی نیک سیرتی سے جدی نہین ہوتی اکثر یہ ہوتا ہے کہ جو خوبصورت ہوتی ہین اوسکی خصلتین بھی

اونمین اچھی ہوتی ہین مانند اخلاق نیک غیر ذلک کے اور یہ جو حدیث مین آیا ہے کہ نکاح نکی جاوے عورت بسبب جمالکے
مراد یہ نہین ہے کہ منع ہے رعایت حسن و جمال کی بلکہ مراد یہ ہے کہ منع ہے رعایت کرنے سے جمال کی بغیر رعایت کرنے دین و
نیک خلقی کے والا اسمین شک نہین ہے کہ عورت صاحب جمال کہ نیک خلق اور صلاحیت دین کی رکھتی ہو وے بیچ اعمال
اور نیکیون سے ہے اور سبب الفت اور محبت کی ہے اور جو چیز کہ سبب الفت کی ہو مستحب ہے رعایت اوسکی چنانچہ اسیلیے مستحب
ہے دیکھ لینا عورت کا پہلے نکاح کے اور ظاہر کر دینا حسن و قبح جانبین کا کہ ظاہر کردی ہر ایک عیب یا صواب و سر کا اور حالانکہ
عادت جاری ہے کہ زیادتی کرنیکی بیچ بیان کرنے وصف میان بیوی کے اور فریب دینے کے مقدمہ نکاح مین کہا اعمش نے
کہ جو نکاح ہو بغیر دیکھنے کے انجام اوسکا غم و محنت ہے اور آیا ہے ایک شخص نے بیچ عہد امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ کے ایسا ہی کیا تھا یعنی فریب دیا تھا کہ وہ بڈھا تھا خضاب کر کے ایک عورت سے نکاح کر لیا جب قوم اوس عورت کی
مطلع ہوئی اس بات پر تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پاس لیگئے کہ ہمنے اسکو جوان خیال کیا تھا اور یہ بڈھا نکلا پس تعزیر دی اوسکو
حضرت عمرؓ نے اور آیا ہے کہ بلال اور صہیب کہ خادم حضرت کے تھے ایک شخص کے پاس کہ اہل عرب مین سے تھا ہو نچے اور
طلب نکاح کی کی اون لوگون نے پوچھا کہ کون ہو تم بلال نے کہا کہ مین بلال ہون اور یہ دوسرا صہیب ہی تھے ہم گمراہ ہدایت
کی ہمکو اللہ پاک نے اور تھے ہم غلام پس آزاد کروایا ہمکو اور تھے ہم فقیر پس غنی کر دیا ہمکو اگر قبول کرو تم ہمکو شکر ہے اللہ کا اور اگر نہ
قبول کرو تو بھی شکر ہے اللہ کا پس کہا اونہون نے قبول کیا ہمنے تمکو صہیب نے کہا بلال سے کہ اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی
صحبت اور خدمت مین رہنا اپنا ذکر کرو تو بہتر ہے پس منع کیا اوسکو بلال نے اور کہا چپ رہ کہ سچ کہہ چکے ہین ہم اور اگر
کوئی نکاح کرنے مین نرا اتباع سنت کا اور پیدا ہونا بچونکا اور کاروبار گھر کا ارادہ کرے اور رعایت حسن و جمال کی نکرے
تو یہ نہایت زہد اور بندگی ہے ابو سلیمان دارانی نے کہا کہ زاہد ہر چیز مین ہے یہانتک کہ بیوی مین بھی یعنے بدشکل بیوی محض
اتباع سنت کے لیے کرنی اور رعایت جمال کی اسباب دنیا مین سے ہے لیکن اگر کوئی ایسا ہو کہ اوسکو بغیر مزے اور لذت
اوٹھانیکی پارسائی اور بچنا حرام سے حاصل نہو تو واجب ہے اوسکو رعایت جمال کی کہ لذت اوٹھانی ساتھ مباح کے
قلعہ دین کا ہے یعنے دین اس سے محفوظ رہتا ہے اور جو خوبیان کہ عورتونکی چاہیین وہ وہ ہین کہ کہی گئی ہین بیچ تعریف
عورتون بہشت کے اور وہ یہ ہین خوش شکل نیک سیرت سیاہ چشم دراز بال گوری خاوند دوست حدیث شریف مین آیا
ہے کہ بہترین عورتون کی وہ عورت ہے کہ جب نظر کرے طرف اوسکے خاوند اوسکا خوش ہو جاوے اور جب حکم کرے اوسکو اطاعت
کرے اور جب جدا ہو محافظت اور امانت داری کرے جان و مال مین اور اون چیزون مین سے کہ واجب ہے رعایت انکی
منکوحہ مین ہلکا ہونا مہر کا ہے اور گرانی مہر کی جہالت و وبال ہے حدیث مین ممانعت اوسکی آئی ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ بہترین عورتونکی وہ ہے کہ خوبصورت ہو اور مہر اوسکا ہلکا ہو اور نکاح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضے
بیوی سے دس درم کے مہر پر اور امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ منع فرماتے تھے گرانی مہر سے اور نکاح نہین کیا اپنے بیٹے کا زیادہ

چارسو درہم سے ف مہر ازواج مطہرات کا سوا سے حضرت ام حبیبہ کے اور مہر حضرت کی صاحبزادیون کا سوای حضرت
فاطمہ کے پانسو درہم تھا جسکے کلدار اور ڈبل ۱۲۵ ہے اور مہر حضرت ام حبیبہ کا ۴۰۰ درہم یا ۴۰۰ دینار کلدار اور ڈبل
۱۲۵ اور مہر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ۴۸۰ مثقال نقرہ کلدار اور ڈبل ماشہ اور بعضے اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے نکاح مین مہر مقرر کرتے تھے کھجور کی گٹھلی برابر سونا اور حدیث مین آیا ہے کہ برکت عورت کی یہ ہے کہ نکاح اوسکا جلدی ہو
اور بچہ بھی جلدی ہو اور مہر اوسکا تھوڑا ہو اور اون چیزون مین سے کہ واجب ہے رعایت اونکی منکوحہ مین جننا ہی اور نکاح
کرنے بانجھ عورت کے سے منع آیا ہے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لازم کرو تم اپنے پر نکاح کرنا عورتون جننے والی
محبت رکھنے والی خاوند کیسے اور پہچاننا اسکا اوس عورت مین کہ کسی اور کے نکاح مین ہو ظاہر ہے اور کنواریون مین اسکی
رعایت کرنی چاہیے کہ تندرست ہو اور سالم ہو علت سے اور رجحان اغلب ہے کہ عورت ان صفتون کی جننے والی ہو گی
اور اون آداب سے باکرہ ہونا ہے کہ سبب محبت اور الفت کا ہے مگر یہ کہ ضرورت ہو غیر باکرہ مین کچھ مصلحت حدیث مین
آیا ہے کہ جب جابر رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا ایک عورت ثیبہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیون نہ نکاح کیا تو نے
باکرہ سے کہ کھیلتا تو اوس سے یعنے خوش ہوتا اور وہ کھیلتی ساتھ تیرے اور اون آداب و احوال مین سے کہ لازم ہے رعایت
اونکی شرافت اور صلاحیت دین کی ہے عورت کے کنبے قبیلے مین کہ کم اصل اور فاسقون مین فلاح نہین ہوتی اور حدیث مین
آیا ہے اِیَّاکُمْ وَخَضْرَاءَ الدِّمَنِ یعنے دور رکھو اپنے تئین سبزہ کوڑی کیسی کہ مراد اوس سے عورت حسین ہے کہ قبیلہ
بد اصل مین پیدا ہوا اور اون آداب مین سے کہ لازم ہے رعایت اونکی یہ ہے کہ نہو عورت قرابت قریبہ مین سے کہ ہمیشہ اختلاط
رکھتا ہو اوس سے کہ سبب قلت شہوت اور نہ زیادہ ہونے محبت کا ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا تَنْکِحُوا الْقَرَابَةَ
الْقَرِیْبَةَ فَاِنَّ الْوَلَدَ یُخْلَقُ ضَاوِیًا یعنے نکاح نہ کرو نہایت قرابت قریبہ والی سے اسلیے کہ لڑکا پیدا ہوتا ہے نحیف
حکمت اسمین یہ ہے کہ اوٹھنا شہوت کا قوت حاسہ سے ہے کہ دیکھنے اور چھونے سے ہوتی ہے اور قوت حاسہ امر نئے مین
قوی ہوتی ہے جیسے کہ کہا گیا ہے لِکُلِّ جَدِیْدٍ لَذَّةٌ اور جو امر کہ ہمیشہ نظر مین رہتا ہے ضعیف ہوتی ہے اوسمین قوت
احساس مین اوٹھتی اوس سے شہوت اور قوت نہین پکڑتا ہے نطفہ پس اوس سے لڑکا ضعیف پیدا ہوتا ہے چنانچہ اسلیے
جوڑا کا کہ بڑھاپے مین پیدا ہوتا ہے ضعیف ہوتا ہے ف کتاب صراح مین لکھا ہے کہ حدیث مین آیا ہے اِغْتَرِبُوْا وَلَا
تُضْوُوْا یعنے نکاح کرو تم اجنبی عورتون سے اور نہ نکاح کرو چچا تایو مین اور یہ اسلیے ہے کہ عرب گمان کرتے ہین کہ
فرزند آدمی کا کہ قرابت قریبہ سے ہوتا ہے نحیف یعنے دبلا ہوتا ہے مگر ہوتا ہے کریم یعنے بزرگ خلقت اور پر طبیعت قوم
اپنی کے انتہے پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضرت نے جو اس سے منع فرمایا بنا بر گمان قاعدہ اہل عرب کے فرمایا ہے
کہ وہ ضعف کے لیے اسکو اچھا نجانتے تھے کچھ اسمین قباحت شرعی نہین ہے بلکہ لڑکا اچھا پیدا ہوتا ہے قرابت قریبہ
والی سے پس یہ منع فرمانا بنا بر حکمت کے ہے اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ایسی قرابت مین نکاح کرنا گناہ ہے اور یہ

روایتین بھی کچھ قوی نہین ہین کہ انپر تمسک کرنیکو لازم سمجھے اور احتمال ہے کہ یہ حکم منسوخ ہوا ہو اور بڑی سند میری
اس تقریر کی فعل جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ آپنے حضرت سیدۃ النسا فاطمہ زہرا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہما
سے کیا اگر یہ منع ہوتا تو آپ کاہیکو کرتے اور اسیطرح اور صحابہ کرام اور صلحای امت مین الی الآن یہ معاملہ جاری ہا پس
ان روایتون کو دیکھکر کوئی اسطرح کے ناتا کرنیکو برا نجانے واللہ اعلم بالصواب پس یہ امور ہین کہ لازم ہے رعایت انکی
عورتونپر اور لازم ہے عورتونکے وارثون پر کہ رعایت کرین خاوند کے خصلتونکی کہ دیندار اور نیک خلق ہو اور شریف
النسب اور عالی ہمت کہ خلاص ہونا عورت کا خاوند کی قید سے بغیر مرگ کے ممکن نہین ہے حدیث مین آیا ہے اَلنِّکَاحُ
رِقٌّ یعنے نکاح مین گویا لونڈی کرکے دینا ہوتا ہے پس لازم ہے لحاظ کرنا مرد کے احوال کا چاہیے کہ ظالم اور شرابخوار اور
بے نمازی کو بیٹی نہ دیکہ یہ بیچ حکم قطع رحم کے یعنے کاٹنے ناتے کی ہے اور باعث ہے غضب خدا کا نعوذ باللہ من ذلک
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ زَوَّجَ كَرِيمَتَهُ فَاسِقًا فَقَدْ قَطَعَ رَحِمَهُ یعنے جس شخص نے نکاح اپنی بیٹی کا
فاسق سے کیا پس تحقیق ناتا کاٹا اوسنے **فصل تیسری** بیچ آداب گذران کرنیکے ساتھ عورتون کے ادب اول طعام ولیمہ
ہے اور وہ مستحب ہے کہ جب مرد عورت کو گھر مین لاوے تو چاہیے کہ کچھ کھانا موافق اپنے مقدور کے پکاکر لوگونکی مہمانی کرے کہ یہ
سنت ہے اور بہتر یہ ہے کہ یہ کھانا اول دن مین ہووے اور اگر دوسرے یا تیسرے دن کرے تو بھی جائز ہے اور مستحب ہے
مبارکبادی دینی نکاح کی اور دعا کرنی میان بیوی کے موافقت کی اور مستحب ہے اظہار نکاح کا اگرچہ ساتھ دف اور راگ
کے ہو اور راگ جائز ہے ولیمون مین آیا ہے کہ ایکدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابی کے گھر مین تشریف لیگئے
دف بجا رہی تھین اور گا رہی تھین اونمین سے ایک لڑکی نے تعریف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شروع کی فرمایا کہ
چپ رہ اس سے اور جو کچھ پہلے کہتی تھین وہی کہیجا واور غرض اس منع کرنیسے یہ تھی کہ حضرت کی تعریف مین یہ مضمون کہنے لگی تھی
کہ ہم مین نبی ہے کہ وہ کل کی بات جانتا ہے پس یہ بات حضرت کو نا گوار ہوئی کہ غیب دانی میرے لیے ثابت کرتی ہین اور جاننا
چاہیے کہ حضرت شیخ نے جو جواز راگ کا لکھا یہ بموجب مذہب محدثین کے لکھا ہے اور فقہاء معتبرین کے نزدیک راگ حرام ہے
چنانچہ کتاب در المختار مین لکھا ہے مِنْهُمْ مَنْ أَبَاحَهُ مُطْلَقًا وَمِنْهُمْ مَنْ كَرِهَهُ مُطْلَقًا وَفِي الْبَحْرِ وَالْمَذْهَبُ حُرْمَتُهُ
مُطْلَقًا فَانْقَطَعَ الْاِخْتِلَافُ بَلْ ظَاهِرُ الْهِدَايَةِ أَنَّهُ كَبِيرَةٌ وَلَوْ لِنَفْسِهِ انتهى عبارته الدر یعنے بعضے
علماء مین کہ راگ کو انہون نے مباح مطلق کہا ہے اور بعضون نے منع مطلق کہا ہے اور بحر الرائق مین لکھا ہے
کہ اصل مذہب حرمت اسکی ہے مطلقا پس منقطع ہوگیا اختلاف بلکہ ظاہر ہدایہ یہ ہے کہ تحقیق وہ کبیرہ ہے اگرچہ اپنے نفس
کے لیے ہو تمام ہوئی عبارت در المختار کی اور حضرت شیخ الاسلام نے کہ بڑے محدثین اولاد حضرت عبد الحق سے ترجمہ
بخاری مین لکھا ہے کہ فقہا کو کلام نہین ہے اور دیانات اور متقدمان دین مین بیچ حرمت اور کراہت راگ کے تشدید
تغلیظ ہے اور صحیح تر اور مشہور تر چارون اماموں سے منقول ہوا ساتھ کراہت کے ہے اور با انصاف دیکھیو وہ گانا

حضرت کیوقت کا ایسا جھوٹ اور متضمن بیان خد و خال وغیرہ عورتونکا تھا بلکہ کچھ شجاعت صحابہ کی اور ہجو کفار کی یا مضمون مبارک کیا دیکھا ہوتا تب ہم اپنے وقت کے گانیکو کیونکر اسپر قیاس کرین پس گانے سے بالکل احتراز کرے لیکن دف کا مضایقہ نہین اور منجملہ آداب خاوند سے خوش خلقی کرنی ہے بیوی سے اور متحمل ہونا اوسکی ایذا کا بسبب قصور عقل اونکی کے حدیث شریف مین آیا ہے جو مرد کہ صبر کرے اوپر کج خلقی عورت کے دیا جاتا ہے اوسکو ثواب مانند ثواب حضرت ایوب پیغمبر علیہ السلام کے اور جو عورت کہ صبر کرے مرد کی بدخلقی پر اوسکو ثواب دیا جاتا ہے مانند ثواب فرعون کی بیوی کے ف خواجہ عبداللہ انصاری نے لکھا ہے کہ جو کوئی دس خصلتین پیشہ اپنا کرے دنیا اور آخرت مین کام اپنا بناوے با حق بصدق با خلق بانصاف بالنفس بقہر با بزرگان بخدمت با خوردان بشفقت با درویشان بسخاوت با دوستان بنصیحت با دشمنان بحلم با جاہلان بخاموشی با عالمان بتواضع اور بیچ رحم کرنیکے عورتون پر اور درگذر کرینگے اونکی بیوقوفی سے پیروی ہے سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی آیا ہے کہ بیویان پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کبھی حضرت کے مقابلہ مین جواب دیتی تھین اور کبھی کوئی اونمین سے تمام دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام نکرتی تھی اور پاس نہ آتی تھی غرضکہ وہان ظہور حضرت کی خوبی کا تھا خودنمائی منظور نتھی ؎ غرض تجلی حسن ست خودنمائی نیست ؛ اور آیا ہے کہ ایکروز بیٹی امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یعنے حضرت حفصہ رض نے کہ ازواج مطہرات سے تھین مقابلہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب دیا پس اونکی مان نے دیکھا اور اونکو گھر مین آئین اور کہا ای بیٹی ہرگز نہ مغرور ہونا تو دیکھکر ابوبکر کی بیٹی کو یعنے حضرت عائشہ کو کہ وہ محبوبہ پیغمبر خدا کی ہین اور ایکروز ایک بیوی نے آنحضرت کی بی بیونمین سے ہاتھ سینہ مبارک پر مارا اور اپنے آگے سے ہٹا دیا پس مارا اونمین یکو اوسکی مانے پس منع کیا اونکی مانکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ایک روز حضرت عائشہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کچھ گفتگو ہورہی تھی کہ اتنے مین آئے حضرت امیر المومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ پس اونکو حکم بنایا پس فرمایا حضرت نے حضرت عائشہ کو کہ تو کہتی ہے پہلے یا مین کہون کہا عائشہ نے تمہین کہو لیکن جھوٹ نکہنا پس طمانچہ مارا امیر المومنین حضرت ابوبکر رض نے حضرت عائشہ کے منہ پر اسطرح کا کہ اونکے منہ سے خون نکلا پس پناہ ڈھونڈھی حضرت عائشہ نے ساتھ حضرت کے اور حضرت کے پیچھے ہو بیٹھین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو فرمایا کہ ہمنے تجکو اسلیے نہ بلایا تھا اور کہتے ہین کہ اول محبت جو پیدا ہوئی ہے اسلام مین محبت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے حضرت عائشہ رض سے اور اور اوبون مین سے یہ ادب ہے کہ بیبیون سے ساتھ مہر اور نرمی اور خوش طبعی کے گذران کرو اور ترش رو اور خفا نہو اور اونسے موافق عقل اونکی کلام اور معاملہ کرو کہ عادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی ہی تھی یہانتک کہ آیا ہے کہ ایکروز آپ عائشہ کے ساتھ دوڑے کبھی آنحضرت آگے ہوجاتے تھے اور کبھی وہ اور فرمایا حضرت نے کہ بہتر تم مین وہ ہے کہ نیک ہو ساتھ بیویونکے اور مین بہترین تمہارا ہون ساتھ بیویونکے اور امیر المومنین حضرت عمر رض نے کہا ہے کہ مرد کو چاہیے گھر کے لوگونکے ساتھ مانند لڑکونکے رہے حدیث مین آیا ہے کہ خدا دوست نہین رکھتا ہے اوس مرد کو کہ سخت ہو ساتھ اہل اپنے کے اور اوسپر کہ نیادتی

خوش خلقی میں اور رعایت کرنے میں بیحد بلکہ تابع اور محکوم عورت کا ہو جاوے کہ بحر اسکا بہت ہے اور کبھی نکرے ان تقصیروں سے
حتے کہ نوبت ظلم کی پہونچے بلکہ راہ اعتدال کی تمام امور میں پسندیدہ ہے اور اگر کوئی بری چیز اور خلاف شرع اور نامناسب
دیکھے منع کرے اور تابع اور مددگار انکا نہو اینہیں آور حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی اطاعت کرے بیوی کی اوسکے خواہش نفس میں
منہ کے بل ڈالیگا اوسکو حقتعالی آگ دوزخ میں اور یہ بھی آیا ہے کہ مخالفت کرو عورتونکی کہ انکی مخالفت میں برکت ہے اور
لکھا ہے علمانے کہ عورتونکے ساتھ مشورہ کرنا چاہیے تا جو کچھ کہوہ کہیں خلاف اونکے کیا جاوے اور قرآن میں حقتعالی نے
خاوند کو سید فرمایا ہے اس آیت میں وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ یعنے پایا یوسف اور زلیخا نے زلیخا کے سردار کو
یعنے خاوند کو کہ عزیز تھا نزدیک دروازہ کے پس اطاعت کرنی مرد کو عورت کے عکس موضوع کا ہے یعنے مرد سید ہے عورت کا
عورت کو اطاعت کرنی چاہیے اوسکی سیان اولٹی بات پائی جاویگی اگر مرد اطاعت کریگا عورت کی اور اطاعت کرنی مرد کو عورت کی
بدل ڈالنا نعمت کا ہے ساتھ کفران یعنے ناشکری کے یعنے نعمت اسکو یہ ملی تھی کہ اسکو حاکم کیا تھا اللہ نے اسپر اسنے بدل ڈالا
ساتھ ناشکری کے کہ اس نعمت کی قدر نجانی اور آپ تابعدار ہو گیا اور مثال عورت کی مانند مثال نفس آدمی کے ہے کہ
اگر چھوڑتا ہے تو غالب ہوتا ہے اور ہلاک کرتا ہے اور اگر مارتا ہے تو مغلوب درست ہوتا ہے اور عورتونکے مزاج پر بدخلقی
اور نقصان عقل غالب ہے پس راہ اونکے درست کرنیکی یہ ہے کہ نرمی سے اونکو درست کرے اور یہی ہے طریقہ حاکم کا بیچ
محافظت رعیت کے آور حدیث میں آیا ہے کہ مثال عورت صالحہ کی مانند کوے سفید سینہ کے ہے بیچ کتنے کوّن سیاہ کے یعنے
عورتیں نیک بہت کم ہوتی ہیں آور حضرت لقمان کی وصیتوں میں آیا ہے کہ پرہیز کر عورت بری سے کہ وہ بڈھا کر دیتی ہے پہلے
آنے بڑھاپے کے اور طریقہ عورت کے ادب دینے کا یہ ہے کہ آہستہ آہستہ ادب سکھاوے اول ساتھ نصیحت اور نرمی کے منع کرے
اور اگر وہ کام نہ آوے تو تہدید اور تنبیہ سے پیش آوے اور اگر پھر بھی باز نہ آوے تو پیٹھ پھیر کر سووے اوسکی طرف سے یا تنہا سووے
ایک شب سے تین شب تک اور اگر یہ بھی فائدہ نکرے تو مارے لیکن اسطرح مارے کہ ہڈی اوسکی نہ ٹوٹے کہ غرض ادب سکھانا ہے
اور منہ پر نہ مارے کہ اس سے منع آیا ہے اور زیادہ تین روز سے کینہ نرکھے کہ اس سے بھی منع آیا ہے اور اگر عورت نافرمان اور
ناموافق ہے تو چاہیے کہ بعضے اقربا اوسکے اور بعضے اقربا مرد کے حکم یعنے منصف بنیں تا کہ وہ اونمیں صلح کرا دیں اسی طرح ہے
حکم قرآن شریف میں اور اگر کسی امر میں امر دین سے تقصیر کرے تو دس دن تک بلکہ مہینہ بھر تک جدا رہے کیونکہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بھی یون ہی کیا تھا حضرت زینب سے ف حدیث میں آیا ہے کہ بیمار ہو گیا اونٹ حضرت صفیہ کا کہ نام ہے حضرت کی
ایک بیوی کا اور حضرت زینب پاس کہ یہ بھی بیوی ہیں آپکی ایک اونٹ زیادہ تھا سواری سے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت زینب کو کہ دو تو صفیہ کو یہ اونٹ پس کہا زینب نے کیا دونگی میں اس یہودیہ کو پس خفا ہوے آنحضرت صلعم زینب
سے اور ترک کی ملاقات اونسے ذیحجہ اور محرم اور کچھ دنوں صفر کے میں یہ حدیث مشکوۃ میں ہے حضرت خفا ہوے انسے بسبب اسکے
کہ غیبت کی اور برا کہا ایک مسلمان کو پس تعلیم ہے اسمیں لوگونکو کہ گناہ کی چیزونمیں بیویونکو تنبیہ کرتے رہیں آور جملہ آداب سے

اور نہ اتنا کم دیوے کہ ضروریات سے محتاج رہین فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ
یعنے کھاؤ اور پیو اور حد سے زیادہ نہ خرچ کرو تحقیق اللہ نہین دوست رکھتا ہے حد سے زیادہ خرچ کرنیوالونکو اور بیچ خرچ
کرنے مرد کے اپنے گھر کے لوگونپر فضیلت بہت آئی ہے حدیث مین آیا ہے کہ خرچ کرنا اپنے گھر والونپر افضل ہے تصدق کرنے
فقیرون اور مسکینون پر اور چاہیے کہ معاش اہل و عیال پر تنگ نکرے ابن سیرین نے لکھا ہے کہ مستحب ہے مرد کو کہ ہر جمعہ مین
واسطے اہل اپنی کے فالودہ پکایا کرے مقصود اس سے فراخی کرنی ہے کھلانے پلانے مین اور چاہیے کہ آپ وہ کھانا کہ اُن
کو او نکو نہ دیوے کہ یہ عادت تن پروردن کی ہے اور بعید ہے مروت سے اور اگر تنہا خوری ہی منظور ہو تو چاہیے کہ پوشیدہ
کھاوے اونکو دکھاوے نہین اور جو کھانا کہ اونکو نہ دیوے تعریف اوسکی نکرے اونکے سامنے کہ یہ بدتر ہے نہ دینے سے اسلیے
کہ انکو رنج ہوگا اور وقت کھانیکے ہمراہ عیال و اطفال کے کھاوے اور اگر سب ایک دسترخوان پر کھاوین تو بہتر ہے اور
غرض اکٹھے کھانا ہے کہ جدا کھانا بہت مکروہ ہے کسی صحابی سے منقول ہے کہ خدا اور فرشتہ اوسکی رحمت بھیجتے ہین اون
گھر والونپر کہ کھاتے ہین اکٹھے اور اکثر اہتمام اسکا کرے کہ وجہ حلال سے پیدا کرے اور اہل و عیال کے مقدمہ مین تساہل نکرے
کہ قیامت مین گرفتار حساب مین ہوگا اور بسبب اونکے پکڑا جائیگا نعوذ باللہ منہ اور آداب سے یہ ہے کہ سکھاوے گھر والونکو
احکام شرع کے کہ متعلق ہین ساتھ نکاح کے قسم علم حیض و نفاس و طلاق اور مانند انکے سے اور تعلیم کرے عورت کو احکام
نماز اور روزہ کے اور اور جو ضروریات دین کے ہین اونکے سکھانے مین تساہل نکرے کہ روز قیامت کے اس سے سوال
کیا جاویگا جیسیکہ فرمایا ہے حضرت رسول نے کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ یعنے تم سب نگہبان اور حاکم ہو اور
تم سب پوچھے جاؤگے اپنی رعیت سے اور اگر مرد تعلیم مین قصور کرے تو جائز ہے عورت کو کہ علما کے پاس جاوے اور سیکھے اور
اگر بقدر ضرورت کے سیکھ چکے تو پھر جائز نہین ہے کہ واسطے ملاقات علما کے جاوے اور درس مین حاضر ہو اور ادب یہ ہے
کہ اگر اسکی کئی بیبیان ہووین تو عدل کرے باری مقرر کرے نہین ایک ہی طرف کا ہو رہے اسلیے کہ رعایت باری کا مقرر کرنی
واجب ہے اور اگر رات باری کسیکی ترک ہو قضا کرے حدیث مین آیا ہے کہ جسکی دو بیبیان ہون اور میل کرے ایک کیطرف
دن قیامت کے ایک آنکھ اوسکی پھوٹی جاویگی اور بفرق نکرے برابری آزاد و لونڈی مین اور حصہ لونڈی کا بہ نسبت آزاد کے آدھا ہے
یعنے اگر کسیکی لونڈی سے نکاح کرے تو بہ نسبت آزاد عورت کے آدھی باری اوسکی مقرر کرے جو شخص دو روز آزاد کے پاس رہے
تو ایک روز لونڈی پاس رہے اور سفر مین جسکو چاہے لیجائے اور اگر قرعہ ڈالے تو بہتر ہے کہ جسکا نام نکلے اوسکو لیجاوے
اور اعتبار عدل کرنیکا بیچ نفقہ اور رات کے رہنے کی ہے نہ بیچ محبت اور جماع کے کہ یہ اختیار سے خارج ہے لیکن چاہیے کہ
نقصان نکرے اور بہانہ نکرے اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بیچ کھانا دینے اور راتکے رہنے کے سب بیبیونکی باہم
برابری کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ بارخدایا یہ میرے اختیار مین ہے اور کام دل کا میرے اختیار مین نہین اور حضرت عائشہ
کو آنحضرت بہت چاہتے تھے بہ نسبت اور بیبیونکے لیکن ہرگز رات کے رہنے مین اور نفقہ دینے مین زیادتی نکرتے تھے

اور ایک بیوی نے باری اپنی حضرت عائشہ رضہ کو بخشدی تھی بسبب خوشی خاطر حضرت کے اور آیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بیمار ہوے تو ہر دن و رات بیچ گھر ہر ایک بیوی کے لوگ لیجاتے تھے لیجانے بیماری مین بھی آپ عدالت باری کی کرتے تھے
ایکروز پوچھا کہ کل مین کسکی ہان جاؤنگا ایک بیوی سمجھی کہ منظور حضرت کو حضرت عائشہ کی باری پوچھنا ہے کہ کب ہوئیگی
کہا بیبیون نے کہ یا رسول اللہ ہمنے اذن دیا آپکو کہ جبتک آپ بیمار ہین بیچ حجرہ عائشہ کے رہیے کہ اوٹھا کر لیجانے مین
آپکو تکلیف ہوتی ہے فرمایا کہ دل سے راضی ہو کر اونہون نے ہان یا رسول اللہ پس لیگئے حضرت عائشہ کے حجرہ مین اور
منقول ہے کتاب سراج الہدایہ سے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت فاطمہ زہرا کا ساتھ حضرت علی کے
نکاح کیا اور حضرت علی کے گھر بھیجنے لگے تو اوس رات حضرت فاطمہ کو گیارہ نصیحتین کین کہ سب امت پر بجالانا اونکا بہتر ہے
فرمایا کہ جب علی کے گھر جاتو تو وقت جانیکے کہے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم اور دوسرے دربان صحن گھر کے کسی لکڑی پر بیٹھنا
اور کچھ وہان جھنجی ہوئی یعنے کھیلین سر پر ڈالنا اور تیسرے علی کو کہنا کہ دونو پانو تیرے دہوؤین اور گھر کے چارون کونین
ڈالین اور چوتھے ہمیشہ کپڑے نمازی دھوئے ہوئے پہنے رہنا پانچوین دونو آنکھون مین سرمہ ہمیشہ لگایا کرنا اور چھٹے بغیر تیل کے سر
اور بدن نہ ہونا اگرچہ ایک دن مین دوبار یا زیادہ نہاوے اور جب علی تیری طرف دیکھے تو تو نگاہ نیچی کرلینا اور ساتوین مانند
بردہ زرخرید کے تابعدار رہنا اور آٹھوین ہمیشہ اپنے تئین عطر ملتی رہنا نوین وقت کلام کرنیکے ساتھ علی کے مسکرادیا کرنا
اور دسوین سات دن تک کچھ کڑوی چیز اور سرکہ اور ترشی نکہانا گیارہوین ایک جگہ مین سات رات و دن رہنا جو عورت
کہ یہ شرطین بجالاوے اپنے خاوند کے دلمین عزیز و محبوب ہووے اور جلد بچہ جنے اور ایکروز قطب العالم رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ
جو کچھ کہ اسباب دنیا سے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ کارخیر حضرت فاطمہ کے دیا کوئی مخلوق نہ دیسکیگا اول کملی تھی
کہ بیٹھنے کی جگہ بچھاوین اور دوسری چارپائی کہ اوسپر سووین اور تیسرے خادمہ کہ تا کار انکی گھر کا کرے اور بیچ ملک آنحضرت
کے سوا انکے اوسدن کوئی چیز نہ تھی یہ ہین آداب گذران کے ساتھ عورتونکے کہ لازم ہے رعایت انکی تا حاصل ہووے
عیش اور پورا ہووے اتباع سنت فصل چوتھی بیچ آداب جماع کے اور لڑکا ہونے اور طلاق دینے کے آداب جماع کے
یہ ہین کہ اول باتین اور چھیڑ چھاڑ شروع کرنے کہ اوسکو بہت دخل ہے انسیت پیدا ہونے اور حاصل ہونے لذت مین
حدیث مین آیا ہے چاہیے کہ نہ گر پڑے ہر ایک تمہارا اپنی بیوی پر مانند حیوانات کے ولیکن چاہیے کہ اول پیامی بھیجے لوگون
نے عرض کیا کہ پیامی کون ہے فرمایا بوسہ لینا اور کلام کرنا اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ تین چیزین چاہیئین کہ نہ ترک
ہوئین مرد سے اول نام و نسب بغیر پوچھے جدا نہوئے اوس شخص سے کہ چاہتا ہے دوستی اوسکی اور دوسری یہ کہ اگر کوئی اکرام کرے
اسکا تو قبول کرے اور رد نکرے اسکو یعنے مثلاً اگر کوئی خوشبو یا تکیہ وغیرہ دیتا ہے تو رد نکرے اور تیسرے یہ کہ نہ پڑے اپنی بیوی پر
پہلے انسیت حاصل کرنیکی اور بات کرنیکی اور ننگے نہوویں مرد و عورت کہ سنت اسیطرح ہے حدیث مین آیا ہے کہ جب چاہے
ایک تمہارا جماع کرنا اپنی بیوی سے چاہیے کہ ننگے نہوویں مانند گدھونکے اور دیکھنا بیوی کی ستر مخصوص کا مکروہ ہے منقول ہے

حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرتؐ نے ہرگز ستر اونکا نہیں دیکھا اور نہ اونہون نے ستر حضرت کا اور طبیعت بھی اسکو مکروہ رکھتی ہے
ولیکن دیکھنا سوای ستر مخصوص کے مکروہ نہیں کہ باعث ہے شہوت کا اور منقول ہے بعضے صحابہ سے کہ مستحب ہے دیکھنا عورت کو
بدنکو کہ باعث زیادتی لذت و شکر کا ہے اور چاہیے کہ شروع ساتھ بسم اللہ کے کرے اور خدا کو یاد رکھے کہ وہ جگہ غفلت
کی ہے اور قل ہو اللہ احد پڑھے پہلے صحبت سے اور کہے بسم اللہ العلی العظیم اللّٰہم اجعل لنا ذریۃ طیبۃ یعنے شروع کرتا ہون
ساتھ نام اللہ بڑی عظمت والے کے یا اللہ دے تو ہمکو اولاد نیک اور قبلہ رو نہو دے بسبب تعظیم قبلہ کے اور مکروہ ہے جماع کرنا
تین شب مین مہینے کی اوّل شب مین اور بیچکی شب مین اور آخر شب مین کہتے ہین کہ اکثر ان راتون مین شیطان حاضر ہوا کرتا ہین
اور منقول ہے کراہت اسکی امیر المومنین حضرت علی اور ابو ہریرہ سے اور عورت او مرد بعد جماع کے اپنی ستر پاک کرنیکے لیے
کپڑا علیحدہ لیوین اور بعد جماع کرنیکے پیٹھ سے پیٹھ لگا کر نسوین بلکہ سینے سے سینہ لگا کر سوئین کہ یہ کتاب لب فی غیرہ مین لکھا ہے
اور اگر عورت مرد کے ستر کو ساتھ کپڑے کے اپنے ہاتھ سے پاک کرے تو ثواب اوسکا بہت ہے اور سبب جماع کا صحت بدن کی ہے
اور امید فرزندون خدا دوست اور صالح کی کہ ذخیرہ قیامت کے ہین ماں باپونکے لیے اور بعضے عالمون نے کہا ہے کہ
مستحب ہے جماع کرنا دن جمعہ کے تا عمل ہو قول پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر مَنْ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ ف یعنے حدیث
مین آیا ہے مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَمَشٰى وَلَمْ يَرْكَبْ وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ فَاسْتَمَعَ
وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا یعنے جو کوئی دُھلاوے کپڑے یا نہلاوے
بیویکو یعنے جماع کرے دن جمعہ کے اور آپ نہاوے اور اوّل وقت جاوے نماز جمعہ کے لیے اور پاوے اول خطبہ اور پیادہ پا
جاوے اور سوار نہو اور قریب ہو امام کے اور سنے خطبہ اور لغو نکرے ہوگا اوسکے لیے عوض ہر قدم کے ثواب عمل برس دنکا کہ اس
برس مین دنکو روزے رکھے اور راتکو شب بیداری کرے یہ حدیث مشکوۃ مین ہے پس لفظ غسل کے علاوہ کئی معنی لکھے ہین
دُھلاوے کپڑونکو یا سر کو خطمی وغیرہ سے یا بیویکو نہلاوے یعنے صحبت کرے کہ اوسپر بھی غسل لازم ہو اسکی فضیلت اسلیے ہی کہ خطرے
بجھے دلمین اس سے نہین آتے پس جنہون نے غسل کے یہ معنی لیے ہین بحسب انکے قول کے حضرت شیخ فرماتے ہین کہ جماع کرنا مستحب ہے
دن جمعہ کے تا کہ عمل ہو قول آنحضرتؐ پر غسّل واغتسل واللہ اعلم بالصواب ف اور یہی ایک غسل جمعہ کے لیے بھی کافی ہے اور اگر
متعدد کرے تو اولی ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ بعد غسل کے ڈالے پانی بہ نیت جمعہ کے اور چاہیے کہ بعد چار دنکے جماع
کیا کرے اسلیے کہ اگر چار شبیان ہوئین تو تاخیر اس مدت تک کریگا اور حرام ہے جماع کرنا حالت حیض مین اور بعد انقطاع حیض کے
بھی پہلے غسل کے مگر جب کہ حیض کو دس دن گذر چکے ہون ف اگر پاک ہوئے عورت پورے دس دنمین تو حلال ہوگی صحبت
کرنی اوس سے پہلے نہانیکے بمجرد انقطاع خون کے اور اگر پاک ہوا اپنی عادت پر حالانکہ عادت کم ہو دس دنسے اور زیادہ ہے
تین دنسے نہین حلال ہے صحبت کرنی اوس سے یہانتک کہ نہاوے یا گذر جاوے اوسپر ادنی وقت نماز کامل کا یعنے دو رکعت
کی قدر کذا فی الشرح الکبیر اور جائز ہے باقی نفع اوٹھانا حیض مین مانند ایک جگہ کھانا کھانے وغیر ذلک کے لیکن

ناف کے نیچے سے زانو تک ہاتھ نہ لگاوے اور اگر چاہے کہ دوبارہ جماع کرے تو بہتر دھو لیوے اور اگر بعد احتلام کے جماع کیا چاہے
تو اول پیشاب کرلے اور دھولے بہتر اور مکروہ ہے جماع کرنا اول شب مین تا بغیر طہارت کے نہ سووے اور اگر غسل کی حاجت مین
چاہے کہ سووے یا کھاوے تو وضو کرلے کہ سنت ہے اور چاہیے کہ نہانیکی حاجت مین ناخون نہ کٹواوے اور نہ ناخون اور بال لیوے
کہ دن قیامت کے یہ چیزین اسکے آگے آوینگی بیچ واسطے شکایت کے اور عزل نکرے یعنے منی باہر نگراوے آزاد عورت کی
ستر سے مگر برضا اوسکے اور لونڈی سے جائز ہے عزل کرنا بغیر اوسکی رضا کے اور آداب اولاد ہونیکے یہ ہین کہ بیٹا ہونیسے
خوش نہووے اور بیٹی کے ہونیسے غمگین نہووے معلوم نہین کہ بھلائی کسمین ہے اور بیٹیونکے رحم کرنے اور غمخواری کی فضیلت
اور ثواب بیشمار ہین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکے ہان بیٹی ہووے اور پرورش کرے اوسکو اور اچھا ادب
سکھاوے اور غمخواری کرتا رہے اوسکی ہوگی وہ بیٹی اوسکا لشکر دائین اور بائین سے کہ بچاوینگی آگ دوزخ سے اور یہ بھی حدیث مین
آیا ہے کہ کوئی نہین ہے کہ ہوں اوسکی دو بیٹیان پھر نیکی کرے اونسے مگر یہ کہ داخل کرینگی اوسکو بہشت مین اور یہ بھی فرمایا ہے
کہ جسکے ہون دو بیٹیان یا دو بہنیان پھر نیکی کرے اونسے اونکی زندگی تک ہم اور وہ بہشت مین ایک جگہ اور چاہیے
کہ کھانا دینے مین اور مانند اوسکے مین بیٹیونکو بیٹونپر مقدم رکھے فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی جاوے بازار مین
اور خرید کرے کچھ اور لاوے گھر مین پھر مخصوص کرے ساتھ اوسکے بیٹیونکو نہ بیٹونکو نظر رحمت کریگا اوسکی طرف اللہ تعالی اور
جسکی طرف نظر رحمت کی اللہ تعالی نے عذاب نہین کریگا اوسکو ہرگز اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی خوش کرے بیٹیونکو
پس گویا کہ رویا خوف خدا سے اور جو کوئی کہ رویا خوف خدا سے حرام ہے اوسپر آگ دوزخ کی اور چاہیے کہ اذان کہی جاوے
بچہ کے کانمین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کہی ہے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے کانمین جسوقت کہ پیدا ہوے یعنے داہنے کانمین
اذان کہے اور بائین مین تکبیر حدیث مین آیا ہے کہ اس سے ضرر نہین کریگی اوسکو ام الصبیان اور جب زبان کھلے فرزند کی
اول لا الہ الا اللہ سکھاوے تا اول بات اوسکی یہی ہو اور مستحب ہے ختنہ کرنا اور سر مونڈنا ساتوین دن یا چودہوین دن
یا اکیسوین دن ف اور نام رکھنا بھی ساتوین دن مستحب ہے اور سر مونڈنے مین اولی اور اصل ساتوان دن ہے
اور فرزند کے حقون مین سے یہ بھی ہے کہ اوسکا نام اچھا رکھے اور حدیث مین آیا ہے کہ تمہارے نامونمین سے بہت پیارے
نام نزدیک اللہ کے عبد اللہ عبد الرحمن ہین اور حدیث مین آیا ہے کہ جائز ہے نام رکھنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
نام پر نہ کنیت پر یعنے مثلا محمد نام رکھے نہ ابو القاسم آیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت کے زمانہ مین پکارا ایک شخص کو کہ محمد
نام تھا اوسکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوے اوسکی طرف اوسنے کہا کہ کسی اور کو پکارتا ہون یا رسول اللہ پس منع
کیا آنحضرت نے رکھنے نام اور کنیت اپنی کی سے پھر بعضون نے کہا ہے کہ منع ہے جمع کرنا درمیان نام اور کنیت کے
یعنے ایک شخص کا نام محمد رکھے اور کنیت ابو القاسم تو یہ درست نہین اور بعضون نے کہا ہے کہ حضرت کے زمانہ
مین تھا اب جائز ہے مطلق اور مختار یہی ہے اور آیا ہے کہ عیسی کا نام ابو یحیی رکھا پس فرمایا آنحضرت نے کہ عیسی کے

باپ نفتا اپس مکروہ جانا اسکو اور اگر نام برا ہو تو مستحب ہے بدل ڈالنا اوسکا ایک شخص کا عاصی نام تھا اوسکا عبد اللہ نام
بدل ڈالا ف اس سے یہ معلوم ہوا کہ بعضے لوگ جو خطوں مین عاصی یا آثم اپنی نام پر لکھتے ہین نچاہیے لکھنا اسکا اسلیے
کہ اظہار اپنے گناہ کا اچھا نہین دلیری ثابت ہوتی ہے گناہ کرنے پر اور اللہ تعالیٰ کے آگے از راہ عاجزی کے اظہار اپنے
گناہ کا کرنا اور بات ہے کہ وہ عاجزی اور التجا ہے اور اسیطرح سالار بخش یا نبی بخش یا عبد النبی یا مانند انکے کسیکا
نام ہو تو بدلکر اچھا نام رکھے اور آیا ہے کہ زینب کا پہلے برہ نام تھا یعنی نیکوکار سے حضرت نے بدلکر زینب نام رکھا اور منع
فرمایا ہے حضرت نے ان نامونکے رکھنے سے یعنی برکت اور رحمت اور صلاح اور نافع اور مانند انکے اسلیے کہ اگر کوئی شخص
پوچھے کہ یہان برکت ہے اور اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ یہان برکت نہین ہے تو یہ اچھا نہین اور حمل اگر گر جاوے
چاہیے کہ نام رکھین اوسکا کہ روز قیامت کے وہ بھی اوٹھیگا ف یہ حکم شاید اوس بچہ کا ہے کہ جسمین علامت حیات کی
مانند آواز کرنے یا ہاتھ پانو ہلانے وغیر ذلک سے اور چاہیے کہ لڑکیکے پیدا ہونے مین دو بکریان اور لڑکی کے پیدا ہونے مین ایک بکری
ذبح کرے اور اسکو عقیقہ کہتے ہین اور عقیقہ کرنا سنت ہے اور اگر ایکہی بکری پر اکتفا کرے بیٹے کے ہونے مین تو بھی جائز
اور ہڈی بکری کی عقیقہ مین توڑے نہین کہ سنت یون ہی ہے اور یہ بھی سنت ہے کہ بالونکی قدر سونا یا چاندی تصدق کرے اور
عقیقہ امام ابو حنیفہ کے مذہب مین سنت نہین وہ کہتے ہین کہ پہلے سنت تھا بعد اسکے منسوخ ہوا اور آداب طلاق کے طلاق
مباح ہے لیکن مبغوض ترین مباحونکی ہے نزدیک خدا تعالیٰ کے اور چاہیے کہ اسمین قصد عورت کی ایذا کا نہووے
کہ ایذا مومن کی حرام ہے پس چاہیے کہ طلاق دینا وقت ضرورت کے ہو اور اسلیے مکروہ ہے حالت حیض مین کہ اوسمین
اسکا کہ بسبب کراہت طبیعت کے دی ہو اور اگر بری ہووے بیوی خاوندکے مان باپ کے نزدیک از راہ شرع کے تو چاہیے
کہ طلاق دے اوسکو منقول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ کہا میری ایک بیوی تھی مین چاہتا تھا اوسکو اور باپ میرے
مکروہ رکھتے تھے اوسکو اور حکم طلاق کا کرتے تھے پس مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا فرمایا طلاق دیدے
اس سے معلوم ہوا کہ حق مان باپ کا مقدم ہے اور رعایت خاطر عورت کی لیکن چاہیے کہ غرض فاسد درمیان نہو یعنے بلا وجہ
شرعی بغض نرکھتے ہون اور جائز ہے طلاق اوس عورت کی کہ خاوند کو راضی نرکھتی ہو اور اوس عورت کی کہ بدخلق ہو اور اوسکی
کہ اوسکے دین مین فساد ہو اور اوسکی کہ ایذا دے خاوند کو اور چاہیے کہ ایک طلاق دے کہ اسیقدر کافی ہے اور رجوع کرنا بھی
اوسکی طرف اسمین آسان ہے اور تین طلاقین دینا نہایت بری ہین اور برائی اوسکی اوسکی جزا سے ظاہر ہے یعنی بغیر
اور خاوند کے نکاح مین نہین آسکتی اور حکمت اسمین کہ جز اوسکی اور نکاح کرنا ہی یہ ہے کہ تا کوئی پھر ایسی حرکت نکرے
اور چاہیے کہ بیچ حالت نکاح اور طلاق کے بھید اور عیب عورت کا ظاہر نکرے کہ اسمین وعدہ عذاب کا ہے اور اگر
بے انصافی خاوند کی طرف سے ہو تو جائز ہے عورت کو کہ طلاق چاہے اور چاہیے کہ بدل خلع زیادہ اوس چیز سے کہ
مرد نے اوسکو دیا ہی نہ لے کہ یہ تجارت ہے شرعیت خلع اوسکو کہتے ہین کہ عورت طلاق چاہے خاوند سے عوض مال کے

اور اوس مال کو بدل خلع کہتے ہین پس اگر مرد زیادتی کرتا تھا اسلیے خلع واقع ہوا تو مکروہ ہے مرد کو مال لینا یعنے اس صورت
مین چاہیے کہ کچھ بھی نہ لے اور اگر عورت کی نافرمانی سے خلع ہوا تو مکروہ ہے زیادہ لینا اوس مال سے کہ مہر مین دیا ہے
ملتقی الابحر مین لکھا ہے اور باقی تفصیل اسکی فقہ مین دیکھنی چاہیے **فصل پانچوین بیچ حقوق خاوند کے بیوی پر**
جان کہ نکاح بھی قسم بندگی سے ہے اور مرد مالک عورت کا ہے پس لازم ہے عورت پر کہ ہر حال فرمانبرداری خاوند
کی کرے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر حکم کرتا مین کسیکو کہ سجدہ کرے غیر خدا کو تو حکم کرتا مین بیوی کو کہ
سجدہ کرے مرد کو اور یہ بھی فرمایا کہ جو عورت مرے اس حال مین کہ خاوند اوسکا اوس سے راضی ہو داخل ہوگی بہشت
مین آیا ہے کہ ایک مرد سفر کو گیا تھا اور بیوی کو کوٹھے پر رکھ گیا تھا اور کہہ گیا تھا کہ اوپر سے نیچے نہ اوترنا عورت کا باپ
بیمار ہوا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسنے عرض کیا کہ کیا فرماتے ہین آپ اوترون یا نہ اوترون فرمایا کہ نہ اوتر
کہ اطاعت خاوند کی لازم ہے پس مر گیا عورت کا باپ اور دفن کیا گیا پس حضرت نے اوس عورت
سے کہلا بھیجا کہ بلاشبہ خدا تعالے نے بخشا تیرے باپ کو بواسطہ اطاعت کرنے تیرے خاوند کی اور یہ بھی حدیث مین
آیا ہے کہ جو عورت کہ پانچ وقت کی نماز پڑھے اور روزہ ماہ رمضان کا رکھے اور اپنی ستر کو محفوظ رکھے بدکاری سے اور اطاعت
خاوند کی کرے داخل ہوگی بہشت مین پس اطاعت خاوند کو حیلہ بہانے مسلمانی عورت سے گنتا اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ
دوزخ مین نظر کی مینے دیکھا کہ اکثر رہنے والی وہانکی عورتین ہین پس کہا عورتون نے یہ کیون ہے یا رسول اللہ فرمایا بسبب
برا کہنے کے خاوندون کو اور ناشکری کرنی نعمتون کی اور منقول ہے حضرت عائشہ رضی سے کہ ایک عورت آنحضرت پاس آئی اور
کہا یا رسول اللہ مین عورت ہون جوان چاہتی ہون کہ خاوند کرون پس کیا ہے حق خاوند کا بیوی پر فرمایا کہ حق خاوند کا
بیوی پر یہ ہے کہ اگر عورت اور مرد اونٹ کی پیٹھ پر ہون اور مرد چاہے کہ دمین اوس سے اپنا کام کرے تو انکار نکرے عورت
اور اور حق مرد کا بیوی پر یہ ہے کہ خاوند کے گھر سے کسیکو کچھ دیوے نہین مگر برضا اوسکی اور اور حق یہ ہے کہ روزہ نفل رکھے
مگر اوسکی رضا سے اور اگر رکھے گی بغیر اوسکی مرضی کے تو قبول نہین ہوگا اور اور حق یہ ہے کہ باہر نہ نکلے مگر باذن خاوند کے
اور اگر نکلے گی بدون اذن کے تو لعنت کرینگے اوسپر فرشتے پھرنیکے وقت تک اور سواے انکے بہت حدیثین آئی ہین خاوندون
کے حقوق مین اور جو کہ ضرور ہے حقوق خاوند سے دو چیزین ہین ایک یہ کہ پردے مین پوشیدہ رہے اور پارسائی رکھے حدیث
مین آیا ہے کہ نماز عورت کی صحن گھر مین افضل ہے مسجد کی نماز سے اور نماز گھر کے کونے مین بہتر ہے نماز صحن سے اور
حق یہ ہے کہ طلب نکرے بیوی زیادہ حاجت سے اور پرہیز کرے اوس کمائی خاوند سے کہ حرام کی ہو اسیطرح تھی
عادت اگلے زمانہ کی عورتونکی کہتے ہین کہ جب مرد گھر سے باہر آتا تو بیوی اور فرزند اوسکے کہتے کہ دور رکھنا اپنی تئین
کسب حرام سے کہ جو کچھ ہم پہونچیگا حلال سے ہم اوسپر صبر و قناعت کرینگے اور صبر نہین رکھتے ہم آگ دوزخ پر اور
چاہیے کہ ماں باپ عورت کے پہلے نکاح کے اوسکو آداب خانہ داری اور خوش گذرانی کی سکھاوین کہ یہ بھی ایک حق ہے

بیٹی کا ماں باپ پر آیا ہے کہ ایک عورت نصیحت کرتی تھی اپنی بیٹی کو وقت نکاح کے کہ اے بیٹی میری تو باہر جاتی ہے اپنے
تئین بھی گھر سے اور داخل ہوتی ہے مرد بیگانہ پر اور جاتی ہے طرف ایسے مصاحب کے کہ ہرگز نہیں دیکھا ہے تو نے اوسکو لازم کرنا
اپنے پر اطاعت اوسکی اور رضا اوسکی اور رہنا تو اوسکے ہاں مانند فرش نیچے ہو کے یعنے عاجز و متواضع تا ہووے وہ غلام تیرا بہت
نزدیک ہونا تو اوس سے تا بعید ہووے وہ تجھسے یعنے بہت چمٹے رہنے سے نظر میں سبک ہو جاتی ہے اور بہت دور بھی رہنا
اوس سے تا فراموش نکرے تجکو اگر نزدیکی تیری چاہے نزدیک ہونا اور اگر دوری چاہے دور رہنا ایسی بات نہ کہنا کہ اوسکی
کان میں بُری معلوم ہو اور ایسی چیز نکرنا کہ اوسکی آنکھ میں بُری دکھائی دے اور جو کچھ کہ چاہے وہ کرنا اور جیسا کہ چاہے ویسی ہی
رہنا اگر یہ کیا تو نے چھٹکارا پایا تو نے وگرنہ ہلاک و خراب ہوگی اور یہ نصیحت جامع ہے سب آداب کے تئین احتیاج درازگی
کی نہیں **باب تیسرا بیچ آداب یارانہ** وغیرہ کے اور اس باب میں چار فصلیں ہیں **فصل پہلی بیچ بیان حب للہ اور
بغض للہ کے** جان کہ الفت ثمرہ حسن خلق کا ہے اور نیک خلقی بہترین اعمال ہے ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا چیز ہے بہتر اون چیزوں میں سے کہ اللہ تعالی نے آدمی کو دی ہیں فرمایا نیک خلقی اور حدیث
میں آیا ہے کہ جسکو اللہ تعالے نے صورت نیک اور سیرت نیک دی ہے نہیں کھاویگی اوسکو آگ دوزخ کی اور بھی حدیث میں آیا ہے
کہ بہت بھاری عمل میزان اعمال میں نیک خلقی ہوگی ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہ کو فرمایا کہ لازم پکڑ
اپنے اوپر نیک خلقی کہا ابوہریرہؓ نے کیا چیز ہے نیک خلقی یا رسول اللہ فرمایا کہ جو کوئی انقطاع کرے تجسے تو ملاپ کرے
اوس سے اور جو کوئی ظلم کرے تجپر عفو کرے تو اوس سے اور جو کوئی محروم کرے تجکو دیوے تو اوسکو اور جب نیک خلقی
بہترین اعمال ہوئی تو ثمرہ اوسکا کہ محبت و الفت ہے وہ بھی بہتر ہوئی سب چیزوں سے خصوصًا وہ محبت و الفت کہ بسبب
دین و تقوی کے ہووے اور بیچ فضیلت حب للہ کے حدیثیں بہت آئی ہیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے
نے جس سے بھلائی کا ارادہ کیا ہے دیتا ہے اوسکو دوست اچھا کہ اگر فراموش کرتا ہے یہ خدا کو تو یاد دلا دیتا ہے وہ اوسکو اور
اگر یاد رکھتا ہے خدا کو تو مدد کرتا ہے اوسکی اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی بھائی چارہ کرتا ہے کسی سے للہ اوسکی تئیں
بہشت میں ایسا درجہ ملتا ہے کہ کسی عمل سے وہ درجہ پا نہیں سکتا اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ روز قیامت
کے گرد عرش کے کرسیاں رکھی رہینگی اور اونپر کتنے ایک لوگ بیٹھے ہونگے کہ منہ اونکے مانند چودھویں رات کے چاند کے ہونگے
اور لباس اونکے نورانی ہونگے اور سب لوگ خوف و ہراس میں ہونگے اور اونکو کسی چیز کا ڈر نہیں ہوگا اور یہ وہ لوگ ہیں
کہ جنکے حق میں فرمایا ہے اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ یعنے آگاہ ہو وہ دوست اللہ کے
نہیں ڈر ہوگا اونپر اور نہ وہ غمگین ہونگے صحابہ نے پوچھا کہ کون لوگ ہیں وہ یا رسول اللہ فرمایا وہ لوگ ہیں کہ دوستی رکھتے ہیں
آپس میں اللہ کے لیے اور بیٹھتے ہیں آپس میں اللہ کے لیے اور آپس میں ملاقات کرتے ہیں اللہ کے لیے اور یہ بھی فرمایا ہے
کہ سات طرح کے لوگ ہیں کہ روز قیامت کے اونکو حق تعالے نیچے سایہ رحمت میں رکھیگا اور اوس روز نہیں سایہ ہوگا

مگر سایہ اللہ کا ایک امام عادل ہے دوسرا جوان صالح کہ ساتھ صلاحیت کے نشو ونما پایا ہو اور تیسرا وہ کہ دل اوسکا مسجد ہی
مین لگا رہتا ہے اور چوتھے وہ کہ اللہ ہی کے لیے دوستی رکھتا ہو اور پانچوین وہ کہ رویا ہو یاد خدا پر اور چھٹے وہ کہ بلایا
اوسکے تئین عورت صاحب جمال نے پس ڈرا وہ اللہ سے اور پارسائی کی اور ساتوان وہ شخص کہ تصدق کرتا ہی ایسا پوشیدہ
کہ داہنے ہاتھ سے دیتا ہے تو بائین ہاتھ کو خبر نہین ہوتی صَدَقْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اور منقول ہے کہ حقتعالی نے وحی
بھیجی ایک پیغمبر کو کہ زہد تیرا دنیا مین واسطے راحت تیری کے ہے اور انقطاع تیرا اسی سے اور رجوع کرنا میری طرف
واسطے عزت تیری کے ہے ولیکن خاص میرے لیے یہ ہے کہ دشمن رکھے تو میرے دشمنونکو اور دوست رکھے میرے
دوستونکو یعنے یہ بات خالص اللہ ہی کے محبت مین حاصل ہوتی ہے اسمین اپنے حظ نفس کو دخل نہین ہوتا
اور حدیث مین آیا ہے کہ دعا کی حضرت نے خداوندا مت رکھ فاسق کا مجھپر احسان اور نہ محبت دے مجھکو اوسکی اور
آیا ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اگر تو عبادت کرے مجھکو برابر عبادت آسمان
و زمین والونکے اور حب للہ اور بغض للہ نہ رکھے تو وہ عبادت کچھ کام نہین آنیکی ف یعنے اللہ کی خوشی کے لیے اچھے
لوگونسے محبت رکھے اور برونسے بغض و دشمنی پس جب یہ بات نہین ہوگی اوس سے سب کچھ ہو سکے گا اسلیے اسکو ایسا فرمایا کیونکہ
اچھے کی محبت ہوگی تو اونکی پیروی کریگا اور برونسے بغض ہوگا تو بری بات سے بھی بچیگا اور جہاد بھی کریگا اور بری ہوگا خصلت
منافقون سے اور حدیث مین آیا ہے کہ حقتعالی نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے کہ آدھا آگ کا ہے اور آدھا برف کا دعا اوسکی یہ ہے
کہ یا الٰہی جیسا کہ پیوند دیا تو نے اپنی قدرت سے درمیان آگ و برف کے ایسے ہی پیوند دے ساتھ رحمت اپنی کے اپنے بندگان صالحین
کے دلونمین اور حدیث مین اور اقوال صحابہ کے بیچ فضیلت حب للہ کی بہت آئی ہے اور حب للہ یہ ہے کہ محبت تیری کسی سے
بسبب دین اور تقوی کے ہو اور بسبب اسکے کہ وہ مدد کریگا دین کی باتونمین اور محبت تیری اوس سے وسیلہ آخرت کا ہو
نہ منحصر دنیا ہی مین پس اگر محبت شاگرد کی اوستاد سے اس سبب سے ہے کہ اوسکے علم سے حاصل کرونگا فائدہ دنیا کا تو حب للہ
نہین ہے اور محبت تیری اپنے احسان کرنیوالے سے ہے کہ حاجت ضروری اوس سے نکلتی ہے اور مددگار عبادت پر
اور فراغ دل ہے محبت للہ ہوگی بلکہ محبت تیری اوس بیوی سے کہ ہونا اوسکا سبب فراغ خاطر اور محافظت اور حضور
عبادت کا ہے واسطے خدا کے ہے اور ایک مرتبہ اور حب للہ کا یہ ہے کہ منظور اوسمین وسیلہ نہین ہے نہ دنیا اور نہ آخرت اور
یہ اعلی مرتبہ ہے کہ ممکن نہین ہے دعوی اوسکا ہر کسیکو اور اسیطرح بغض للہ یہ ہے کہ دشمنی تیری کسی سے ہو بسبب گناہ اور
مخالفت کرنے اوسکے امر حق مین اور بہ تفاوت مراتب گناہ کے یعنے بغض کافر و مشرک سے اشد ہو اور اسیطرح بدعتی سے
کہ جو لوگونکو بدعت کیطرف بلاتا ہے اور باعث ہوتا ہے پس چاہیے کہ اوسکو سلام نکرے اور اوسکی تعظیم نکرے اور جو اسلام
کا ندے اور منکر اور مخالف اوسکا ہو جیسے اور اوس سے نرمی اور دوستی نکرے اور طریقہ زجر و توبیخ کا چھوڑے لیکن
[illegible] سب لوگونکی گمراہی کا نہین ہے پس طریقہ اوسکا یہ ہے کہ ساتھ [illegible]

۱؎ یعنی [illegible] ریاکاری یا دنیا کی غرض [illegible] باعث [illegible] کہ اسکی طلب [illegible] سعی و مشقت کرنی نہین پڑتی بخلاف طالب [illegible] کہ بڑی مشقت [illegible] ۱۲
۲؎ [illegible] ظاہر ہو کر [illegible] یعنی اہل اللہ کی [illegible] اور [illegible] ۱۲

تو شاید کہ وہ نصیحت قبول کرے اور ترک یا قناعت کرے اوس سے آور اور گنہگار کہ تارک واجب کا ہے یا مرتکب افعال حرام کا اوسکو اگر عین گناہ کیوقت مین دیکھے تو منع کرے کہ منع کرنا ہر ایک پر ہے واجب ہے بحسب اختلاف مراتب اوسکے اور اگر گناہ کر چکا ہے تو اوسکی کئی صورتین ہین کہ اگر عادت نہین پکڑی ہے گناہ کی اور توبہ کر ڈالی تو خیر اچھا ہوا اور اگر عادت پکڑی اور اصرار کیا گناہ پر تو نصیحت کرے اگر جانے کہ نفع کریگی اوسکو نصیحت اور اگر جانے کہ نصیحت نہین نفع کریگی اور زجر و شدت نفع کریگی تو وہ بھی کرے ورنہ اعراض کرے اور جو چیز کہ باعث اور مدد کرنیوالی ہے اوسکے گناہ مین وہ نہ دے یعنے مثلاً فرش وغیرہ ناچکی محفل اور تعزیہ داری وغیرہ کے لیے دینا مدد و باعث ہے انکے گناہ کا نہ دینا چاہیے اور جو کچھ کہ مدد کرنیوالا نہین ہے گناہ مین یعنے مثلاً کپڑہ وغیرہ دیدینا یا روٹی کھلا دینی اگر بسبب اسلام اوسکے دیوے تو مضائقہ نہین اور اگر خیانت اوسکی خاص تیرے حق مین ہو تو اول یہ ہے کہ عفو کرے تو کہ یہ مرتبہ صدیقون کا ہے اور یہ بیچ ابتدا یارانہ اور بھائی چارے کے ہے اور اگر حق یارانہ پہلے کا ہو اور بعد اوسکے گناہ کرے تو اوسمین دو طریق ہین مذہب بعضونکا عفو اور پردہ پوشی ہے اور طریق بعضونکا انقطاع اور ترک ملاقات ہے اور مدار اسکا نیتون پر ہے یعنے فریق اول کو نیت یہ ہوتی ہے کہ ملتے رہینگے تو اوسکو سمجھا دینگے اور فریق ثانی کی نیت مین یہ ہے کہ وہ لائق ملاقات کے نہ رہا کہ مخالف محبوب کا مخالف اپنا ہے امام احمد حنبل نے ترک کیا یارانہ یحیی بن معین کا اتنی ہی بات پر کہ کہا اونہون نے کہ مین سوال نہین کرتا ہون کسی سے لیکن اگر بادشاہ بطریق تحفہ کے کچھ بھیجے تو قبول کرونگا مین اور ایسی ہی ترک کیا یارانہ حارث محاسبی کا بسبب تصنیف کرنے اونکے رد معتزلہ کو اور کہا کہ کیا نہین ہے کہ تو اول انکے شبہہ لکھتا ہے بعد اوسکے اونکو رد کرتا ہے اور ایسی ہی ایک اپنے یار سے ترک ملاقات کی بسبب تاویل کرنے اونکے اس حدیث مین اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ ف لفظی ترجمہ اسکا یہ ہے کہ تحقیق اللہ تعالی نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر اور مراد صورت سے بیان صفت ہے یعنے اپنی صفت پر پیدا کیا پس امام احمد کو تاویل اوسکی ناگوار گذری وہ کہتے تھے کہ معنی اسکی لفظی کہو اور حوالہ دہان سے مراد کا اللہ تعالی پر کرو آور یہ امر ہے کہ مختلف ہوتی ہے نیت اسمین بعضونکو مقصود شدت اور انکار سے یہ ہوتا ہے کہ سبب گمراہی عوام کا ہو اور بعضونکو بسبب نہایت دوستی کے کہنے والے سے شدت و انکار ہوتا ہے اور بعضونکو خوف ہوتا ہے اسکا کہ مبادا اثر کرے صحبت اوسکی اور بعضونکی نظر پڑتی ہے اوپر خلق کے اور عاجز ہونے اونکے بیچ دست قدرت خدائی کے اور عدد بے جباری اللہ تعالی کے اس سبب سے وہ خفا ہوتے ہین کہ یہ عاجز ہو کر ایسے مالک جبار کی نافرمانی کرتے ہین آور یہ نظر مذکور کبھی بسبب تساہل اور مداہنت کے بھی ہوتی ہے کہ بعضے لوگ یہ سمجھتے ہین کہ یہ بیچارے عاجز ہین اور اللہ مالک رحیم ہے او نپر رحم ہی کریگا یہ سمجھکر وہ سستی کرتے ہین بری بات کے منع کرنے سے پس یہ اچھا نہین لیکن یہ ایک امر ہے کہ اوسمین تحقیق و ثابت کرنا شرط ہے اور تکلف و تقلید اسمین خارج ہے دائرہ شرع سے یعنے فقط دیکھا دیکھی کسیکی کہ وہ لوگونکی بری بات سے غصہ کرتا ہے مین بھی کرون یہ بیجا ہے بلکہ ثابت کرے اس بات کو اپنے نفس مین کہ

بیچ کاملوں کے سبب تنبیہ اور کسر شان اسکی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تصور کرے بیچ حق خاص اپنیکے اوسکو معذور رکھے اور بدلہ اپنا لیوے پر
وہ مقبول ہے نہ وہ کہ بیچ محافظت حقوق اپنے کے کوئی دقیقہ چھوڑے اور بیچ حقوق شرع کے اور حق غیر کے حقیقت کو ساتھ
تقلید کے بہانہ لاوے یعنے حقوق شرعیہ یا اونکے حق ازالہ کرتا ہے شرارت سے اور بہانہ تقلید کا کرتا ہے کہ یہ فلانے کی
دیکھا دیکھی کیا ہے قسم سے ہو کہ یہ فریب شیطانی ہے اور اکثر باعث کا اوپر مداہنت (نرمی ۱۲) اور تساہل کے بیچ امر معروف اور نہی منکر
کے ہے رعایت دلوں کی اور بیزاری نے وحشت اونکے کی ہے یہ بھی فریب ان شیطانی سے ہے اگر قادر ہووے اوپر تغییر اور تعزیر کے
تو طریقہ اعراض اور انکار کا یعنے جیسے جانے سے کا چھوڑے اور بیان کرے جو کچھ کہ کہا گیا بطریق اجمال کے ظاہر ہوا اوس سے
کہ اولیٰ درجہ اظہار بغض میں ترک کرنا اعراض اور قطع کرنا نرمی اور ہنر کا ہے لیکن جاننا چاہیے کہ یہ ایسا امر نہیں ہے
کہ در جملہ ظاہر عمل کے داخل ہو تحت تکلیف کے اور حکم کیا جاوے ساتھ واجب ہونے اوسکے سب لوگونپر مثل اور واجبات کے
اسلیے کہ شراب خوار اور مرتکب بدکاری کے بیچ زمانہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے بھی تھے لیکن اونکو بالکل
چھوڑ نہ دیتے تھے بلکہ حال اونکا متفاوت تھا کہ بعضونپر تشدد کرتے تھے اور بعضون سے اظہار بغض و عداوت اور بعضونسے
اصلا تعرض بھی نکرتے تھے اور بعضونپر رحمت و شفقت سے نظر کرتے تھے اور دوری نہیں کرتے تھے انسے پس یہ دقیقے ہیں
کے ہیں کہ مختلف ہیں اونمیں احوال سالکان طریقت کے اور عمل ہر ایک کا اوسمیں موافق حال اور وقت اوسکے ہے
یعنے جن پر قدرت رکھتے اونپر تشدد کرتے اور اگر قدرت نرکھتے اونسے بغض و عداوت ظاہر کرتے اور جنسے خوف ضرر
ہوتا اونکیطرف دھیان بھی نکرتے اور جو کہ غریب ہوتے اور توقع انکے اسلام کی ہوتی اونپر رحم و شفقت کرتے اور رعایت
کار اوسمیں کراہیت اور استحباب ہے مانند تمام فضائل اعمال کے نہ حرمت و وجوب یعنے برونسے بغض وغیرہ نرکھنا مکروہ
ہے نہ حرام اور رکھنا بغض وغیرہ کا انسے مستحب ہے نہ واجب اور بیچ حق ایسے امور کے واقع ہے اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ
یعنے ثمرہ اور جزا اعمال موقوف نیت پر ہے اسلیے کہ کبھی ہوتا ہے کہ بیچ نظر رحمت کرنیکے اور نرمی کرنیکے طریقہ تواضع اور خلق کا
رعایت کیا جاتا ہے اور بیچ تنبیہ اور اعراض کرنیکے شیوہ تکبر و سختی کا لحاظ کیا جاتا ہے اور حاکم و مفتی ان امور میں
دل ہے پس طالب صادق کو چاہیے کہ ہر چیز میں کہ موافق طبیعت اور خواہش نفسانی کے ہو خلاف اوسکے کرے اسلیے
کہ جیسے کہ بیچ اعراض اور انکار کے مقصود سختی اور عجب اور اظہار صلاح کا ہو ایسی ہی متصور ہے کہ نرمی اور سلام میں بھی
مداہنت اور دلجوئی واسطے پہونچنے کے ایک غرض کو غرضون دنیا سے کہ مال ہے اور جاہ اور شہرت ساتھ علم
و تواضع کے اور قصد اجتماع لوگونکا اور تعریف کرنے اونکیا اور مانند انکے مخفی نہیں ہے یا اوس کسی پر کہ تلاش
کرنیوالا احوال لینے کا ہو اور حکایتیں مشائخ کی بیچ زجر اور اعراض اور نرمی اور عفو کے بہت ہیں اور اختلاف احوال
انکا بسبب اختلاف احوال کے ہے یعنے کوئی زجر کرتا تھا اور کوئی نکرتا تھا پس یہ بسبب اختلاف حالتونکے تھا جیسا کہ
بیان مفصل اسکا اوپر ہو چکا ہے **فصل دوسری** بیچ بیان اون صفتون کے کہ شرط ہیں بیچ اختیار کرنے صحبت کے

جان کہ اکثر یون ہے کہ کرنا یارانہ کا واسطے کسی غرض اور فائدہ کے ہوتا ہے اگرچہ یہ کبھی مقصود رہتا ہے کہ بسبب نرمی اتفاق اور موافقت طبیعت اور جنسیت کے ہوا اور چونکہ اس قسم مین اختیار کو دخل نہین ہے ہرگز ثواب یا سبب عذاب کے نہین ہونیکی لیکن اکثر یہ ہے کہ یارانہ واسطے فائدہ کے ہوا اور فائدہ منحصر ہے بیچ دینی اور دنیا وی کے مراد دنیا وی سے یہ ہے کہ ہو موقوف ہوا اوپر زندگانی دنیا کے اور مدار ہوا اوپر حاصل ہونے فائدہ آخرت کے مانند جمع کرنے مال اور حاصل کرنے جاہ کے یا نزدیک رتبہ حاصل کرنیکے ساتھ دیکھنے کے اور ہمسائگی کے اور مناسب بحال عقل کے یہ ہے کہ غرض دوستی یارانہ سے یہ ہو بس چاہیے کہ غرض یارانہ سے محض حاصل کرنا فائدہ دین کا ہو مانند حاصل کرنے علم و عمل کے اور مانند حاصل کرنے اسقدر مال کے کہ کفایت کرے واسطے معیشت کے اور حاصل ہووے بسبب اسکے فراغ خاطر اور رہائی ہے تشویش دل اور مانند مدد چاہنے کے بیچ احوال اور مصیبتون کے کہ باعث فتور اوقات اور قصور عبادتون کے ہین اور مانند خلاص ہونیکے کثرت مال سے اور قید جاہ سے کہ باعث تشویش خاطر ہے اور مانند برکت حاصل کرنیکے ساتھ نرمی دعا کے کہ سبب حصول مقاصد اور مطالب کی ہے اور مانند انتظار شفاعت کے قیامت مین منقول ہے بعضے اگلے بزرگون سے کہ بہت پیدا کرو تم بھائی مسلمان جہانتک کہ ہوسکے تمسے اسلیے کہ ہر مومن کو اپنے بھائی سے امید شفاعت ہے کہ جب بخشا جاویگا بندہ شفاعت کریگا اپنے بھائی مسلمان کی امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ لازم پکڑو تم اپنے بھائی مقرر کرنا کہ بھائی کام آتے ہین دنیا اور آخرت مین کیا نہین جانتا ہے تو حال اہل دوزخ کا کہ کہینگے فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ یعنے نہین ہے ہمارے لیے کوئی شفاعت کرنیوالا اور نہ یار غمخوار اور جب معلوم ہوا کہ فائدے یارانہ کے یہ ہین تو ضرور ہوا کہ لائق یارانہ کے وہ ہوگا کہ صحبت اوسکی سبب حاصل ہونے ان فائدون کے ہو اور پہچاننا اسکا وقت تجربہ کے اور دیکھنے حال سے ظاہر ہوتا ہے لیکن کلام مجمل بیچ شرائط یارانہ کے یہ ہے کہ یار عاقل ہو کہ احمق کی صحبت مین بھلائی نہین ہوتی اور آخر کو نوبت انقطاع اور پریشانی کی پہونچتی ہے اور نفع اوسکا ضرر ہے اور دوستی اوسکی دشمنی ہے اور اسی سبب سے کہا ہے بزرگون نے کہ دشمن دانا بہتر ہے دوست نادان سے بیت دشمن دانا کہ غم جان بود بہتر از آن دوست کہ نادان بود سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ نظر کرنی احمق کے منہ پر گناہ ہے کہ لکھا جاتا ہے نامہ اعمال مین اور بعضون نے کہا ہے کہ انقطاع کرنا احمق سے وصل کرنا ہے ساتھ خدا کے اور مراد عاقل سے وہ ہے کہ سمجھے اشیا کو موافق اونکے مقصود کے کہ مقصود اس سے کیا ہے اور اوس سے کیا ہے اور معلوم کرے حقیقتین طاعت کی اور دقیقے گناہونکے اور مراد ساتھ عقل کے جہان کہین کہ تعریف کی ہے یہی ہے حدیث مین آیا ہے کہ کوئی مخلوق عقل سے زیادہ شریف نہین ہے خدا کے نزدیک ایکبار روبرو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک شخص کی تعریف کی لوگون نے اور مبالغہ کیا اوسکی تعریف مین فرمایا کہ عقل اوسکی کیسی ہے عرض کیا لوگون نے یا رسول اللہ ہم تعریف کرتے ہین اوسکی کوشش کرنیکی عبادت مین اور بھلائیو نمین اور آپ اوسکی عقل کا حال پوچھتے ہین فرمایا کہ احمق

بسبب حماقت اپنی کے کرتا ہے وہ گناہ کہ زیادہ ہوتا ہے گناہ فاسق سے اور [illegible] درجے ان عبادت کے قیامت کو موافق
درجون عقلون کے ہونگے منقول ہے حضرت امیر المومنین عمرؓ سے کہ فرمایا عرب کہتے ہین کوئی چیز بہتر عقل سے نہین ہے کہ بچاتی ہے
آدمی کو راہ سیدھی اور باز رکھتی ہے اوسکو تمام گمراہیون سے بلاشبہہ کامل نہین ہوتا ہے ایمان آدمی کا اور مستقیم نہین ہوتا
دین اوسکا مگر ساتھ کمال عقل کے منقول ہے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے کہ پوچھا اونھون نے آنحضرت سے کہ یا رسول اللہ
کس چیز سے فضیلت ہوتی ہے مرد کے تئین دنیا مین فرمایا کہ ساتھ عقل کے پھر پوچھا عائشہؓ نے کہ آخرت مین کس چیز سے فضیلت
ہوتی ہے فرمایا عقل سے کہا عائشہؓ نے کیا نہین ہے فضیلت ساتھ اعمال کے فرمایا اے عائشہ کوئی عمل نہین ہوتا ہے مگر بقدر
عقل کے کہ جو عقل بہت رکھتا ہے عمل بھی بہت کرتا ہے اور حدیثین اور اقوال صحابہ کے عقل کی فضیلت مین بیشمار آئی ہین
اور جملہ شرائط یارانہ سے یہ بھی ہے کہ یار خوش خلق ہو کہ اکثر عاقل ہوتے ہین کہ اپنی عقل سے ماہیت امور کی معلوم
کرتے ہین لیکن بسبب غضب و شہوت اور بخل اور مانند انکے متابعت خواہش نفسانی کی کرتے ہین اور خلاف
معلوم اپنے کے عمل مین لاتے ہین پس شرط حسن خلق تمام کرنیوالی شرط عقل کی ہے اور دونو شرطین حقیقت مین ایک ہین
اور مقصود یہ ہے کہ عاقل ہووے عمل کرنیوالا مقتضاے عقل پر اور اگر اکتفا اوسی شرط پہلی پر کرے تو بھی روا ہے اور اوس شرائط
یارانہ سے یہ ہے کہ نہو یار فاسق کہ مصر ہو فسق و فجور پر اور فسق عادت اوسکی نہو اور صحبت فاسق سے توقع نفع کی نرکھنی چاہیے
کیونکہ جو کوئی خداتعالے کے حقوق فوت ہونیسے نہین ڈرتا تیرے حق سے کیا غم رکھیگا اور فسق منافی کمال عقل کے ہے اور بعضے
فاسقون سے اگرچہ کبھی نفع سرزد ہوتا ہے جیسیکہ سخاوت شرابخوار سے ولیکن ہونا ضرر کا اوس سے زیادہ ہے بہ نسبت نفع کے
اور ثابت نہین رہتا ہے نفع اوسکا اور کبھی ہوتا ہے کہ زر دیتا ہے اور کبھی سر کاٹتا ہے اور جملہ شرائط یارانہ سے یہ بھی ہے
کہ یار بدعتی نہو کہ اوسکی صحبت مین خوف سرایت کرنے بدعت کا اور بتجاوز کرنے برائی اوسکی کا ہے نعوذ باللہ من ذلک
راہ حق یہ ہے کہ بدعتی سے انقطاع کرے اور اوس سے یارانہ نکرے اور نہ مباحثہ کرے اگر جانے کہ نفع نہین کریگا
مباحثہ اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے اور جملہ شرائط یارانہ سے یہ ہے کہ یار حریص دنیا کا نہووے تا تو بھی حریص نہوجاوے کہ
حریص دنیا دیوانہ ہے حقیقت مین اور عاقل ہے ظاہر مین اور یہ دردہی بے دوا کیا دوا ہے اوسکی جس صورت مین کہ عالم
گرفتار ہون اسمین لیکن علماء حقیقی کہ چلنے والے ہین راہ آخرت کے اور مقصود اونکو علم سے عمل ہی ہے وہ البتہ پاک
ہوتے ہین اس بلا سے اور دوا نفع دینے والی اس بیماری حرص کی صحبت ہے یہ لوگ ہین لائق صحبت کے اگر خداتعالے
نصیب کرے والا مطالعہ کرنا اونکی کتابون ہی کا خوب ہے کہ البتہ اسکو بیخ توڑنے شورش نفس کے تاثیر ہے یقینی اور
ادنی فائدہ اسمین یہ ہے کہ خلاصی ہوتی ہے جہل مرکب سے اور اس زمانہ مین جو فائدہ کہ طالب صادق کو اون
بزرگون کی کتابون سے ہوتا ہے ہمنشینی شیوخ زمانہ ہمارے سے میسر نہین ہوتا اور حاصل یہ کہ صحبت بداخلاق
لوگونکی سے احتراز کرے کہ سلامتی اسمین ہے اور بیہودہ تضیع اوقات نا ہے کہ عمر نفیس اور اکثر ضرر آدمی کا

یہ مضمون [illegible] کیا اور ۱۲

بسبب صحبت بد کے ہے اور آخرت مین ثمرہ اوسکا سوا ندامت کے نہیں ہے سہیل تستری رحمۃ اللہ علیہ نے
کہا ہے پرہیز کر تین شخصون کی صحبت سے ظالمان غافل اور عالمان بے عمل اور صوفیان جاہل سے **فصل تیسری**
بیچ حقوق بھائی چارہ اور یارانہ کے جان کہ بھائی چارہ ایک ایسا رابطہ ہے کہ حاصل ہوا ہے اتفاق سے مانند عقد
نکاح کے پس ضرور ہے اوسمین رعایت کرنی حقوق کی تاکہ باقی رہے اور جملہ حقوق بھائی چارہ سے یہ ہے کہ اوسکے لیے
بیچ مال مین کچھ حصہ ہو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حال دو بھائیونکا مانند حال دو ہاتھونکے ہے کہ
دھوتا ہے ایک دوسرے کو غرض یہ ہے کہ ہر ایک مددگار دوسرے کا ہو اور آپسمین شریک منافع مین اور نفع پہونچانا ساتھ
مال کے تین مرتبہ پر ہے ایک یہ کہ جسکو دیتا ہے وہ بمنزلہ خادم اور غلام تیرے کے ہووے کہ جو کچھ زیادہ تیری حاجت سے ہو
اوسکو دیکر مدد کرے اور یہ کمترین مراتب کا ہے اگر یہ بھی نہو تو بھائی چارہ نہیں اور چاہیے کہ اس مرتبہ مین انتظار سوال
کا نکرے کہ یہ نہایت تقصیر ہے حاصل یہ کہ جو کچھ کہ اپنی حاجت سے زائد ہو بھائی مسلمانکو دیکر مدد اوسکی کرے اور انتظار اوسکے
مانگنے کا نکرے اور مرتبہ دوسرا یہ ہے کہ اوسکو شریک اپنا کرے تو اور مانند اپنے جانے اور مال کو آدھون آدھ بانٹ دیوے
آپسمین اور یہ مرتبہ اوسط درجہ کا ہے اور اعلی مراتب یہ ہے کہ شیوہ ایثار کا اختیار کرے تو یعنے اوسکی حاجت کو مقدم کیجیے
اپنی حاجت پر اور یہ رتبہ صدیقون کا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے درست کرنے سامان لشکر جہاد کے صحابہ
دولتمندونسے مال طلب کیا تو سب صحابہ آدھا آدھا مال لے آئے اور آدھا آدھا اپنے گھر والونکے لیے چھوڑ آئے اور امیر المومنین
حضرت ابوبکر صدیق اکبر سارا مال لے آئے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا چھوڑ آیا تو اے صدیق اپنے اہل عیال کیے لیے
عرض کیا صدیق نے کہ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ يَكْفِيْ یعنے اللہ اور رسول اوسکا بس ہے پس حضرت نے اور صحابہ کو فرمایا کہ فرق
تم مین اور ابوبکر مین ایسا ہی ہے کہ جیسا اسکے فعل مین اور تمہارے فعل مین تو ایسی مرتبہ مین داخل ہے ایثار ساتھ نفس
کے یعنے اور جانکو عزیز رکھے اپنی جان سے چنانچہ منقول ہے کہ ایک خلیفہ نے واسطے قتل کرنے ایک جماعت صوفیہ کے حکم کیا
اور اونمین شیخ ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے جلاد نے چاہا کہ تلوار چلاوے شیخ ابو الحسن آگے آئے اور کہا کہ اول
مجھکو مار کہ مین دوست رکھتا ہون کہ ایثار کرون یعنے ترجیح دون اپنے بھائیونکو ساتھ زندہ رہنے کے جب یہ خبر خلیفہ کو پہونچی
تو سبھونکو چھوڑ دیا اور لکھا ہے اگلے بزرگون نے کہ جب کوئی یار کہے کہ اپنے مال مین سے کچھ مجھکو دے اور وہ یار پوچھے
کہ کتنا مال چاہتا ہے تو وہ لایق دوستی کے نہیں یعنے چاہیے تھا کہ سب مال آگے لے آتا اور آیا ہے کہ ایک اگلے بزرگون
مین سے ایک یار کے پاس آیا اور کہا کہ چار ہزار درہم کی احتیاج رکھتا ہون دیا اوسنے کہا کہ اسمین سے آدھی لیجا
وہ پھر آیا اور کہا کہ دنیا کو اختیار کیا تو نے خدا پر تو لایق دوستی کے نہیں اور آیا ہے کہ فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ ولی اللہ
کے تھے اوپر ایک مکان بھائی مسلمان کے آئے اوسکو نپایا پس صندوق اوسکا طلب کیا اور جو کچھ حاجت رکھتے تھے نکالا
جب وہ شخص آیا تو ایک خادم نے اوسکے اس واقعہ کی خبر دی اوسنے کہا اگر سچ کہتا ہے تو تو میرے تئین واسطے خدا تعالی کے

آنرد کیا ہینہ کہ مجکو ساتھ ایسی خبر خوش کے شاد کیا تو نے اور ایک شخص ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ مین چاہتا ہون کہ
تمسے بھائی چارہ کرون واسطے خدا کے کہا ابو ہریرہ نے کہ نہین کر سکیگا تو کہ حقوق برادری کے مشکل ہین کہا اوس شخص
نے کہ کیا ہین وہ کہو تا جانون کہا ابو ہریرہ نے کہ کوئی چیز تیرے نزدیک درہم و دینار سے زیادہ مجھسے نہوے کہا اوس
شخص نے کہ واللہ مین ابھی اس مرتبہ کو نہین پہنچا ہون اور خرچ کرنا بھائیکے اوپر بہتر ہے تصدق کرنے سے فقیر و نیز امیر المومنین
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر مین بیس درہم دون اپنے یار دینداریکو تو بہتر ہے اس سے کہ تصدق کر دون سو درم
فقیر و نیز اور یہ بھی فرمایا کہ اگر مین کھانا لاؤن کہ جمع ہون اسپر یار میرے تو بہتر ہے اس سے کہ آزاد کر دون بردہ کو اور سب
پیرو ایثار مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی ہین اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایثار کرتے تھے یعنے ترجیح دیتے تھے
اپنے صحابہ کو سب چیز دینے مین اپنے پر اور جملہ حقوق یارانہ سے یہ ہے کہ جیسے کہ غمخواری اوسکی ساتھ مال کے کرتا ہے مدد اوسکی جان
سے بھی واجب جانے اور بیچ حاجتون اوسکی کے پہلے سوال کے مستعد ہو اور اسمین بھی تین مرتبہ ہین اعلیٰ و اوسط اور ادنیٰ
لکھا ہے علمانے کہ جب پیش کی تو نے حاجت اپنی کسی یار کے آگے اور سعی نکی اوسنے بیچ تیری حاجت روائی مین تو کہہ اوسپر
چار تکبیرین اور گن اوسکو مُردون مین اور حدیث مین آیا ہے کہ حق تعالیٰ کے لیئے ظروف ہین روے زمین پر اور وہ دل ہین اور
بہترین ظرفون کا وہ ظرف ہے کہ صاف زیادہ اور سخت زیادہ اور نرم زیادہ ہو یعنے صاف ہوگناہ ہونے اور سخت ہو دین
مین اور نرم ہو بھائی مسلمانون پر اور قرآن مجید مین اللہ تعالیٰ نے بیچ وصف اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
فرمایا ہے رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ یعنے اصحاب حضرت کے رحیم تھے کہ آپسمین محبت الفت رکھتے تھے اور رحم کرتے تھے اور یہ جامع ہے
غمخواری کی سب قسمونکو یعنے رحم ہوگا تو سب حق اوس سے ادا ہونگے اور نہین تو نہین اور جملہ حقوق یارانہ سے یہ بھی ہے
کہ ساکت ہووے یار کے عیبون سے حاضر و غائب مین بلکہ تغافل و تجاہل کرے اور رد و کد نکرے اوس چیز مین کہ کہے
اور کرے یار اور اگر اوسکو راہ مین دیکھے یا کسی کام مین پاوے تو نپوچھے کہ کہان تھا تو اور کیا کرتا تھا تو شاید کہ وہ اپنی جگہ
گیا ہو یا ایسے کام مین ہووے کہ اوسکے ظاہر کرنیسے حجاب کرتا ہو بسبب اوسکے دوزخ مین نہ پڑے یعنے جھوٹھ بولکر اور اوس
بات کو کہ ساتھ اوسکے مخصوص کیا ہے کسی اور سے نکہے اور بھید اوسکے ظاہر نکرے اگرچہ بعد القطع وجدائیکے ہو کہ یہ علامت
بد باطنی کی ہے اور ظاہر کرنے عیب دوستون اور اہل و اولاد اوسکی سے کہ جسمین ایذا اوسکو ہو دور ہے کہ حضرت رسالتپناہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے عیب کسیکا اوسکے منہ پر نہین کہا آیا ہے کہ ایک شخص زعفرانی کپڑے پہنے ہوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے روبرو آیا بعد اوسکے جانیکے فرمایا کہ اسکے تئین کہدینا کہ اگر یہ رنگ کپڑے سے دور کرے تو بہتر ہے اور اگر کسی سے عیب یار کا
سنا ہووے تو اوسکے منہ پر آنکر نہ کہے کہ حقیقت مین آپ عیب کرتا ہے اوسکو اور یہ روش اکثر اہل حسد و نفاق کی ہے اور اگر
کسی سے تعریف اوسکی سنے تو اوس سے کہدے کہ چھپانا اوسکا قبیلہ حسد کے سے ہے اور اوسکی تعریف مین زیادتی نکرے
تصنع سے کہ مبالغہ شایبہ جھوٹھ کے ہو یا موجب عجب یا تکبر اوسکا ہو حاصل یہ کہ جو کچھ کہ اوسکو ناگوار ہو اوس سے خاموش رہے

لیے یعنے نین سے بھائی چارہ سے اور رسطے بھائی کو دنیا مین سے بھی زیادہ ثواب رکھو ۱۲ شیعیک جہاز علی نازمین سکتے این ۱۲ سے یعنے اسلیے کہ شاید وہ اظہار کرے اور یہ بدنام ہو ۱۲ منہ

مگر اوس چیز مین کہ متعلق ساتھ امر معروف اور نہی منکر کے ہو اور سکوت کرنا نہین اوس سے اجازت نہو کیونکہ سکوت بیان اپنی نفرت کے
اوسکو اور کراہت اوسکی حقیقت مین احسان ہے اوسکے حق مین اگرچہ ظاہر مین بری معلوم ہو اور امر و نہی مین بھی طریقہ
حلم و مہربانی کا جاری رکھے اور طریقہ بیچ باز رکھنے نفس کے خطا پکڑنے اور عیب کرنے یارونکے یہ ہے کہ اپنے مین نگاہ
کرے کہ کچھ عیب یا نقصان پاتا ہے یا نہین تو پانا تو محال ہے حضرت یوسف علیہ السلام کا قول اللہ تعالی نقل فرماتا ہے
وَمَا اُبَرِّیُٔ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ یعنے پاک نہین کرتا ہون مین اپنے نفس کو یعنے نہین کہتا ہون کہ
نفس میرا میل کرنیسے طرف آرزو ونکے پاک ہے تحقیق نفس البتہ حکم کرنیوالا ہے برائی کا پس جبکہ تو عیب پاک نہوا سے
نقصانسے تو معذور رکھ اپنے بھائی مسلمان کو اور خیال کر کہ جیسا کہ تو بیچ دفع کرنے اس خصلت کے عاجز ہے ویسا ہی
عاجز ہے اور جیسے کہ تو حق تعالی کے حقوق مین تقصیر کرتا رہتا ہے اگر وہ تیرے حق مین قصور کرے تو کیا ہوا اور ڈھانکنا
برائی کا صفات خدا وندی سے ہے اسلیے دعا مین واقع ہوا ہے یَا مَنْ اَظْہَرَ الْجَمِیْلَ وَسَتَرَ الْقَبِیْحَ یعنے اے وہ ذات
پاک کہ ظاہر کیا خوبی کو اور چھپایا برائی کو اور منجملہ ظاہر کرنے خوبی کے اور چھپانے برائی کے یہ ہے کہ حضرت خداوند سبحانہ
و تعالی نے صورت ظاہر تیری کو ایسا خوب و زیبا پیدا کیا ہے اور جو کچھ برا ہے اوسکو تیرے پیٹ مین پوشیدہ رکھتا ہے یعنے
پاخانہ و پیشاب محبوب ترین بندونکا نزدیک خدا تعالے کے وہ شخص ہے کہ متخلق ہو ساتھ اخلاق اوسکے کے یعنے اپنے مین
اوسکی صفتین مثل عفو وغیرہ کے حاصل کرے اور جیسے کہ حضرت جل و علا اپنے بندون اور مخلوق کا عیب چھپاتا ہے اور گناہونکو
عفو کرتا ہے اگر تو اپنے برابر سے یا بہتر سے یہ معاملہ کریگا تو کیا ہوگا اور یہ بھی ہے کہ طلب کرنا ایسے مصاحب کا کہ پاک ہو سب
عیبونسے طلب کرنا محال کا ہے اور دور کرنا اوسکے عیب کا موجب ترک مصاحبت کا ہے اسلیے کہ کوئی ایسا نہین ہے کہ بعضی
صفتین اوسمین نیک اور بعضی صفتین بری نہون نہایت کار یہ ہے کہ نیکیان اسکی غالب ہون برائیونپر اور یہ چاہتا کہ
اوسمین کوئی برائی نہو مشکل ہے پس نظر مسلمان منصف کی ہمیشہ نیکیونپر ہے اور یہ باعث محبت ہے اور نظر منافق
اور بے انصافونکی ہمیشہ عیب پر ہے جیسے کہ کہا ہے کسی شاعر نے ؎ وَعَیْنُ الرِّضَا عَنْ کُلِّ عَیْبٍ کَلِیْلَۃٌ ۔ وَلٰکِنَّ
عَیْنَ السُّخْطِ تُبْدِیْ الْمَسَاوِیَا یعنے آنکھ رضا کی ہر عیب سے تھکی ہوئی ہے ولیکن آنکھ غضب کی ظاہر کرتی ہے
برائیونکو یعنے آدمی جس سے راضی ہوتا ہے اوسکا عیب نہین دیکھتا اور جسپر غصہ ہوتا ہے اوسکی برائیان ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر
نکالتا ہے ؎ نہ بیند مردم بدبین مگر بد ۔ ابن مبارک نے فرمایا ہے کہ مومن ہمیشہ بیچ طلب عذر کے ہے اور منافق ہمیشہ بیچ
تجسس کرنے عیب کے ہے اور فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جوانمردی یہ ہے کہ اوپر لغزش بھائیون کے
خطا نہ پکڑے تو اور حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالی سے پناہ پکڑو برے ہمسایہ سے کہ جب بھلائی دیکھے ڈھانکے
اور جب برائی پاوے مشہور کرے اور جیسا کہ واجب ہے کہ زبان برائیون یار کے سے روکے اسیطرح لازم ہے کہ دل سے بھی
سکوت کرے اور سکوت دل کا یہ ہے کہ گمان بد نہ لیجاوے کہ گمان بد غیبت دل کی ہے پس اوسکے فعل کو جہانتک کہ ہوسکے بھلائی

تحمل کرے اور اگر یقین تجکو ہو ساتھ دیکھنے عیب اسکیکے تو حمل اوپر سہو اور نسیان کے کرے تو اوسے سمجھ کہ ممکن ہو اور اگر ممکن نہو
تو معذور رکھے تو بیان کہ منشا گمان بد کا یا تو ساتھ تفرس کے ہے یعنے ساتھ پائے جانے قرینہ اور علامتونکے کہ انسے بیچ اشتباہ
حقیقت اوسکے دل مین پہنچی ہے جیسیکہ ایک شخص کو دیکھے تو کہ ہمیشہ درپے طلب کرنے صدر و بالانشینی کے ہوتا ہے
اور اگر کوئی اوسکو منع کرتا ہے تو لڑتا ہے اور تمام اوقات اوسکی ساتھ ذکر کرنے اس بات کے اور طلب کرنے اسباب
اسکیکے گذرتی ہے بے اختیار گمان ہوتا ہے کہ یہ متکبر ہے اور دفع اس گمان کا ساتھ تکلف کے ممکن نہین ہے اور
جبتک ہو سکے قصور نکرے اس گمانکے دفع کرنے مین اور ایک قسم ہے کہ منشا اوسکا بداعتقادی ہے اور یہ ممنوع اور
بُری ہے ہر مسلمان کے حق مین مصاحب ہو یا غیر مصاحب حدیث مین آیا ہے کہ حرام ہے مومن پر کہ گمان بد کرے اپنے
بھائی مسلمان پر اور یہ بھی فرمایا ہے کہ دور رکھو اپنے تئین گمان بد سے کہ وہ ایک قسم ہے جھوٹ کی اور جو کوئی کہ بداعتقاد
ہے جو فعل کہ کسی سے دیکھتا ہے اگرچہ دو وجہ رکھتا ہو البتہ اوسکے تئین بُری ہی وجہ پر حمل کرتا ہے ؏ بدگمان باشد
ہمیشہ زشت کار ؛ نامۂ خود خواند اندر حق یار ؛ اور باعث بدگوئی اور عیب جوئی پر اکثر حسد ہے کہ حاسد کی نظر مین سوا
برائیونکے کچھ نہین نظر آتا اور اگر نیکی دیکھے تو مرجاتا ہے اور بعضونکو باعث بدگوئی اور عیب جوئی کا یہ ہوتا ہے کہ اگر مین اظہار
اعتقاد کا کرون تو مبادا مجکو برا جانین اور کم اوس سے دیکھین یعنے ایک شخص اسکے نزدیک واقع مین اچھا ہوتا ہے
لیکن لحاظ لوگونکے اسکی بھلائی نہین کہتا بلکہ بُرا کہتا ہے اور درپے عیب جوئی کے رہتا ہے اور یہ بیچ معنی اختیار نار
کے ہے بسبب عار کے سبب سے آگ دوزخ کو اختیار کرتا ہے کمال نادان ہے اور بعضونکی اصل خلقت سے بداعتقادی
و بدباطنی پیدا ہوتی ہے اور اسکی کچھ دوا نہین اور سینہ حاسد کا ہمیشہ کینہ اور عداوت سے بھرا رہتا ہے جبتلک کہ مجال کلام
کی نہین پاتا ہے پوشیدہ ہے یعنے کینہ و عداوت اور علامت اوسکی یہ ہے کہ وقت فرصت مین یعنے جہان مجال کلام کی پائی
اوسکے ظاہر کرنے سے درگذر نہین کرتا ہے حاصل یہ کہ بیچ عفو کرنے قصور لوگونکے قصور نکرے اور جس مجلس مین کہ بیٹھے جو کچھ
سنا ہو نہ سنا جانے کہ یہ بھی امانت ہے لکھا ہے علمانے صُدُوْرُ الْاَبْرَارِ قُبُوْرُ الْاَسْرَارِ یعنے سینہ نیکونکے قبرین ہین بھیدونکی
کی یعنے جیسے مُردے قبرون مین پوشیدہ ہین کہ کوئی اُنکے حال سے واقف نہین ویسی ہی بھیدونکا حال ہے انکے سینونمین
اور بعضون نے لکھا ہے کہ دل احمق کا منہ مین ہے اور زبان عاقل کی دلمین یعنے احمق کے دلمین جو کچھ آتا ہے جھٹ پٹ
کہہ بیٹھتا ہے اور عقلمند اپنے دل ہی مین رکھتا ہے اور بعضے اگلے بزرگون نے کہا ہے کہ جب چاہے تو کسی سے دوستی کرنی
تو اول غصہ اوسپر کر بعد اوسکے کسیکو اوسکے پاس بھیج کہ اوس سے تیرا حال پوچھے پس اگر اچھا کہا اوسنے یا ساکت رہا تو
لائق دوستی کے ہے والا نہ دور رہ اوس سے اور چاہیے کہ ہر حال مین ثابت رہے ان امور پر کہ مذکور ہوے اور بیچ
غضب اور رضا اور طمع اور خواہش نفسانی کے متغیر نہو کہ یہ صفت بدبختونکی ہے اور چاہیے کہ جو کچھ کہیں دوستی و صلح
اور مناقشہ نکرے تو الگ ہو جائے تو کہ یہ بہت بڑا اسباب ہے واسطے کینہ کے اور موجب انقطاع اور بغض کا ہے او یہ مشکل ہے

یہ جو بداعتقادی اسکا ازالہ یہ ہو کہ جو بات کسی کی دیکھکر برائی ہی پر حمل کرتا ہے ۱۲ بعد اوسکے ترک مطلب و دو بارہ فلانے شرع ہو اور اگر فلانے شرع ہو تو دفع اوسکا جائز ہے چنانچہ حکایات حضرت شیخ کی بھی اگلے صفحہ [illegible]

اوپر تکبر اور ایذا اور برا کہنے اور حقیر جاننے اور جاہل اور احمق کہنے کے اور یہ سب باعث عداوت و دشمنی کے ہین پس
برا جاننا اور دوستی کرنی جمع نہین ہولی اور کیونکر جمع ہوں کہ انمین منافات کلی ہے لکھا ہے علما نے کہ جب کسی یار کو کہو
تو اٹھ پس وہ کہے کہان چلنے کے لیے اٹھون تو وہ لائق دوستی کے نہین ہے ابو سلیمان رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ میرا
ایک یار تھا جب اوس سے مال مانگتا تھا مین تو تھیلی مال کی میرے آگے رکھ دیتا تھا اگرچہ زاد وسنے کہا کہ اسقدر دونین اوس
وسنے صلاوۃ دوستی کی کہ رکھتا تھا مین نزدیک یہ تمام حقوق یارانہ کے اوس قبیل سے تھے کہ متعلق ساتھ سکوت کے ہین
اور بعضے حقوق یارانہ کے وہ ہین کہ متعلق ہین ساتھ کلام کرنیکے اسلیے کہ جیسے کہ بھائی چار اتقاضا کرتا ہے سکوت کرنیکو
عیبون سے ایسا ہی تقاضا کرتا ہے بھلائیونکے بیان کرنیکو اسلیے کہ جو کوئی کہ ہمیشہ سکوت مین ہوتا ہے بیچ حکم مردیکے ہے اور
غرض سکوت سے بچنا ایذا الرسانی کا باعث سے ہے اور غرض بھائی چارہ سے مراد دور کرنا ایذا ہی کا نہین ہے بلکہ
پہونچانا منفعت کا بھی ہے پس جو کچھ کہ متعلق ہے ساتھ خبر گیری احوال کے اور دریافت کرنے دلکے اوس سے سکوت نکرے
کہ سکوت یہان بمنزلہ کلام کرنے تیر کے ہے اور یہ بھی ہے کہ یہ باعث زیادتی محبت کا ہے حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی دوست
رکھے تم مین سے اپنے بھائی کو پس چاہیے کہ اوسکو خبر کر دیوے اسلیے کہ محبت طبعی ہے پس خبر دینا محبت کا باعث زیادتی
محبت کا ہوگا اور اسی قبیلہ سے ہے یہ کہ اوسکو بلانا غائبانہ اور سامنے ساتھ اچھے نام کے ذکر کرے کہ وہ اوس نام کو دوست
رکھتا ہو امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ تین چیزین باعث زیادتی محبت کی ہین سلام علیک اول کرنی اور
مجلس مین جگہ دینی اور اوسکو ساتھ بہترین ناموں کے ذکر کرنا اور اسی قبیلہ سے یہ ہے کہ تعریف کرو تو اوسکی اون خوبیونکی کہ جانتا ہو تو
خصوصا اوس شخص کے آگے کہ دوست رکھتا ہے وہ کہ اوسکے آگے اوسکی تعریف کیجاوے کہ یہ بڑا سبب ہے زیادتی محبت کا اور ایسی
تعریف کرنی اوسکی اہل و اولاد کی اور اوسکی صفت کی اور اوسکے فعل و خلق کی اور اوسکی ہیات اور لکھنے اور شعر اور
تصنیف کرنیکی اور اور تمام اون چیزونکی کہ خوش ہووے وہ تعریف کرنے اونکے سے و لیکن چاہیے کہ اسجگہ آمیزش ریا
اور جھوٹ کی نہو بلکہ جو کچھ کہ لائق تعریف کرنیکے ہو تعریف کرے ف مراد تعریف کرنیسے تعریف کرنی غائبانہ ہے اسلیے کہ سامنے
تعریف کرنی منع ہے آیا ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسیکی تعریف کی اوسکے منہ پر حضرت نے
فرمایا وای تجھکو کاٹی تو نے گردن بھائی اپنے کی تین بار فرمایا یہ انتہے اور یہ منع اسلیے ہے کہ باعث عجب و تکبر کا ہوتا ہے
اور فتاوی عالمگیری مین لکھا ہے کہ تعریف کرنی آدمی کی تین طرح پر ہے ایک تو یہ ہے کہ تعریف کرے اوسکی اوسکے منہ پر
یہ قسم تو وہ ہے کہ منع کیا گیا ہے اوس سے اور دوسری یہ ہے کہ تعریف کرے اوسکی غائبانہ لیکن جانتا ہے کہ خبر
تعریف کی اوسکو پہونچے گی پس یہ بھی ممنوع ہے اور تیسری یہ ہے کہ تعریف کرے اوسکی غائبانہ اس حال مین کہ پروا ہو
اوسکے پہونچنے نپہونچنے کی اور تعریف کرے اوسکے ساتھ اوس چیز کی کہ اوسمین ہے پس اس تعریف کا مضائقہ نہین انتہے
پس مراد حضرت شیخ کی تعریف کرنیسے تعریف کرنی تیسری قسم کی ہے اگرچہ وہ سن لے اور خوش ہو لیکن اسکو وقت تعریف کرنیکے

یہ خیال نہو واللہ اعلم بالصواب اور اسی قبیلہ سے ہے یہ کہ جس کسی سے غیبت اور مذمت اوسکی سنے صریحاً یا اشارۃً حمایت
اور رعایت اوسکی کرے حق یاریکا بجا لاوے کہ سکوت یہان شیوہ محبت سے دور ہے اور اگر خوف شر و فساد کا ہو تو خاموش
ہے تو ولیکن چاہیے کہ راضی نہو دیتو اور اگر اوس مجلس سے باہر نکلسکے تو بہتر ہے حاصل یہ کہ یار کو ہمیشہ پیش نظر رکھے تو
بلکہ اوسکو مثل اپنے جانے اور مدار تمام حقوق آداب کا اسی پر ہے حدیث مین آیا ہے کہ تمام نہین ہوتا ایمان ایک کا
تم مین سے جبتک کہ دوست نرکھے اپنے بھائی مسلمان کے لیے اوس چیز کو کہ دوست رکھتا ہے اپنے لیے
اور اسی قبیلہ سے ہے نصیحت کرنی اوس چیز مین کہ متعلق ہے اسکے دین کے اور نافع ہے امور دنیا مین کہ احتیاج اچھی
بات سیکھنے کی زیادہ ہے احتیاج مال سے اور طریقہ نصیحت کا یہ ہے کہ آگاہ کریتو اوسکو اوپر فوائد عقل کے اور آفتون
اوسکے اور عقل کی آفتونسے ڈراویتو اور اوسکے فائدونپر مطلع کریتو تاکہ وہ متنبہ ہووے اور نصیحت یہ ہے کہ خلوت مین کریتو
کہ جہان کوئی اور نہو کہ اوسکے عیب پر مطلع ہو اور برملا کہے تو اور لوگونپر ظاہر نکریتو کہ فضیحت کرنی ہے نہ نصیحت اور
ایسا ہی طریقہ تھا اگلے علما کا کتاب وعظ اخوان مین لکھا ہے کہ ایک بزرگ سے لوگون نے کہا کہ آیا دوست رکھتے ہو تم
اوسکو کہ خبر کرے تمہارے عیبونکی کہا اونہون نے کہ ہان اگر محض واسطے خدا کے کرے کہا لوگون نے کہ وہ کیونکر ہے
کہا کہ نصیحت کرے تنہا نہ فضیحت کرے برملا اور فرق درمیان توبیخ اور نصیحت کرنیکے ساتھ اظہار اور پوشیدہ کرنیکی
ہے یعنے اگر ظاہر کیا سمجھانیکو تو توبیخ کہین گے اور اگر پوشیدہ کیا نصیحت کہین گے جیسے کہ فرق درمیان مدارات
اور مداہنت کے ساتھ غرض کے ہے کہ باعث ہے تغافل پر اگر غرض چشم پوشی اور تغافل سے اصلاح دین اپنے کی
اور اصلاح دین بھائی مسلمان کی ہے تو وہ مدارات ہے اور شیوہ دین دارون کا اور اگر باعث اوسپر حظ
نفس اور حاصل کرنا خواہشون نفس کا ہے تو وہ مداہنت ہے اور چھوڑنا نصیحت سے بسبب محض حمق اور
جہالت کے ہے مثال اسکی یہ ہے کہ کوئی شخص کسیکو خبر دے کہ تیرے کپڑے مین بچھو اور سانپ چھپا ہے نکال ڈال کہ ایذا
پہونچاویگا اور وہ غصہ مین آجاوے تو شک نہین ہے اسمین کہ یہ محض اسکی حماقت سے ہے اور تمام بری خصلتین
برابر سانپ اور بچھو کے ہین کہ ارواح اور دلونکو کاٹینگی اور گور مین بصورت سانپ اور بچھو کے بنین گی اور اطلاع عیوب
پر ایک فائدہ ہے صحبت کے فائدونمین سے یعنے اچھی صحبت کا ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ اپنے عیبونپر آدمی مطلع ہوجاتا
ہے بسبب مطلع کرنے مصاحب نیک کے اور اگر یہ فائدہ صحبت مین حاصل نہوان تو گوشہ نشینی ہی بہتر ہے اور اسی سبب
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ یعنے مومن آئینہ مومن کا ہے یعنے جیسے آئینہ مین
عیب چہرہ کا معلوم ہوجاتا ہے ایسے ہی مسلمان کو چاہیے کہ مسلمان بھائیکو اوسکے عیب پر مطلع کردیوے لیکن آئینہ کی
طرح کہ کسی اور کو خبر نہو آیا ہے کہ جب سلمان فارسی صحابی امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عمر نے
اونسے پوچھا کہ آیا کوئی بات میری ایسی سنی ہے تونے کہ مکروہ رکھتا ہو اونہون نے کہا معاذاللہ پھر اصرار کیا حضرت عمر نے

اور کہا کہ ضرور کہو جو کچھ کہ سنا ہو تمنے سلمان نے کہا کہ سنا ہے مینے کہ دو جوڑے رکھتا ہے تو ایک دن پہنتا ہے اور ایک
رات مین اور کہا ہے کہ ... دو سالن ... یہ باتین مجھے ناگوار معلوم ہوئین اونہون نے کہا کچھ اور بھی
سنا ہے میرا سلمان نے کہا نہین اور یہ بھی آیا ہے کہ حذیفہ مرعشی نے یوسف بن اسباط کو لکھا کہ مینے سنا ہے
کہ تمنے اپنا دین دو کوڑیون کو بیچ ڈالا یعنے سنا ہے مینے کہ دودھ والی کے پاس گیا تو اور کہا کہ کتنے کو بیچتا ہے تو یہ دودھ
اوسنے کہا آٹھ کوڑیون کو تو نے کہا چھ کوڑی کو دے اور وہ تجھے پہچانتا تھا اوسنے چھ کوڑیون کو دیدیا یعنے دو کوڑی کی رعایت چاہی
گویا مانگتا ہوا لگا اور یہ نقصان ہے دین کا ہشیار ہو تا ہلاک نہو جئے تو اور نصیحت اوس عیب مین مفید ہے کہ وہ غافل ہو
اوس سے اور قدرت رکھتا ہو اوسکے چھوڑنے پر اور اوس عیب مین کہ طبعی ہو اور تابعدار نفس کا ہو نصیحت فائدہ نہین کرتی
یون اگر پوشیدہ رکھتا ہے تجھسے وہ عیب تو چاہیے کہ زبان پر نہ لائے تو اور تجاہل اور تغافل کرے تو اور اگر ظاہر کرے
نصیحت مین مبالغہ کرا ... اگر یقین ہو کہ ... نہین کرتا ہے نصیحت کرنا تو سکوت اولی ہے اور طریقہ صحابہ کرام کے آپس
مین ... تھے مذہب ابو الدردا اور حضرت عمر اور اور بعضے اصحاب رضی اللہ عنہم کا یہ تھا کہ جب یقین ہو کہ نصیحت اوسکو
فائدہ نہین کرتی ہے اور مصر گناہ پر ہے تو انقطاع اوس سے اولی ہے اسلیے کہ جب وہ رضا خدا مین نہوا تو تو اوسکی رضا
مین کیونکر ہوگا یعنے جب اوسنے اللہ تعالی کی رضامندی نکی تو تجکو بھی اوس سے راضی رہنا نچاہیے اور مذہب ابو الدردا
اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور بعضے صحابہ رضی اللہ عنہم کا برخلاف اسکے تھا وہ کہتے تھے کہ جب متغیر ہووے
حال تیرے بھائی کا تو ترک اوسکی مت کر شاید کہ اصلاح پذیر ہو اور اسی سبب سے کہا ہے علما نے کہ اوپر لغزش قدم عالم
کے ... ہیں کہ وہ بھی ترک کر دیگا اور حکایتین بزرگون کی اس باب مین بہت ہین حاصل یہ ہے کہ طریق اول اہم
... ہے اور طریقہ دوسرا احمر بانی کا یہ تمام بیچ اون امور کے ہے کہ متعلق ہے ساتھ آراستگی دین یا دنیا بھائی
کے ... جو کچھ کہ متعلق ہے ساتھ تقصیر کرنے اوسکے تیرے حق مین تو واجب اوسمین تحمل اور عفو اور تغافل
... ہی ہے لیکن اگر ایسی تقصیر ہو کہ ہمیشگی اسکی باعث انقطاع کی ہو تو اوسکا ظاہر کر دینا بہتر ہے اور اولی
یہ ہے کہ کنایۃ یا رقعہ لکھکر اطلاع کرے صریح و بالمشافہہ نکہے اور چاہیے کہ بہرحال غرض تیری یارانہ اور بھائی چارہ کو
نفع دیکر چلانا اور رعایت کرنی یا نفع لینا ہو باوجود اسکے کہ تیرے حق مین تقصیر واقع ہو ابو علی رباطی کہ اولیا مین سے
ہین کہتے ہین کہ مین چاہتا تھا کہ ساتھ عبد اللہ رازی کے کہ وہ بھی اولیا مین سے تھے یارانہ اور ارتباط پیدا کرون
اور وہ ارادہ سفر کا رکھتے تھے پس کہا عبد اللہ نے کہ اے ابو علی تو امیر بنے گا یا مین مینے کہا کہ تم ہی ہو کہا عبد اللہ نے
چاہیے کہ بہرحال تابع اور مطیع میرا رہے تو اور جو کچھ کہون وہی کرنا پس باہر نکلے ہم اتفاقا ایک رات مینہ برسا
عبد اللہ نے ایک چادر لی اور مجکو اور اسباب کو اسکے اندر لیلیا اور تمام شب میرے سر پر تانے ہوے کھڑے
رہے مینے کہا کہ تھوڑی دیر مجکو بھی دیجیے کہ خدمت کرون نہین کہا عبد اللہ نے کہ مینے نہ کہا تھا کہ میری طاعت

لازم رکھتا اور مجکو امیر اپنا جانتا یعنے یہ بھی اطاعت مین داخل ہے کہ جو کچھ مین کرون اوسکو پسند کرے اور پیرا تابعداری اقتضا میری سرداری کا بھی ہے کہ جو مین کرتا ہون اور جملہ حقوق برادرانہ سے یہ بھی ہے کہ دعا کرنی اسکے لیے حالت زندگانی اور موت مین لازم گنے تو اور جیسا کہ اپنے لیے اور اپنے اہل کے لیے دعا کرتے ہو ایسی ہی اپنے بھائی مسلمان کے لیے دعا کرتے ہو اور حقیقت مین دعا کرنی اسکے لیے رجوع بہتری طرف کرتی ہے یعنے نیکی بھی اوس سے فائدہ ہوتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی دعا کرتا ہے اپنے بھائی مسلمان کے لیے غائبانہ فرماتا ہے اللہ تعالی کہ اول تجھی سے ابتدا کرتا ہون یعنے اول تیری مراد برلاؤنگا پھر اوسکی اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ دعا مسلمان کی اپنے بھائی مسلمان کے لیے غائبانہ رد نہین کیجاتی ہے یعنے قبول ہوتی ہے اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دعا مرد مسلمان کی اپنے بھائی مسلمان کے لیے غائبانہ قبول کیجاتی ہے اور دعا کرنے والے کے سر کے پاس فرشتہ ہوتا ہے کہ وہ متعین ہے دعا پر جب یہ دعا کرتا ہے اپنے بھائی کے لیے بھلائی کی کہتا ہے وہ فرشتہ کہ متعین ہے آمین ولک بمثل یعنے یا اللہ قبول کر اور تیرے لیے بھی مثل اسکے ہو یعنے وہ فرشتہ دعا کرتا ہے اسکی طرف سے ثواب کر کے کہتا ہے اور ایک روایت مین آیا ہے دو مثل اوسکے ہو یہ حدیث صحیح مسلم مین ہے حاصل یہ کہ فرشتہ اسکے لیے دعا کرتا ہے پس دیکھا چاہیے کہ کیا فضیلت ہے کسیکے لیے غائبانہ دعا کرنیکی کہ فرشتہ اسکے لیے دعا کرتا ہے ابو درداء صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین دعا کرتا ہون اپنے سجدے مین ستر آدمیونکے لیے اپنے یارون مین سے نام بنام اور بعضے سلف سے منقول ہے کہ دعا کرنی مُردونکے لیے مانند تحفہ کے ہے زندونکے لیے اور جو کوئی دعا کرتا ہے مُردے کے لیے فرشتے اون دعاؤنکے طباقون پر رکھکر آگے میت کے لیجاتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ تحفہ ہے تیرے لیے تیرے بھائی کی طرف سے پس خوش ہوتا ہے وہ میت جیسا کہ خوش ہوتا ہے زندہ تحفہ سے اور جملہ حقوق یارانہ سے یہ بھی ہے کہ ساتھ یار کے اور اخلاص رکھے تو اور معنی وفا کے یہ ہین کہ ہمیشہ محبت پر ثابت رہے اور بعد اسکے مرنیکے اسکے لیے دعاء خیر کرتے رہو اور اولاد و متعلقون اسکے احسان کرتے رہو کہ محبت واسطے آخرت کے ہے پس اگر پہلے موت کے منقطع ہوجاوے تو بیفائدہ ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک بڑھیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی حضرت نے توقیر و خاطرداری اوسکی کی اور احوال پرسی کی صحابہ نے پوچھا کہ یہ کون ہے یارسول اللہ فرمایا کہ خدیجہ کے دنون مین یعنے جب وہ زندہ تھین تو یہ آتی تھی پس اچھی معلوم ہوتی ہے یہ مجکو کہ خدیجہ کو یاد دلاتی ہے اور اور حدیث مین آیا ہے کہ عہد ایمان سے ہے اور جملہ وفا سے ہے رعایت کرنی متعلقان دوست کے کہ یہ دوست کے نزدیک پسندیدہ تر ہوتی ہے بہ نسبت رعایت کرنے اسکے اور کمال محبت و اتحاد کا یہ ہے کہ محبت محبوب سے گذر کر پہونچے اوس تک کہ متعلق ہو اوسکا تا آنکہ کتا اوسکا تیرے نزدیک ممتاز ہو اور کتون سے اور اسیلیے کہا ہے علمانے کہ ثمرہ محبت حق کا یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھین اسلیے کہ ہوسکتا ہے کہ محبت خدا تعالی کی بسبب انعام و احسان اوسکے ہو اور یہ آمیزش رکھتی ہے ساتھ غرض کے لیکن محبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو

لیے کسی کے ساتھ محبت رکھتا ہو تو چاہیے اوسکا اور رعایت کرنی اوسکی شاخ ہے ایمان کی ۱۲ منہ

اس سبب سے کہ محبوب حق کے ہین ثمرہ صدق محبت کا ہے ساتھ حق کے اور ثمرہ محبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے
کہ محبت رکھین اونکے آل کی آور جملۂ وفا سے یہ ہے کہ کسی امر مین امور دینی اور دنیوی سے درمیان آپسکے حسد
نہو کہ فائدہ دوست کا عین فائدہ اسکا ہے آور جملۂ وفا سے یہ ہے کہ متغیر نہو لطف و تواضع اسکا ساتھ بھائیکے اگرچہ
نہایت جاہ و مرتبہ کو پہونچے ہرچند کہ یہ نہایت مشکل ہے بعضے حکمانے کہا ہے کہ جب بھائی تیرا حکومت و مرتبہ پاوے
اگر آدھی محبت بھی باقی رہے اوسکی تیرے ساتھ تو وہ پوری ہی ہے یعنے اسلیے کہ اس صورت مین اسقدر رعایت کرنی
بھی غنیمت ہے مرتبہ کو پہونچکر محبت پہلی سے تو کہان باقی رہتی ہے لیکن چاہیے کہ خلاف شرع چیز دینی موافقت دوست
کی نکرے کہ یہ وفا سے نہین ہے بلکہ وفا اسکے ترک ہی مین ہے آور جملۂ وفا سے یہ ہے کہ بعد از مفارقت دوست کے بہت
غمگین رہے تو اور اوسکی یاد مین رہے اور ایکبارگی فراموش نکرے کہ یہ شیوہ منافقونکا ہے آور جملۂ وفا سے یہ ہے کہ بات
صاحب غرض کی اوسکے حق مین نسنے خصوصًا اوس شخص کی کہ اپنے کو لباس دوستی مین ظاہر کرکے کہی ہو اسکی بات ہرگز
قبول نکرنا آور جملۂ وفا سے یہ ہے کہ دوست کے بدخواہون سے یارانہ نرکھے تو آور جملۂ وفا سے یہ ہے کہ دوست کی جفا پر
صابر رہے آور کہ ہمیشگی محبت کی بدون اسکے مشکل ہے اسلیے کہ صاحب محبت غرض کی ہمیشگی نہین رکھتی آور جملۂ حقوق
یارانہ سے یہ ہے کہ تکلف یارونکے درمیان نہو اور تکلف مین سے ہے کہ ایسی چیز کا بوجھ اوسپر رکھے کہ اوسپر گران
ہووے قسم حاجت یا ہم سے بلکہ قصد یاری سے یہ ہو کہ تو بوجھ اوسکا اوٹھاوے اور بخدمت کرے تو آور جملۂ تکلف سے یہ ہے
مقید ہونا تواضع کا اور انتظار کرنا تعظیم کا دوست سے یعنے متوقع اور منتظر رہنا تواضع و تعظیم کا اسکی جانب سے کہ یہ
طریق محبت سے دور ہے آور جملۂ تکلف سے ہے کہ دوست سے شرم رکھے تو اون چیزونمین کہ تجھکو خوش آوین قسم
کھانے اور سونے اور بیٹھنے اور اوٹھنے اور تمام امور سے کہ یہ طریق اتحاد سے دور ہے اور حکایات سلف کی اس
مقدمہ مین بہت ہین اور تکلف سبب انقطاع محبت کا ہے اور تکلف کرنیوالے سے ہمیشگی محبت کی متصور نہین اور بےتکلفی
سے ہے یہ کہ محب پر بسبب ترک کرنے نوافل عبادت کے اعتراض نکرے بعضے صوفی شرط کرتے تھے چار چیزونکی بعد اسکے
دوستی کرتے تھے اول یہ کہ اگر یار تمام سال یعنے سواے رمضان مبارک کے افطار کرے تو نکہے کہ روزہ رکھو آور اگر
تمام سال یعنے سواے عیدین اور ایام تشریق کے روزہ رکھے تو نکہے کہ افطار کر آور اگر تمام شب سووے یعنے بعد نماز
عشا کے تو نکہے کہ اوٹھو آور اگر تمام شب نماز پڑہتا رہے تو نکہے کہ سو رہو اور محبت تمام حالتونمین یکسان رہے بعضے
صحابہ نے فرمایا ہے کہ خدا تعالی لعنت کرتا ہے تکلف کرنیوالونکو اور اہل تکلف اکثر ریاکار ہوتے ہین آور کہا ہے علما
نے کہ ظاہر کرنا زہد و ورع کا آگے بھائیونکے ریا نہین ہے کہ یہان اتحاد ہے یعنے جہان اتحاد و بےتکلفی ہوتی ہے
تو وہان بیان کرنے اپنے افعال سے نمود نہین منظور ہوتی بلکہ مقصود بیان واقع اور رغبت دلانا دوست کا
ہوتا ہے اور تفصیل بیان کرنے حقوق یارانہ کی اور آداب محبت کی دشوار ہے اور مجمل یہ ہے کہ تمام حالتونمین

تمام اعضا اور حواس مشغول بیچ خدمت دوست کے رکھے اور ظاہر و باطن مین مخلص اور محب رہے جسکو
حق تعالی نے ازل سے مودب و مہذب پیدا کیا ہے بے تکلف اوس سے تمام آداب سرزد ہوتے ہین اور جسکو کہ اصل مین
بدخلق پیدا کیا ہے ہرچند تکلف کرتا ہے آداب اسپر نہین ہوتے تھوڑیسی دیر بواسطہ ریا اور ریا کے بتکلف اپنے تئین نگاہ
رکھتا ہے پھر اسیوقت مقتضاے طبیعت پر چلنے لگتا ہے واللہ الموفق والمعین فصل چوتھی بیچ بعضے آداب نشست
اور برخاست کے ساتھ اقسام خلق کے منتخب و چیدہ کلام حکماسے جاننا چاہیے کہ سب کامونمین توسط یعنے میانہ روی
محمود ہے اور کمی زیادتی دونون بری ہین با وقار رہ بغیر تکبر کے تواضع کر بدون ذلت کے مجمع پر کم اترہ یعنے جو مجمع کہ
گناہ و بیفائدہ ہون جیسے میلے تماشیکے مجمع یا بازارونکے مجمع اور جو مجمع کہ باعث ثواب ہین مانند مجمع درس و وعظ کے
وہانکے ٹھہرنیکی بڑی فضیلت و بہت ثواب آیا ہے جب مجلس مین بیٹھے ہر طرف نہ دیکھے یعنے اسمین ایک بے تمیزی اور
بھوچکاپن ہے اور دو زانو بیٹھ اور جبتک ہوسکے رو بقبلہ بیٹھ کلام بہت مت کر اور بالکل خاموش بھی مت رہ انگلیان
مت چٹخا داڑھی اور انگوٹھی سے نہ کھیل تنکے سے نہ تو دانتونمین خلال کر یعنے سامنے لوگونکے کہ وہ دیکھکر گھن کھاوینگے
ناک مین انگلی نکر بہت کھانس نہین اور تھوک نہین اور کبھی منہ پر سے نہ اور جماہی سامنے لوگونکے نہ لے اور پیشانگڑائی
نہ لیتا رہ اور پہر و ہتہ تکیہ نہ لگا اور پانو دراز نکر اور کلام مقفا اور مسجع مت کر کہ علامت نمودیون اور متکبرونکی ہے اور کلام
ساتھ ترتیب و اطمینان کے کر جو کوئی بات کرے کان رکھ یعنے اوسکو اچھی طرح سن تعجب بہت نکر یعنے اسلیے کہ
یہ بے تمیزی ہے اور لوگ گھبراتے ہین اس سے اور مطلب باتکے دوہرانیکی نکر ہنسی کی باتون اور قصے کہانیونسے
خاموش رہ ساتھ بیٹھے اور شعر اور تصنیف اپنی کے اور ساتھ اوس چیز کے کہ مخصوص ہے ساتھ اپنے عجب نکر عجب کہتے ہین
پھولنے اور خوش ہونیکو آپنے تئین مانند عورتون کے آراستہ نکر اور مانند غلامونکے خوار بھی نرکھ جا تو نہین الحاح
یعنے مبالغہ نکر ظالم پر دلیر مت رہ اور اور کسیکو بھی ظلم پر دلیر نکر اپنی اہل و اولاد کو خصوصاً اجنبی کو مقدار مال پر مطلع نکر
اسلیے کہ اگر کم ہے تو اہانت کرینگے اور اگر بہت ہے تو ناراض ہونگے یعنے از راہ حسد کے سختی بہت نکر اور نرمی بھی
حد سے زیادہ نکر لونڈی اور غلام سے ٹھٹھا نکر کہ وقار تیرا جاتا رہیگا جلدی نکر یعنے امور مین جو کچھ کہے سو سمجھکر کہہ دشمنی مین
با وقار رہ اشارت ہاتھ سے بہت نکر یعنے جیسے عادت ہے بعضے بے تمیزونکی کہ ہاتھ نچا نچا کر بات کرتے ہین بادشاہونکے
نزدیک نہو اور اگر ہو تو بھی ہوشیار رہ انکے قرب پر مغرور رہنو انکے انقلاب یعنے الٹ پلٹ کر ڈالنے سے ڈرتا رہ
اور مخالف انکے نکہہ اور انکے اہل و اولاد کی بات مین دخل نہ دے اور کسیکی اولاد کو اسکے سامنے برا نکہہ کہ کسیکو اہانت
اپنی اولاد کی خوش نہین آتی ہے اور اگرچہ وہ آپ بھی کہے تو تو موافقت اوسکی نکر اور دوستی نعمت کیلیے دور رہ اور
مال کو بہتر آبرو سے نکہہ یعنے جیسی عادت ہوتی ہے طامعونکی کہ آبرو کھو کر مال کماتے ہین اور جب مجلس مین آوے
پہلے السلام علیک کہے اور جہان کہ جگہ پاوے بیٹھ جا اور جسکے پاس بیٹھے خاص اوسی سے سلام علیک کرے

بلکہ بیٹھے کرسے پر یا سر راہ نہ بیٹھے اور اگر بیٹھے تو چاہیے کہ نظر کو بند کرے یعنے نامحرم کو نہ دیکھے اور مظلوم و ضعیف کی مدد کرے
اور راہ بھولے کو راہ بتلاوے اور سلام کا جواب دے سائل کو دے اچھی بات بتاوے اور بری بات سے منع کرے اور آداب
مصاحبوں سے یہ ہیں نکریں جانب قبلہ کے اور داہنی طرف تھوک نہیں بلکہ بائیں طرف یا پانو کے نیچے راہ میں اگر ہو اور
اور روا ترانہ چل اور آواز بلند نکر بادشاہوں کے ساتھ ہمنشین ہو اور اگر ہو تو غیبت نکر بیٹھے نہ کسی اور کی اوسکے
آگے اور نہ اوسکی اور کے آگے اور جھوٹ نہ بول اوسکے آگے اور بھید اوسکا ظاہر نکر ہر وقت اوسکے آگے حاجت نہ لیجا اور
زبان آراستہ کر اور بات ناشائستہ کہہ اور مذاکرہ بادشاہوں کے اخلاق کا کر اور خوش طبعی کم کر اور اونکے غصے سے پر حذر رہ
اعتماد اور پر دوستی دنیا داروں کے نکر اور اونسے بے تکلفی نکر اور بعد کھانیکے آگے اونکے خلال نکر رد و قدح انکا نکر اور اونکے
حرم سے ناموس میں خیانت نکر اور عوام کے ساتھ نہ بیٹھ اور اگر بیٹھے بھی تو اونکی باتوں میں شریک نہ ہو اور اونکی واہی باتوں پر
کان نہ رکھ اور انکی تنبیہ سے غافل نکر اور خوش طبعی بہت نکر کہ اوس سے آبرو جاتی رہتی ہے اور کینہ پیدا ہوتا ہے اور دوستی
جاتی رہتی ہے اور خوش طبعی ضعفا کو عیبدار کرتی ہے اور حکیم کو بے اعتبار اور دلکو مردہ کرتی ہے اور خدا سے
دور کرتی ہے اور غفلت پیدا کرتی ہے اور خواری ظاہر کرتی ہے اور جس مجلس میں کہ خوش طبعی اور لہو و لعب ہو
وقت اوٹھنے کے یہ دعا پڑھے تا کہ جو کچھ کہ اس مجلس میں سرزد ہوا ہو عفو ہو سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ
اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ف اس دعا کو کفارۃ المجلس کہتے ہیں ابوہریرہ رض روایت
کرتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی بیٹھے کسی مجلس میں اور بہت ہو وہاں لغو پس پڑھے پہلے اوٹھنے
کے یہ دعا تو بخشا جاتا ہے جو کچھ کہ ہوتا ہے اوس مجلس میں اور ایک روایت میں منقول ہے حضرت عائشہ رض سے کہ جب بیٹھتے
تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس میں یا نماز پڑھتے تو پڑھتے چند کلمات یعنے جو کہ آگے مذکور ہونگے پس پوچھا میں نے اون
کلمات کا فائدہ حضرت سے پس فرمایا حضرت نے کہ اگر بولے اور پڑھی جاوے بھلی بات یعنے ثواب کی چیز تو ہوتے ہیں
یہ کلمات چھاپ اسپر دن قیامت تک یعنے وہ بات محفوظ رہتی ہے محو و زوال سے اور اگر بری بات بولی جاتی ہے
تو ہوتے ہیں یہ کلمات کفارہ اسکا اور وہ کلمات یہ ہیں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ
وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ انتہے اس روایت میں لفظ اشہد ان کا نہیں ہے اور یہ دونو روایتیں مشکوۃ شریف میں ہیں

باب چودھواں بیچ حقوق مسلمان اور قرابت رحم اور ہمسایہ اور ملک یعنے بردہ وغیرہ کے جان کہ الانسان مدنی الطبع
ہے یعنے محتاج ہے بیچ حاصل کرنے اسباب زندگانی کے ساتھ اجتماع اور مخالطت کے ساتھ ہم جنس اپنے کے
پس ضرور ہے سیکھنا آداب اور حقوق مخالطت اور ہمسایگی کا اور ادب بقدر حق کے ہے یعنے جیسا حق ہوگا ویسا ہی
اوسکا ادب ہوگا اور حق بقدر رابطہ کے ہے اور عام ترین رابطوں کا رابطہ اسلام کا ہے کہ سب مسلمان شریک ہیں
اسمین بعد اسکے رابطہ معرفت کا بسبب تفاوت کے یعنے کسی سے رابطہ معرفت کا کم ہے اور کسی سے زیادہ پس نہیں ہے

حق اسکا کہ خبر اسکی لیتی رہے مانند حق اولاد کے کہ اسکو دیکھا ہے اور اسی طرح بعد اسکے رابطہ ہمسایگی اور
درجے اسکے بھی متفاوت ہیں پس بعضوں نے حق مصاحب سفر کا مانند حق مصاحب دوستی کے لکھا ہے اور اسیطرح
رابطہ ہمسایگی کا بقدر قرب کے مختلف ہوتا ہے اور بعد اسکے حق بھائی چارہ کا اور یاری کا ہے بعد اسکے حق یاری کا
موافق تفاوت کے ہے اور حق قرابت رحم کا موکد ہے مانند حق ماں باپ کا ہو کر اور سوائے بیان ہر ایک انکا تفصیل
سے کیا جاتا ہے دو فصلوں میں فصل پہلی بیچ حقوق مسلمان کے اور جامع اکثر حقوق کا بلکہ تمام حقوقوں کا
یہ ہے کہ مسلمانوں کو دوست رکھے جیسا کہ اپنے تئین دوست رکھتا ہے اور یہ کمال دینداری اور نہایت مسلمانی کا
ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ حکم مسلمانوں کا اتفاق میں مانند جسد کے ہے کہ اگر ایک عضو دردناک ہو تو تمام اعضا کو
قرار نہیں ہوتا یعنے اسیطرح مسلمانوں کو چاہیئے کہ دوسرے مسلمان کی ایذا دیکھکر بیقرار ہو جاویں اور تدبیر اسکے دفع کی کرے
شعر بنی آدم اعضای یکدیگرند * کہ در آفرینش ز یک جوہرند * چو عضوی بدرد آورد روزگار * دگر عضوہا را نماند قرار
اور جملہ حقوق مسلمان سے یہ ہے کہ کسی مسلمان کو تیرے ہاتھ و زبان سے ایذا نہ پہنچے حدیث شریف میں آیا ہے
کہ بھلائی کر مسلمانوں سے اور اگر بھلائی نکر سکے تو برائی تو نہ ہو کیونکہ یہ بھی جملہ نیکیوں سے ہے ایک صحابی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجکو کچھ تعلیم کیجیے کہ نفع کرے مجکو فرمایا کہ دور کر مسلمانوں کی
راہ میں سے اوس چیز کو کہ ایذا دے اونکو یعنے جیسے پتھر کنکر کہ آدمی یا جانور موذی وغیرہ ذلک اور ثواب بہت ہے واسطے دور کرنے
پتھر اور کانٹے اور نجاسات کا راہ میں سے اور ایذا مسلمانوں کی بے جہت شرعی بدترین اعمال کی ہے اور مراتب ایذا
کے متفاوت ہیں اور ادنی مرتبہ اسکا یہ ہے کہ مسلمان کیطرف اسطرح نظر کرے کہ وہ اوس نظر سے ایذا پاوے اور حدیث
شریف میں آیا ہے کہ روا نہیں ہے مسلمان کو کہ اشارت کرے طرف کسی مسلمان کے ساتھ ایسی نظر کے کہ اسکو ایذا دے
حاصل یہ کہ جو کچھ کہ ناگوار اور برا معلوم ہو اوسکو وہ ایذا ہے اور جملہ حقوق مسلمان کے سے یہ ہے کہ تواضع کرے ساتھ
ہر مسلمان کے اور تکبر نہ کرے کہ خدا تعالی شخص متکبر کو دوست نہیں رکھتا اور اگر دوسرا اوس پر تکبر کرے تو تحمل کرے اور
اگر بدلہ اسکا لے تو بھی جائز ہے ولیکن شعر بدی را بدی سہل باشد جزا * اگر مردی احسن الی من اساء اور بہترین
بدلہ اہل تکبر کا یہ ہے کہ انکی صحبت سے کنارہ کشی کرے نہ یہ کہ یہ بھی تکبر کرے اسلیئے کہ جس بات پر دوسرے کو عیب کرے
آپ وہ کام ہرگز نکرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت تواضع اور شفقت رکھتے تھے آیا ہے کہ ایکروز آپ ساتھ
جماعت صحابہ کے راہ میں چلے جاتے تھے کہ ناگہان ایک عورت سامنے آئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں
ایک حاجت رکھتی ہوں بیٹھیے فرمایا کہ جہاں چاہے تو بیٹھ جا کہ میں تابع تیرا ہوں پس بیٹھے آپ اور حاجت پوری کی
اوسکی ابو ہریرہ رض کہتے ہیں کہ ہرگز دست مبارک آنحضرت کا کسی نے نہ پکڑا کہ آپنے ہاتھ کھینچا ہو یہانتک کہ وہ کھینچتا
اور ہرگز کلام کسی سے نہ کیا مگر یہ کہ تمام منہ اپنا اسکی طرف پھیرتے تھے اور پھر اوسطرف سے منہ پھیرتے تھے مگر کہ تمام کر لیتا وہ

صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ حقوق مسلمان سے یہ ہے کہ سخن چینی نکرے اور بات کسیکی کسیکو نہ پہونچاوے اور اگر کوئی
مسلمان کے حق مین کچھ کہے تو نہ سنے اور جو کوئی کہ تیرا اورونکی تیرے پاس لاوے اسکے آگے کچھ نہ کہہ کہ خبر تیری بھی اورونکے
آگے لیجائیگا کہ آزمائی ہوئی ہے یہ بات بیت ہر کہ عیب دگران پیش تو آورد و شمرد ؛ لاجرم عیب تو پیش دگران خواہد برد
حدیث شریف مین آیا ہے کہ سخن چین بہشت مین نہین داخل ہوگا قتات سخن چین وہ ہے کہ دو شخصون مین عداوت
ہے یہ ایک کی بات دوسرے کو پہونچایا کرتا ہے تا عداوت بڑھے یا حاکم کے آگے چغلیان کھایا کرتا ہے تا وہ زیر و زبر کرے
اور اکثر فساد و فتنہ مسلمانون مین بسبب سخن چینی کے پیدا ہوتا ہے اور کار منافقون کا عہد ہمایون آنحضرت
کے مین یہی تھا اور ایک غرض اغراض انکی مین سے نفاق مین یہی تھی کہ خبرین مسلمانون کی کافرونکو پہونچایا کرین
اور فتنہ انگیزی کرین اور سخن چینی آدمی کو خوار اور بے اعتبار کر دیتی ہے اور قبول کرنے دلون سے دور ڈالتی ہے
یعنے لوگ اوس سے متنفر رہتے ہین نعوذ باللہ منہ اور جملہ حقوق مسلمان کیہ یہ ہے کہ جب کسی مسلمان سے لڑے تو زیادہ
تین روز سے بیزار نہو اور ترک ملاقات اوس سے نکرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ حلال نہین ہے مسلمان کو کہ ترک
ملاقات کرے اپنے بھائی مسلمان سے زیادہ تین روز سے اور جب ملین تو اچھا اونمین وہ ہے کہ پہل کرے سلام علیک کرنیمین
اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے جو کوئی کہ عفو کرے مسلمان سے عفو کریگا خدا تعالی اوس سے روز قیامت کے اور اگلے
انبیا علیہم الصلوۃ کے احوال مین آیا ہے کہ حق تعالی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ یہ تمام مرتبہ تمہارا کہ
بلند کیا ہے یعنے بسبب عفو کرنے تمہارے کے ہے بھائی مسلمانون سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین
کہ ہرگز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بسبب حق اپنے کے بدلہ نہ لیتے تھے مگر یہ کہ اسمین ہتک حرمت دین کی ہوتی اور طریق
عفو کا نہایت آداب بزرگون سے ہے اور نادان و کمینون سے ہرگز عفو نہین ظاہر ہوتا کہ عفو نہایت بزرگی اور نہایت
بردباری کی ہے ولیکن جاننا چاہیے کہ جو کچھ کہ مشہور ہے زیادہ تین روز سے رنج نرکھے یہ مطلق نہین ہے بلکہ اگر کوئی
شخص ایسا ہو کہ سلامتی دین و دنیا کی اسکی آشنائی کے ترک ہی کرنیمین ہو تو اگر زیادہ مدت مذکورہ سے بلکہ تمام عمر اوسکو
نہ دیکھے تو جائز ہے اور اسیطرح منقول ہے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سے اور بعضون نے اونمین سے ترک
کیا تھا یارانہ بعضون کا بسبب نیت کے کہ حاصل تھی اونکو اوسمین یعنے سلامتی دین کی ولیکن نچاہیے کہ بغض و کینہ
نگاہ رکھین کہ یہ جائز نہین ف یعنے جس صورت مین کہ یقین ہو دنیا کی مضرت کا اور اوسکے لیے ترک ملاقات کرے تو
کینہ نرکھے اور اگر بسبب بد دینی اوسکے ترک ملاقات کی ہے تو بغض و کینہ بھی رکھنا چاہیے کہ آنحضرت نے اَلْحُبُّ
لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ کو اسلام کی شاخون سے فرمایا ہے اور حقوق مسلمان کیہ یہ بھی ہے کہ احسان کرے تو جسے کہ ہو سکے
اور تمیز نکرے تو درمیان اہل و نا اہل کے منقول ہے کہ ایک شخص حضرت محی الدین سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ
کے پاس آیا اور کہا کہ کچھ مال رکھتا ہون نہین سوای مال زکوۃ کے اور اوسکے اہل یعنے لایق کو نہین جانتا ہون کہ کون ہے

پس کسپر تصدق کرو نہین فرمایا کہ تصدق کر جسپر کر سکے تو خواہ اہل ہو یا نا اہل تا تجکو بھی حق تعالے دے وہ چیز کہ اہل ہے تو اوسکا اور دے وہ چیز کہ اہل نہین تو اوسکا اور حدیث مین آیا ہے کہ احسان کر ساتھ اہل و نا اہل کے اسلیے کہ اگر وہ اہل اسکا نہین تو تو خود اہل ہے یعنے تیرا دیا تو ضایع نہین ہو نیکا اور یہ طریق کمال صدق ایمان اور ثمرہ کمال جود و عرفان کا ہے اور رجحان کہ معلوم ہو کہ دینا اسکا باعث فسق اور مددگار گناہ کا ہے تو نہ دے اوسکو اور اسمین شک نہین ہے کہ یہ جملہ حب للہ اور بغض للہ سے ہوگا اور مدار اسکا نیت پر ہے حاصل کلام حضرت شیخ رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ بعدم علمی مین دینا ہر کسیکا روا ہے اور تفتیش و تمیز نکرنا اسکا قبیلہ عالی ہمتی اور کمال ایمان و عرفان سے ہے اور در صورتیکہ معلوم ہو کہ دینا اسکا باعث فسق و گناہ کا ہوگا جیسے شرابی بھنگی کو دیگا تو وہ اور کثرت اسکی کریگا اوسکو ندینا چاہیے انتہے کہتا ہے مترجم ہیچمدان اس کتاب کا کہ بعضو نکو نیت ہوتی ہے کہ زیادہ محتاج کو دینگے تو اوسکی بہت حاجت روائی ہوگی یا نیک کو دینگے تو قوت عبادت پر حاصل کریگا اس نیت سے تلاش کر کے اہل کو دیتا ہے تو امید ہے کہ یہ نیت اسکی بھی باعث زیادتی ثواب کی ہوگی پس پہلے کو او باعتبار فضیلت ہوئی اور اسکو اور باعتبار یہ بات بھی بعضی روایتون ہی سے معلوم ہوتی ہے غرضکہ مدار نیت پر ہے جیسیکہ حضرت شیخ رح نے کہا واللہ اعلم بالصواب اور حقوق مسلمان سے یہ بھی ہے کہ ہر کسی سے بطریق اوسکے معاملہ کرے اور بطور اوسکے پیش آوے کہ یہ بھی جملہ احسان اور حسن خلق سے ہے بیان اس اجمال کا یہ ہے کہ جاہلو نسے اظہار علم نکرنا چاہیے اور علم سخنون نادان سے ساتھ فصاحت و بیان کے پیش نہ آوے کہ یہ سبب ایذا دینے کا ہے یعنے بسبب کم فہمی کے وہ ایذا اوٹھاوینگے اسکے سمجھنے مین بلکہ اپنے مرتبہ سے تنزل کرے اور موافق انکے ہو کہ اسمین ترحم و محبت کرنا ہے ولیکن جبتک کہ نوبت ترک دین اور نامشروع کی نہ پہونچے کہ یہ حسن خلق سے نہین ہے یعنے مثلاً اوسکی سی بولی بولنے مین ہتک اسلام کی یا بے ادبی بہ نسبت اسم مبارک اللہ تعالی کے یا آنحضرت کے وغیر ذلک لازم آتی ہے تو موافقت اسکی نکرے اور حقوق مسلمان سے یہ بھی ہے کہ تمام لوگون سے کشادہ رو رہے اور نرمی سے پیش آوے اور ترش رو نہو اور سختی نکرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ السَّهْلَ الطَّلِقَ یعنے خدا تعالے دوست رکھتا ہے آدمی نرمی کرنیوالے کشادہ رو کو اور ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ آیا جانتے ہو تم کہ کسپر حرام ہے آگ دوزخ کی عرض کیا صحابہ نے کہ خدا تعالی اور رسول اوسکا دانا تر ہے ہمسے فرمایا کہ اوپر آدمی کو ہر سہل گیر کے اور راوی حدیث مین آیا ہے کہ جنت مین بالاخانے ہین کہ بسبب صفائی کے ظاہر انکا اندر سے اور اندر انکا ظاہر سے معلوم ہوتا ہے ایک اعرابی نے عرض کیا کہ کسکے لیے ہونگے وہ یا رسول اللہ فرمایا کہ اوسکے لیے کہ نرم کہے بات اور کھلاوے لوگونکو کھانا اور نماز پڑھے رات مین اوس حال مین کہ لوگ سوتے ہون یعنے نماز تہجد کی اور حقوق مسلمان سے یہ بھی ہے کہ وعدہ کو وفا کرے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وعدہ

له شرابی کو دینا خلاف شرع کے ... اور یہ خود خلاف شرع ہے ... ہونا اور ترش رو ہی کرنا چاہیے اگر جانے سیدھی طرح پیش نہ آوے چنانچہ یہ بات بھی ہوتی اور اور دین کی باتون بلا ... کتاب سے بھی معلوم ہوتی ہے ۱۲ منہ

دین سے ہے اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ تین چیزین ہین منافقون کی جھوٹ بولنا وعدہ خلافی کرنی اور امانت مین
خیانت کرنی فرمایا کہ جسمین یہ تین خصلتین ہون وہ منافق ہے اگرچہ نماز و روزہ کرے اور وعدہ کو وفا کرنا نبیون کی
خصلتون مین سے ہے اور کمینہ آدمی مین پورا کرنا وعدہ کا کم ہوتا ہے اور مسلمان کے حقوق مین سے یہ بھی ہے کہ نہ داخل ہو
کسیکے گھر مین مگر باذن اوسکے کہ بے اذن داخل ہونے مین ایذا و تکلیف اسکی ہے اور رعایت اذن چاہنے کی تین بار
تک ہے اسمین اگر اذن دے تو جاوے ورنہ پھر آوے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ اذن چاہنا تین بار ہے اول بار
اسلیے ہے کہ چپ ہون وہ تا آواز اوسکی سنین اور دوسری بار اسلیے کہ صلاح و تامل کرین کہ آنے دین یا نہ آنے دین
اور تیسری بار اسلیے کہ اذن دین آنیکا یا پھیر دین اور حقوق مسلمان سے یہ بھی ہے کہ بڈھونکا ادب کرے اور چھوٹون پر
رحم و شفقت حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی بڈھونکا ادب بلحاظ نرکھے اور چھوٹون پر رحم نکرے تو وہ ہم مین سے نہین یعنی
ہمارے طریق پر نہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بچونپر مہربانی و شفقت بہت رکھتے تھے اور کبھی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سفر سے پھر کر آتے اور لڑکے سامنے آتے اوٹھا لیتے اونکو اور بعضون کو آگے اپنے گھوڑے پر بٹھا لیتے اور
بعضونکو پیچھے اور اصحاب کو فرماتے کہ تم بھی اوٹھا لو یعنے بعضونکو اپنے ساتھ بٹھا لیتے اور بعضونکے لیے صحابہ کو حکم
فرماتے کہ اوٹھا لو یعنے گھوڑون پر بٹھا لو یا گود مین اوٹھا لو اور جب اوترتے تو لڑکے آپسمین فخر کرتے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے مجکو آگے اپنے بٹھایا اور تجکو پیچھے اور جبکہ لڑکونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے تا آپ
دعا کرین تو اپنی گود مین بٹھا لیتے اور کبھی کوئی لڑکا جو پیشاب کر دیتا تو آپ اوسکو اپنی گود مین سے اوتار دیتے
اور کوئی اوٹھانے لگتا تو آپ منع فرماتے پھر دعا و شفقت کرتے تا اوس لڑکیکے بڑے خوش ہووین اور نجانین کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا ہوئی اور جب وہ چلے جاتے تو آپ کپڑا دھوتے اور اگر نیا پھل آتا تو اول لڑکونکو دیتے اور سنت ہے
کہ نیا پھل آوے تو اول چھوٹونکو دیوے بعد ازان آپ کھاوے پیوے اسلیے کہ وہ خوش ہوجاتے ہین اور بیچ تعظیم و توقیر
بڈھونکے حدیثین بہت آئی ہین اور تعظیم بڈھونکی سبب برخورداری اور عمر درازی کی ہے لیکن یہ میسر نہین ہوتی مگر
اوسکو کہ خدا تعالے نے چاہا ہے کہ عمر اوسکی دراز ہو اور برخوردار ہو اور حقوق مسلمان سے یہ بھی ہے کہ جسکی ہیات ظاہر
اور لباس اسکا دلالت کرے اسکے عالی مرتبہ ہونے پر تو اوسکی رعایت کرے اور محافظت اوسکے مرتبہ کی کرے کہ رعایت
مرتبہ لوگونکی اسمین ہے پس توقیر و احترام اشراف و اکابر کی ایسی ہو کہ جیسے شفقت ارذال و ادنی پر جیسے لازم ہے ویسی ہی
اوسکو بھی لازم سمجھے اسلیے کہ رعایت ہر ایک کی لائق مرتبہ اوسکے ہے اور اسکے خلاف مین ایذا دہی ہے اسلیے کہ اگر آدمی
معزز و مکرم کی تعظیم نکرے تو وہ ایذا پاتا ہے اور اگر مرد فقیر پر تھوڑا سا التفات کرے تو وہ اوسمین خوش رہتا ہے آیا ہے
کہ آگے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کھانا رکھا ہوا تھا کہ ایک سائل آیا فرمایا کہ دیدو ٹکڑا اس فقیر کو
بعد اسکے ایک سوار بھی اوس راہ سے گذرا فرمایا کہ بلاؤ اس سوار کو کھانیکے لیے لوگون نے کہا کہ یا ام المومنین [illegible]

اور رتبہ [illegible] دینی ہو اور اغنیا کو اپنے سامنے بلا لی ہو فرمایا کہ حق تعالے نے ہر ایک کو مرتبہ اور منزلت دی ہے
پس لازم ہے تم پر کہ حفظ اون منازل کا کرین ہم مسکین راضی ہے ساتھ ایک ٹکڑا کے اور طمع نہین کرتا زیادتی کی
اور بیٹھی ایذا کھینچتے اگر اسکو بطریق گدا اونکے ٹکیا دون پس خوب ہے شوق سے ایذا مسلمان کی اور منقول ہے کہ حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر تھے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جمع تھے ناگہان جریر بن عبداللہ بجلی
آئے چونکہ جگہ نپائی تو گھر کے دروازے پر بیٹھ گئے پس آنحضرت نے اپنا کپڑا اٹھا کر اونکی طرف پھینکا کہ اسپر بیٹھو جریر نے
اوس کپڑے کو آنکھ پر رکھ لیا اور روئے اور کہا کہ یا رسول اللہ میرا کیا تاب ہے کہ آپکے کپڑے پر بیٹھون اکرمک اللہ
کما اکرمتنی پس دیکھا آنحضرت نے قوم کیطرف اور فرمایا کہ جب آوے تمہارے پاس کوئی بزرگ کسی قوم کا تو
تعظیم و توقیر کرو اوسکی اور جب کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا اور آنحضرت گبہ پر بیٹھے ہوتے اور اوسپر
گنجائش ہوتی کہ وہ بھی بیٹھے آپکے ساتھ تو آنحضرت گبہ اپنے نیچے سے کھینچکر اوسکے نیچے بچھا دیتے اور اگر وہ نبیٹھتا
تو آپ مبالغہ کرتے یہانتک کہ وہ بیٹھتا صلے اللہ علیہ وسلم اور حقوق مسلمان سے یہ بھی ہے کہ صلح کرواوے مسلمانون
مین اگر ہوسکے حدیث مین آیا ہے کہ بہترین صدقات اور حسنات اصلاح کروا دینی مسلمانون مین ایکروز آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو فرمایا کہ آیا خبر دون مین تمکو اس عمل کی کہ بہتر ہے درجہ نماز اور روزہ اور صدقہ سے عرض کیا
صحابہ نے کہ ہان خبر دیجیے یا رسول اللہ فرمایا صلح کروانی درمیان مسلمانون کے اور کئی جگہ کہ جھوٹ بولنا جائز ہے
اونمین سے ایک جگہ یہ بھی ہے یعنے دو مسلمانون کے صلح کروانے مین بھی جھوٹ بولنا جائز ہے اور اسی جہت سے
کہا ہے بعضے علمانے کہ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز ف کئی جگہ جھوٹ بولنا جو جائز ہے وہ یہ ہین جو
اس حدیث مین مذکور ہین کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین درست جھوٹ بولنا مگر بیچ تین چیزونکے
ایک تو جھوٹ بولنا مرد کا اپنی بیوی سے تاکہ راضی کر دے اوسکو یعنے مثلاً بیوی سے محبت نہین رکھتا اور اوسکی
خوش کرنیکے لیے کہدے کہ مین تجھے بہت چاہتا ہون اور اسی طرح اور روایت مین بیویکو بھی خاوند سے
جھوٹ بولنا جائز آیا ہے یعنے دونونکو اظہار محبت کرنا جائز ہے اگرچہ خلاف واقع ہو تا محبت والفت پیدا ہو اور
دوسرے جھوٹ بولنا لڑائی مین یعنے جہاد مین مثلاً کہے کہ لشکر اور چلا آتا ہے ہماری مدد کے لیے یا دشمن سے کہے کہ
دیکھنا تمکو پیچھے سے کوئی شخص مارنیکو آیا اگرچہ خلاف واقع ہو یہ کہنا جائز ہے اور تیسرے جھوٹ بولنا آپسکی صلح کروانیکے
لیے یعنے مثلاً دو شخصونمین عداوت ہے اور ہر ایک سے کہتا ہے دوسرے کیطرف سے کہ وہ تمہاری تعریف کیا کرتا ہے
اور تجھسے بغض نہین رکھتا تاکہ وہ ملجاوین یہ حدیث مشکوۃ مین ہے اور ان جگہونمین جھوٹ بولنا جائز اسلیے ہوا کہ اگر
بیان واقعی کرتا ہے تو فتنہ برپا ہوتا ہے اور جھوٹ بولنے مین فتنہ فرو ہوتا ہے اور حقوق مسلمان سے یہ ہے کہ
مسلمانون کے عیب کا پردہ پوش ہو کہ کسیکا عیب ظاہر نکرے اگرچہ یقیناً جانتا ہو اوسکے عیب کو حدیث شریف مین آیا ہے

ترجمہ اکرام کرو تمھارا اسکو جیسا اکرام کیا ۱۲ منہ

کہ جو کوئی عیب کسی مسلمان کا ڈھانکے حق تعالی عیب اوسکا دنیا اور آخرت مین ڈھانکتا ہے اور جبکہ خبر دی زنا کی ماعز نے
کہ بیچ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زنا مین مبتلا ہوا تھا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ڈھانکتا اس عیب کو تو بہتر ہوتا
اور اسی پردہ پوشی کے لیے کہا ہے علما نے کہ توبہ گناہ پوشیدہ کی پوشیدہ کرنی چاہیے اور توبہ گناہ آشکارا کی آشکارا اور
جب لازم ہوا ہر کسی پر ڈھانکنا عیوب اپنے کا واسطے حق اسلام کے تو ڈھانکنا عیوب مسلمانون کا بھی لازم ہوگا بسبب
حق اسلام انکے بلکہ لازم تر ہوگا اور یہ بھی ہے کہ گناہ کے ظاہر کرنے مین فاسد کرنا دین کا اور ہتک حرمت شرع کی ہے
اور واسطے مبالغہ پردہ پوشی ہی کے یہ بات ٹھہری کہ ثبوت زنا مین اتنی احتیاط کی ہے کہ چار گواہ سے ثابت ہو اور
اگر ثابت نہو تہمتی کو حد تہمت یعنے بہتان زنا کی ماری جاتی ہے اور صفت غفاری اور ستاری کی خاصہ باریتعالی
کا ہے بیت پس پردہ بیند عملہای بد ہم او بہمان پردہ پوشد بالای خود · حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب فردا قیامت کو
حق تعالی حساب ایک بندہ کا کریگا اوسکو نزدیک اپنے کریگا اور دامن ستاری مین ڈھانکیگا اور خلق کی آنکھونسے
پوشیدہ کریگا پس فرماویگا آیا جانتا ہے تو کہ فلانا گناہ کیا تھا تو نے اور فلانا گناہ کیا تھا تو نے پس بندہ کہیگا ہان اے
رب میرے کیے ہین یعنے یہ گناہ جب بندہ اقرار کریگا تو خوف سے نزدیک ہلاکت کے پہونچیگا دیکھیے کیا کریگا اللہ تعالے
پس فرماویگا حق جل وعلا ایسے بندے مین جیسیکہ تیرے گناہونکو دنیا مین بہت ڈھانکتا تھا آخرت مین بھی غفاری کرونگا
یعنے بہت بخشونگا گناہ تیرے اور یہ معاملہ مسلمانون کے ساتھ ہوگا اور کافرونکو رسوا کریگا اور ہر طرف ملائکہ آواز
کرینگے هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِينَ یعنے یہ وہ لوگ ہین کہ جھوٹ
بولے اپنے پروردگار پر آگاہ ہو کہ لعنت ہے اللہ کی ظالمون پر نعوذ باللہ منہا اور حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی
کان رکھے مسلمانون کی خبرون پر یعنے جیسے جاسوس تجسس خبرونکی کرتے پھرتے ہین اور اونکو خوش نہ آوے یہ
فردا سے قیامت کو اوسکے کان مین شیشہ ڈالینگے اور ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چور کو لائے پس
حکم فرمایا ساتھ ہاتھ کاٹنے اوسکے جیسیکہ حکم شریعت کا ہے چورونکے لیے اور چہرہ مبارک حضرت کا متغیر ہوا پوچھا لوگون
نے کہ کیا مکروہ جانا آپنے یا رسول اللہ اوسکے ہاتھ کاٹنے کو فرمایا کہ مجکو قائم کرنے حدود شرع سے چارہ نہین ہے لیکن تم
بیچ حق بھائی اپنے کے مددگار شیطان کے نہو اور عفو اور پردہ پوشی کیا کرو اِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ یعنے تحقیق اللہ
بہت بخشنے والا مہربان ہے حدیث مین آیا ہے کہ ایکروز آنحضرت نے فرمایا کہ اے وہ گروہ کہ ایمان لائے ہو تم زبان
سے اور نہین داخل ہوا ہے ایمان تمہارے دلون مین غیبت نکیا کرو لوگونکی اور نہ پڑو درپے گناہون انکے
تا خدا تعالی درپے تمہارے گناہونکے نہ پڑے اور جسکے گناہونکے درپے خدا تعالی پڑیگا فضیحت کریگا اوسکو
اگرچہ بیچ پردہ کے ہوگا منقول ہے کہ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کے کانمین ایک شب ایک شخص کے گھر مین
سے آواز گانیکی آئی آپ دیوار پر سے کود کر اوس گھر مین گئے ایک شخص کو دیکھا کہ شراب پی رہا ہے اور ایک

عورت اوسکے سامنے بیٹھی ہے پس فرمایا حضرت عمر نے اے دشمن خدا یہ کیا گناہ ہے کہا اوسنے اے امیر المومنین میں نے
اگر ایک گناہ کیا ہے تو آپنے تین چیزین کی ہین ایک تو جاسوسی کی آپنے حالانکہ قرآن مین ہے وَلَا تَجَسَّسُوْا
اور دوسرے یہ کہ آپ گھر کے پچھواڑے سے آئے حالانکہ قرآن مین ہے لَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا
اور تیسرے یہ کہ بے اذن و بے سلام گھر بیگانہ مین آپ چلے آئے حالانکہ قرآن مین ہے وَلَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا
غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا پس حضرت عمرؓ ساکت ہوئے پھر فرمایا کہ تو بھی کریگا
تو اگر معاف کرو مین تجکو کہا اوسنے قسم ہے اللہ کی یا امیر المومنین اگر معاف کروگے تو پھر مین گرد اس گناہ کے
نہین پھیرونگا پس آپنے معاف کیا اور باہر نکل آئے رضی اللہ عنہ اور حقوق مسلمان سے یہ ہے کہ تہمت کی جگہ
سے جانے سے پرہیز کرے تا لوگ بدگمانی مین نہ پڑین اور غیبت نکرین کہ اسمین ضرر انکے دین کا ہے اور چونکہ یہ سبب
اسکا ہوگا یہ بھی گناہ مین شریک ہوگا کیونکہ جو کوئی سبب گناہ کا ہوتا ہے وہ بھی اوسمین شریک ہوتا ہے
چنانچہ اسی سبب سے قرآن مجید مین منع فرمایا اللہ تعالے نے بتون کے برا کہنے سے سامنے کفار کے تا وہ برا نہ کہنے لگین
خدا تعالے جل جلالہ کو اس آیت مین وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا
بِغَيْرِ عِلْمٍ یعنے اور نہ برا کہو تم اونکو کہ پکارتے ہین اونکو کفار سواے اللہ کے یعنے بتون کو پس برا کہین گے وہ
اللہ کو بڑھکر از راہ نادانی کے اور ایکروز آنحضرت نے فرمایا کہ کبائر سے ہے گالی دینا آدمی کا اپنے ماں باپ کو
عرض کیا صحابہ نے کہ یا رسول اللہ کیا گالی دیتا ہے آدمی اپنے ماں باپکو فرمایا ہاں گالی دیتا ہے یہ کسی اور کے باپکو
پس وہ گالی دیتا ہے اسکے باپ کو اور گالی دیتا ہے یہ کسی کی ماں کو پس وہ گالی دیتا ہے اسکی ماں کو یہ حدیث بخاری مسلم
مین ہے پس چونکہ یہ سبب ہوا ماں باپ کے گالی دینے کا گویا اسنے گالی دی اور بیچ دفع کرنے تہمت کے بسبب خوف بدگمانی
لوگون کے حدیثین بہت آئی ہین آیا ہے کہ ایکروز آنحضرت ساتھ ایک بیوی کے اپنی بیویون مین سے باتین کر رہے تھے اور
ایک آدمی وہانسے گذرا پس حضرت نے اوسکو بلایا اور فرمایا کہ اے فلانے یہ بیوی میری ہے صفیہ اوسنے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ آپکے حق مین کسکو گمان بد ہے کہ آپ ایسا فرماتے ہین فرمایا کہ وسواس شیطان سے نڈر نہونا چاہیے
کہ وہ بنی آدم کے بدن مین مانند خون کے جاری اور سرایت کیے ہوئے ہے اور حضرت عمرؓ ایک شخص پر گذرے
کہ وہ سر راہ ایک عورت سے باتین کر رہا تھا پس اٹھایا حضرت عمر نے اوپر درہ اوسنے کہا یا امیر المومنین یہ
بیوی میری ہے فرمایا کہ کیون نہ ایسی جگہ باتین کین تونے کہ کوئی دیکھتا نہین اور گمان بد نہ لیجاتا اور حقوق
مسلمان سے یہ ہے کہ سفارش کرے محتاج کی اوس شخص سے کہ وہ اوسکے نزدیک کچھ قدر و عزت رکھتا ہو
اور سعی کرے بیچ حاجت روائی مسلمانون کے حدیث شریف مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
صحابہ سے فرمایا کہ میرے پاس لوگ حاجتون کے طلب کرنیکے لیے آتے ہین اور سوال کرتے ہین یا اور تم میرے پاس

ہوتے ہو پس سفارش کیا کرو تا ثواب پاؤ اور فرماتے کہ مین تاخیر کرتا ہون کام مین تا تم سفارش کرو اور
ثواب اسکا پاؤ اور بادشاہون کی صحبت مین جو کچھ فوائد ہین از انجملہ ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ کسیکی سفارش کرو یا کرنگا
کو بھلی راہ بتا دینے کا بڑا ثواب آیا ہے ف آیا ہے کہ جو کوئی رہنمائی کرتا ہے کسیکو اچھی بات کی تو اوسکو بھی ثواب
ویسا ہی ہوتا ہے جیسا کرنیوالیکو ہوتا ہے مثلاً ایک شخص نے کسی سے کہا کہ تو کچھ دلوا دے یا ہاتھ پکڑ کے کسیکا بچا دیا
یا ظلم سے اور خلاف شرع باتون سے باز رکھا کسیکو تو اوسکو بھی ویسا ہی ثواب ہوگا جیسا اسکے کرنیوالیکو ہوگا
اور اور روایت مین آیا ہے کہ اللہ بندیکی مدد کرتا رہتا ہے جبتک یہ اپنے بھائی مسلمان کی مدد کرتا رہتا ہے
اسیطرح اور بہت روایتین آئی ہین پس یہ عجب نعمت ثواب کی ہے اور بلا مشقت حاصل ہوتی ہے ذرا سی زبان
ہلا دینے مین افسوس ہے کہ اس سے لوگ ایسے غافل ہین کہ خیال بھی نہین کرتے اسکا لیکن چاہیے کہ قصد و نیت
بادشاہونکی صحبت سے یہی ہو کہ لوگونکے کام مین سعی کرتا رہونگا نہ یہ کہ اسکو بہانہ انکی صحبت کا کرو اور لوگونکے
آگے دلیل اسکو لاوے ف یعنے انکی صحبت مین آفات بھی بہت ہین پس اگر خالص نیت مذکور رکھے تو جائز ہوگا
اور اگر فقط بہانہ اسکا کرتا ہے اور لوگونسے یہ اظہار کرتا ہے کہ مین انکی صحبت مین اسلیے آتا ہون اور مقصود فقط خواہش
نفسانی ہے تو اچھا نہین اللہ تعالی علام الغیوب ہے ہر ایک کی نیت کو وہ جانتا ہے وہان بہانہ بازی کچھ کام نہین آتی اور
حقوق مسلمان سے یہ ہے کہ ابتدا کرے ساتھ سلام علیک کے پہلے بات کرنیکے اور داخل ہونیکے مجلس مین حدیث شریف
مین آیا ہے کہ جب سلام علیک کرتا ہے مسلمان اپنے بھائی مسلمان سے اور وہ جواب دیتا ہے اسکو تو صلوات
بھیجتے ہین اوسپر ستر فرشتے اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ ملائکہ تعجب کرتے ہین اوس مسلمان سے کہ ملاقات کرتا ہے
ایک مسلمان سے اور سلام علیک نہین کرتا اوس سے یعنے اسلیے تعجب کرتے ہین کہ بڑا نادان ہے کہ ذرا سی
زبان ہلانے مین ثواب بہت سا پاتا اوس سے محروم رہا اور لکھا ہے علما نے کہ بجاے سلام کے اگلی امتون مین سجدہ
تھا اور سلام مخصوص ہمارے ہی پیغمبر کی امت کے لیے ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور سلام اہل جنت کا یہی سلام علیک ہوگی
اور جسکو جانے کہ جواب نہین دینے کا اوس سے سلام علیک نکرے کہ منقول ہے بعضے اگلے بزرگون سے کہ وہ ایک
قوم پر گذرے اور سلام نکیا اور کہا کہ کوئی چیز مانع نہین ہے مجکو سلام کرنیسے مگر خوف اسکا کہ مبادا یہ جواب ندیوین
اور لعنت کرین انپر ملائکہ اور چاہیے کہ جب اپنے گھر مین آوے تو سلام علیک کرے اگرچہ وہ گھر لوگونسے خالی ہو
کہ وہان ملائکہ موجود ہوتے ہین حدیث مین آیا ہے کہ اس فعل سے برکت ہوتی ہے گھر مین ف اور ایک روایت
بیہقی کی مین آیا ہے کہ جب آؤ تم گھر مین تو سلام کرو اپنے اہل پر اور جب نکلو گھر سے تو رخصت کرو انکو ساتھ
سلام کے اور بعضون نے لکھا ہے کہ جس گھر مین کوئی ہووے نہین تو یون کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ
ساتھ نیت ملائکہ کے کذا ذکرہ علی القاری اور روایت ہے سہل بن سعد سے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس حاضر ہو کر شکوہ اپنی محتاجی اور تنگدستی کا کیا آپنے فرمایا کہ جب جاوے تو گھر مین سلام علیک کر خواہ
گھر مین کوئی ہو یا نہو پھر درود بھیجے اسکے سلام بھیجے یعنے صلی اللہ علی محمد یا مانند اسکے کہے اور قل ہو اللہ شریف
ایکبار پڑھے پس اوس شخص نے یہی کیا اوس سے بہت دیا اللہ تعالی نے اوسکو رزق یہانتک کہ بانٹتا تھا وہ اپنے
ہمسایون اور قرابتیون کو یہ حدیث حصین کے مصنف نے بیچ متن کے حاشیہ حصن کے نقل کیا ہے اور مستحب ہے کہ جواب
سلام مین کچھ زیادہ کرے یعنے اگر وہ کہے السلام علیکم تو جواب مین کہے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اسلیے کہ قرآن مجید
مین آیا ہے واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوہا یعنے جب تمسے کوئی سلام علیک کرے ساتہ
سلام علیک کے تو جواب دو بہت اچہا اوس سے یعنے کچھ زیادہ کرکے یا جو کہا تون جواب دو اوسکا ف بلکہ سلام علیک
کرنے مین بہی جتنے لفظ زیادہ کریگا ثواب زیادہ پاویگا حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک شخص حضرت کے پاس حاضر ہوا
اور کہا السلام علیکم حضرت نے اوسکے سلام کا جواب دیا پھر وہ بیٹھا پس فرمایا آپنے کہ اسکو دس نیکیان حاصل ہوئین
پھر ایک اور شخص آیا اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ حضرت نے اوسکے سلام کا جواب دیا پس بیٹھا وہ پس فرمایا اسکو
بیس نیکیان ملین پھر ایک اور شخص آیا اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور حضرت نے اوسکے سلام کا جواب دیا
پس بیٹھا پس فرمایا اسکو تیس نیکیان ملین یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد مین ہے اور ابوداؤد کی ایک اور روایت
مین ایسیہی حدیث آئی ہے اور اسمین یہ زیادہ آیا ہے کہ پھر ایک اور شخص آیا اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
ومغفرتہ پس فرمایا حضرت نے اسکو چالیس نیکیان ملین اور فرمایا اسیطرح ہوتی جاتی ہین زیادتیان یعنے جتنے
لفظ بڑھتے جائینگے اوتنا ہی ثواب بڑھتا جاویگا اور اگر ایک شخص جماعت مین سے سلام علیک کرے تو کفایت کریگا
سبکی طرف سے یعنے سنت ادا ہوجاتی ہے سبکی طرف سے اور اسی طرح جواب مین اگر ایک شخص جواب دیگا کافی ہے
یعنے واجب ادا ہوجاویگا سبکی طرف سے اور سوار کو چاہیے کہ پیادہ سے سلام علیک کرے اور پیادہ پا چلنے والا بیٹھے پر
اور تھوڑے لوگ بہت سے اور چھوٹا بڑے سے کہ حدیث مین اسی طرح آیا ہے اور جب مجلس مین آوے چاہیے کہ سلام
کرکے بیٹھے اور جب اوٹھے تو بہی سلام کرے اور ذمیون سے سلام علیک نکرے اور اگر وہ سلام کرین تو جواب مین
ہداک اللہ اور مانند اسکے کہے اور کافر کتابی کے جواب مین علیکم کہے ف کتاب مغنی الطالبین مین لکھا ہے کہ ابتدا
کرنی ساتھ سلام کے سنت ہے اور جواب دینا اوسکا فرض ہے اور ادب سلام کا یہ ہے کہ اعلے درجہ والا اپنے سے
کم درجہ والے پر ابتدا ساتھ سلام کے کرے جیسے سوار پیادہ اور بیٹھے ہوئے پر اور چلنے والا بیٹھے ہوئے پر اور
اُستاد شاگرد پر اور آقا اپنے تابع پر ابتدا کرے اور سلام ایک کا جماعت مین سے اور اسی طرح جواب دینا ایک کا
سبکی طرف سے کافی ہوگا اور امام ابو اللیث سے آیا ہے کہ آئیو الا مسجد کا السلام علینا من ربنا کہے اگر کوئی مسجد مین نہو
اور اگر لوگ نماز پڑھتے ہون تو کہے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اور اگر نماز مین نہون تو السلام علیک کہے
سلام ہو ہمپر اور اوپر نیک بندون اللہ کے

روبرو قبر مومنین جاوے تو کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ
بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْئَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَةَ یعنے سلام ہے تمپر اے قبر والون کہ مومنین اور مسلمین ہو اور
انشاء اللہ ہم بھی تمہارے ساتھ ملنے والے ہین مانگتے ہین ہم اللہ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت اور
سلام حقوق اسلام سے ہے آشنائی اور معرفت پر موقوف نہین جب مسلمان مسلمان سے ملے سلام علیک کرے
اگرچہ ملاقات بعد حائل ہونے دیوار یا درخت یا مانند انکے ہو منقول ہے کہ ایک جماعت یہود کی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پاس حاضر ہوئی اور کہا السلام علیک اور سام بغیر لام کے معنے ہین موت پس معنی السام علیک کے ہوے
موت ہو تجھپر پس فرمایا حضرت نے علیکم پس ام المومنین عائشہ رضی نے کہا علیکم السام ولعنة اللہ آنحضرت نے فرمایا کہ اے
موت ہو او ر لعنت اللہ کی ۱۲ منہ
عائشہ خدا دوست رکھتا ہے نرمی کو ہر چیز مین عائشہ نے کہا کہ آپنے سنا کہ کیا کہا انھون نے یا رسول اللہ یعنے انکو
کو سنا فرمایا کہ مینے بھی تو کہا علیکم یعنے انکا کو سنا او نہین پر رد کر دیا اور انگلی اور ہاتھ سے سلام نکرے کہ یہ سلام
نصاری اور یہود کا ہے اور وقت سلام کرنیکے جھکے نہین کہ حدیث مین اس سے منع آیا ہے ق طیبی نے محی السنہ
سے نقل کیا ہے کہ جھکنا پیٹھ کا مکروہ ہے بسبب وارد ہونے حدیث صحیح کے بیچ منع ہونیکے اس سے اگرچہ بہت لوگ
کہ منسوب ساتھ علم و صلاح کے ہین اسکو کرتے ہین لیکن اعتبار و اعتماد اسپر نکرنا چاہیے اور مطالب المومنین مین شیخ
ابو منصور سے نقل کیا ہے کہ کہا اگر بوسہ دیوے کوئی آگے کسیکے زمین کو یا پیٹھ ٹیڑھی کرے یا سر جھکاوے کافر نہین ہوتا
بلکہ گنہگار ہے اسلیے کہ مقصود تعظیم ہے نہ عبادت انتہے اور بعضے مشایخ نے بیچ منع کرنیکے اس سے تشدید و تغلیظ بہت
کی ہے کہ کہا ہے کَادَ الْاِنْحِنَاءُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا یعنے جھکنا قریب کفر کے ہے واللہ اعلم یہ حضرت شیخ عبد الحق رحمہ اللہ
نے ترجمہ مشکوۃ مین لکھا ہے اور جو کوئی پیشاب کرتا ہو اوس سے سلام علیک نکرے اور اگر کوئی کرے بھی تو اوسکو
چاہیے کہ جواب ندے آیا ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت سے سلام علیک کی اس حال مین کہ آپ پیشاب کرتے تھے آپنے جواب
اوسکو ندیا اور مکروہ ہے پہلے کہنا علیک کا یعنے یون نہ کہے علیک السلام ایک شخص نے اسطرح حضرت سے سلام علیک
کی فرمایا کہ یہ سلام میت کا ہے یعنے قبر پر جاکر یون سلام کیا کرتے ہین تین بار یہ بات فرمائی بعد ازان فرمایا کہ اگر
ملے کوئی تم مین سے اپنے بھائی مسلمان سے تو چاہیے کہ کہے السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ ف اور جواب دینا
سلام کا اور چھینک کا فی الفور واجب ہے تاخیر نہین جائز اور جس خط مین سلام ہو تو واجب ہے جواب لکھنا اوسکا
مانند جواب دینے سلام کے اور اگر کہے کہ میری طرف سے فلانیکو سلام کہدینا تو واجب ہے سلام کہدینا اور مکروہ ہے
سلام کرنا فاسق پر اگر فسق علی الاعلان کرتا ہو یہ مسائل در المختار سے لکھے گئے ہین اور کتاب معدن الجواہر مین مسائل سلام
کے خوب مفصل لکھے ہین جسکو دیکھنا منظور ہو اوسمین دیکھے اور سلام کے ساتھ مصافحہ کرنا بھی سنت ہے حدیث مین
آیا ہے کہ جب ملاقات کرین دو مسلمان اور مصافحہ کرین آپسمین تقسیم کیجاتی ہین درمیان اونکے سو مغفرتین اونتر او کو

کتا نگی اور کشادہ روئی اوسکی زیادہ ہووینگے جو کوئی بہت کشادہ پیشانی اور خوشی سے کریگا اوسکو اسقدر ثواب حاصل ہوگا اور ایک باقی کی دوسرے کے لیے ہوگی اور اوسکو ثواب لیسلیے ملا کہ اوسنے اپنی خوشی سے مومن کا دل خوش کیا اور مومن کے دل خوش کرنیکا بڑا درجہ ہے اور احادیث مین آیا ہے کہ نازل ہوتی ہے مغفرت سو درجہ انمین سے نوے اوسکے لیے کہ ابتدا کی ہے اور دس دوسرے کے لیے اور منقول ہے کہ ایک صحابی حضرت کے پاس آئے اور سلام کیا آنحضرت وضو کرنے مین مشغول تھے پس جواب انکو نہ دیا جب فارغ ہوے تو جواب دیا اور مصافحہ کیا اون صحابی نے کہا یا رسول اللہ مین اس مصافحہ کرنیکو اخلاق عجم سے جانتا تھا فرمایا جبکہ دو مسلمان ملاقات کرین اور مصافحہ کرین جھڑتے ہین گناہ اونکے جیسے کہ جھڑتے ہین پتے درختون کے اور معانقہ نہین ہے اور شخص کے ہاتھ چومنے کا کہ بزرگ ہے دین مین بسبب توقیر وتعظیم دین کے منقول ہے ابن عمرؓ سے کہ ہم بوسہ دیتے تھے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اور یہ روایت کیا گیا ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اذن دیجیے مجکو کہ بوسہ دون مین آپکے سر اور دست مبارک کو پس اذن دیا اوسکو اور یہ بھی منقول ہے کہ جب عبیدہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا مصافحہ کیا اور بوسہ دیا اونکے ہاتھ کو اور دونوکو رقت ہوئی اور بعضے حدیثون مین بوسہ دینے سے ممانعت بھی آئی ہے منقول ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا ہمنے یا رسول اللہ آیا جھکا کرین ہم وقت سلام کے فرمایا نہین پھر کہا ہمنے یا رسول اللہ آیا بوسہ دیا کرین ہم آپسمین فرمایا نہ کہا ہمنے آیا مصافحہ کیا کرین ہم فرمایا ہان اور ہوسکتا ہے کہ مراد اس بوسے سے غیر استحبیب ہو واللہ اعلم ف کتاب درر مین ہے کہ معانقہ نہین مرد عالم اور پرہیزگار کے ہاتھ چومنے کا بطریق تبرک کے اور بزازیہ مین ہے کہ چومنا عالم کے سر کا اچھا ہے اسطرح اور نہین رخصت ہیچ چومنے ہاتھ غیر عالم و عادل کے در المختار اور محیط مین ہے کہ واسطے تعظیم اسلام اور اکرام اوسکے جائز ہے اور واسطے حاصل ہونے دنیا کے مکروہ ہے اور یہ جو کرتے ہین جاہل کہ چومتے ہین ہاتھ اپنا بسوقت کہ ملتے ہین کسی سے پس یہ مکروہ ہے نہین اجازت ہے اسمین اور اسیطرح جو جاہل زمین بوسی کرتے ہین آگے امرا و علما کے پس یہ حرام ہے اور کرنیوالا اور راضی ہونیوالا اسا تھا اوسکے دونون گنہگار ہوتے ہین اسلیے کہ یہ مشابہ ہوتا ہے بت پرستی کے اور کافر ہوتا ہے یہ زمین بوس اگر ہو بطور عبادت وتعظیم کے اور اگر بطور تحیت کے یعنی بجای سلام کی ہو تو کافر نہین ہوتا بلکہ گنہگار مرتکب کبیرہ کا ہوتا ہے اور کتاب ملتقط مین ہے کہ تواضع واسطے غیر خدا کے حرام ہے جیسے تواضع غنی کی واسطے غنا اوسکی کے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے تواضع کی غنی کی اوسکی غنا کے لیے جاتا رہا دو تہائی دین اوسکا انتہی اور تواضع اہل شرف و اہل علم دینی کے تواضع واسطے اللہ کے اور واسطے رضا اسکیکے ہے نہ واسطے غیر اللہ تعالی کے یہ مسائل در المختار اور قرۃ الناظرین سے لکھے ہین اور زمین بوس کرنیکو جو منع کیا اس سے معلوم ہوا کہ جو جہلا قبرونکے آگے یا مزارونکی چوکھٹ پر بوسہ دیتے ہین بہت برا ہے اسلیے کہ علت جو بیان کی اسمین مشابہت بت پرستی کی وہ یہان بھی پائی جاتی ہے بلکہ

زیادہ ہونے کا اندیشہ ہے اور ایسا ہی بوسہ دینا قبر پر منع ہے چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق نے مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ
بوسہ دینا قبر کا اور سجدہ کرنا اوسکو اور سر کا رکھنا اوس پر حرام و ممنوع ہے اور بیچ بوسہ دینے قبر والدین کے روایتیں
فقہ کی نقل کرتے ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ نہیں جائز ہے تمام ہوا کلام حضرت شیخ کا اور سجدہ کرنا کیونکر حرام و ممنوع
نہو تفصیل اسکی مائۃ مسائل میں خوب لکھی ہے کہ سجدہ کرنا غیر خدا کو خواہ قبر ہو یا غیر قبر حرام اور کبیرہ ہے
اور اگر واسطے عبادت کے غیر خدا کو سجدہ کرے موجب کفر و شرک کا ہے اور اگر غیر خدا کو خواہ قبر ہو یا غیر قبر ہو کرے
بدون خضوع و نیت کے تو بھی موجب کفر ہے چنانچہ یہ بات فقہ کی کتابوں سے معلوم ہوتی ہے اور اٹھنا اور اکرام بیچ
خاطرداری کرنی اور گلے لگنا اور بوسہ لینا وقت آنیکے سفر سے وارد ہوا ہے اور گلے لگنا مکروہ ہے وقت خوف
فتنہ کے اور اوٹھنا تعظیم کے لیے بھی مکروہ ہے اگر ہو بطریق عظمت دنیا کے نہ بطریق عظمت دین کے لیے بلحاظ
امارت اور ثروت کے نہیں درست ہے اور بلحاظ بزرگی علم وغیرہ کے درست ہے اور مسجد میں اوٹھنا تعظیم
کے لیے بہت مکروہ ہے کہ مسجد جگہ عبادت حق کی ہے پس شریک نکرے دوسرے کو بیچ وہاں اللہ ہی کی عبادت
و تعظیم ہوتی ہے اور کسی کی وہاں تعظیم کرنی بیجا ہے اور صحابہ آنحضرت کی تعظیم کے لیے نہ اوٹھا کرتے تھے اسلیے
کہ حضرت کو خوش نہ آتا تھا اوٹھنا اور فرماتے تھے کہ یہ عجمیوں کی تکلفات میں سے ہے اور جو کہ مسلمانوں کو یہ بات
فراخی کر دیتی ہے گھر میں اور ظاہر کرنا خلق کا اور تازہ روئی اور دعا کرنی لیکن چونکہ اس زمانہ میں تکلفات لوگون
میں زیادہ ہو گئے ہیں اور نفسانیت انکی طبیعتوں میں جبلی ہوئی ہے اوٹھنا بقصد اکرام اسلام کیواسطے دفع ایذا کی
مضائقہ نہیں اور اگر یاروں میں یہ رسم نہو تو بہتر ہے کہ وہاں تکلف نہیں ہوتا ہے کتاب مغنی الطالب میں لکھا ہے
کہ قیام یعنی اوٹھنا واسطے تعظیم بادشاہ عادل اور والدین اور دیندار اور پرہیزگار اور بزرگون کے مستحب ہے
اور فاسق اور فاجر کے لیے مکروہ و ممنوع ہے اور علما کی رکاب پکڑنی بھی داخل توقیر و تعظیم کے ہے اور اقوال
صحابہ کے اسکے حق میں وارد ہوئے ہیں آیا ہے کہ ابن عباس اور زید بن ثابت رض ایک مجلس میں بیٹھے تھے جب
زید بن ثابت سوار ہوئے تو ابن عباس نے رکاب زید کی پکڑی زید نے کہا چھوڑ دو رکاب کو اے چچا کے بیٹے
رسول خدا کے ابن عباس نے کہا اسیطرح حکم کیے گئے ہیں ہم یہ کہ کریں ہم ساتھ علما اپنے کے پس زید نے ہاتھ
ابن عباس کا پکڑا اور چوما اور کہا اسی طرح حکم کیے گئے ہیں ہم کہ کریں ساتھ اشراف اپنے کے اور حقوق مسلمان
سے یہ ہے کہ جان اور مال اور آبرو مسلمانوں کی حتی الوسع ظالموں کے ہاتھ سے نگاہ رکھے اور مظلومونکی فریاد
کو پہونچے اور مددگار اونکا رہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جسکے آگے فریاد کرے بھائی مسلمان اوسکا اور وہ قادر ہو
اوسکی مدد کرنے پر اور پھر مدد نکرے تو رسوا کریگا اوسکو حق تعالی دنیا اور آخرت میں اور جو کوئی مدد کریگا بھائی
مسلمان کی تو مدد کریگا اوسکی حقتعالی دنیا اور آخرت میں اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی نگاہ رکھے آبرو مسلمانونکی

دنیا مین حق تعالی اوسکے روز قیامت کے فرشتہ کو اوٹھا دینگا کہ اوسکو آتش دوزخ سے نگاہ رکھینگا اور حقوق مسلمان سے
یہ ہے کہ جب وہ چھینک کر الحمد للہ کہے تو جواب دے ساتھ یرحمک اللہ کے اور یہ مستحب ہے کہ جب چھینکنے والا تم سے
تو چاہیے کہ کہے الحمد للہ رب العالمین اور جب وہ کہے یرحمک اللہ تو کہے وہ شخص کہ اوسکے پاس ہو یغفر اللہ لنا ولکم اور جب
وہ یہ کہے تو چھینکنے والا پھر کہے یغفر اللہ لی ولکم کتاب مغنی الطالب مین لکھا ہے کہ چھینکنے والیکو مستحب ہے
کہ چھینکنے مین آواز بلند نکرے اور بعد چھینکنے کے الحمد للہ آواز بلند سے کہے اور سننے والیکو واجب ہے کہ اوسکو جواب
مین یرحمک اللہ کہے اور چھینکنے والا پھر جواب دینے والیکو کہے یغفر اللہ لنا ولکم یا کہے یہدیکم اللہ ویصلح بالکم اور یہ جواب کرنا
اور جواب دینا تین چھینک تک ہے اور بعد اسکے چھینکنے والا پھر بار حمد کہے اور سننے والا چاہے جواب دے چاہے نہ دے
اور یہ جواب دینا اوس جگہ ہے کہ چھینکنے والا الحمد للہ آواز بلند سے کہے والا جواب نہین واجب اور اگر وقت قضاء حاجت
کے یعنی پاخانہ مین یا جماع کے وقت چھینکے تو دلمین حمد کرے آیا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے سوال کیا یا رب العزۃ
ہم کبھی ایسے حال مین ہوتے ہین کہ تیرا ذکر اوس حالمین بے ادبی جانتے ہین یعنی جنابت اور پاخانہ کے حکم ہوا
اُذکرنی علی کل حال یعنے یاد کرو مجھکو ہر حال اور ایسے وقت دل ہی مین یاد کیا کرو اور حدیث مین آیا ہے
کہ جواب دینا تین چھینک تک ہے اور زیادہ اس سے زکام ہے اور یہ بھی منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جواب دیا ایک چھینکنے والیکا پھر اوسنے ایک چھینک اور لی فرمایا کہ تو زکامی ہے اور منقول ہے کہ جب آنحضرت چھینکتے تو
آواز کو پست کرتے تھے اور منہ کو ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانک لیتے آیا ہے کہ یہود حضرت کے سامنے قصداً چھینکتے تھے بامید
اسکے کہ یرحمکم اللہ کہین لیکن آنحضرت یہدیکم اللہ کہتے تھے اور حدیث مین آیا ہے کہ چھینک رحمن سے ہے اور جمائی
شیطان سے یعنے چھینک سے دماغ ہلکا ہو جاتا ہے اور عبادت بنشاط ادا ہوتی ہے اسلیے اسکو رحمن کیطرف نسبت
کیا اور جمائی علامت کسل و ثقالت کی ہے اوس سے شیطان خوش ہوتا ہے کہ مین اب خوب اسپر قادر ہونگا اسلیے
اسکو شیطان کی طرف نسبت کیا والا واقع مین پیدا کرنیوالا دونونکا اللہ تعالی ہی ہے اور فرمایا جب کہے آہ آہ
جمائی لینے مین جیسیکہ جمائی لینے مین عادت ہے اسطرح آواز کریگی تو ہنستا ہے شیطان اوسکے پیٹ مین صدقت
یا رسول اللہ ص مغنی الطالب مین لکھا ہے کہ جمائی شیطان سے ہے جبکہ جمائی آوے تو ہاتھ اپنا منہ پر رکھلے اور
آواز بلند نکرے بلکہ تا مقدور مطلقاً آواز نکرے اور حقوق مسلمانون سے یہ ہے کہ شریرون سے پرہیز کرے اور ساتھ خلق
اور مدارات کے اپنے تئین انکے شر سے نگاہ رکھے اور اونکی برائی منہ پر نہ لاوے کہ یہ موجب فتنہ اور فساد کا ہے اور
یہ نفاق نہین ہے بلکہ یہ دفع کرنا شر کا ہے نفاق وہ ہے کہ اہل خیر کی طرف سے دلمین برائی رکھے اور زبان سے نرمی
کرے ابو درداء نے کہا کہ ہم انکسار کرتے ہین ایک قوم کے منہ پر اور دل ہمارے لعنت کرتے ہین اونپر اور ابن عباس
رضی اللہ عنہما بیچ تفسیر اس آیت کے لائے ہین وَیَدْرَؤُنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ یعنے مسلمان دور کرتے ہین فحش
اور دفع کرتے ہین ساتھ بھلائی کے برائی کو

اور اُنکو ساتھ سلام و مدارات کے اعلام فرمایا حضرت عائشہ رضی فرماتی ہین کہ ایک شخص نے اذن چاہا آنے کا
آنحضرت کے پاس تب فرمایا آپنے آنے دو ... وہ ... اور جب وہ آیا تو آپنے اس سے ... کلام کیا حالانکہ
کہ اُسکو دوست رکھتے ہین لیکن جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا حال
تھا کہ اول آپنے اوسکو مکروہ رکھا اور جب وہ آیا تو اسطرح آپ پیش آئے فرمایا اے عائشہ بدترین لوگونکا منزلت
کے نزدیک وہ شخص ہے کہ چھوڑین اوسکو لوگ بسبب فحش گوئی اوسکے نعوذ باللہ منہا اور حقوق مسلمانون کے یہ ہے
کہ فقیرون اور مسکینون سے اختلاط کرے اور یتیمون پر شفقت و احسان اور بخشش اور مصاحبت اون فقراء
ہی کی اختیار کرے کہ دعا آنحضرت کی یہ تھی اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ
الْمَسَاکِیْنِ اور حضرت سلیمان پیغمبر علیہ السلام جب مسجد مین آتے اور کسی مسکین کو بیٹھا دیکھتے تو اوسکے ساتھ
بیٹھتے اور کہتے ایک مسکین ہمراہ مسکین کے بیٹھا اور کہتے ہین کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو کوئی نام بہت پیارا
نہ تھا مگر کہ کہا جاتا یا مسکین یعنے اس مسکین کہنے کو بہت دوست رکھتے تھے کعب احبار نقل کرتے ہین کہ جہان قرآن
مین یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا واقع ہے بجاے اسکے توریت مین یا ایہا المساکین واقع ہے اور حضرت موسی علیہ السلام
نے سوال کیا کہ اے رب العزت تجھکو کہان طلب کرون فرمایا کہ شکستہ دلون کے پاس اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ دور رہو تم مُردون سے عرض کیا صحابہ نے کہ یا رسول اللہ مُردے کون ہین فرمایا کہ اغنیا اور جو خبر گیری یتیم
کی اور شفقت کرینگے اوسپر تو ثواب بیشمار آیا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اور غمخوار یتیم کا بہشت مین
بہم ہونگے اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی رکھے ہاتھ اپنا یتیم کے سر پر از راہ رحم کرنیکے ہوگی اوسکے لیے بقدر
شمار ہر بال کے نیکی اور فرمایا کہ بہترین گھرونکا وہ گھر ہے کہ اوسمین احسان کرین ساتھ یتیم کے اور حقوق مسلمان
سے یہ ہے کہ ہمیشہ خیر خواہ مسلمانون کا ہو اور انکی حاجت روائیون مین سعی کرے اور ہمیشہ درپے اسکے رہے کہ کسی مسلمان
کا دل شاد کرے حدیث مین آیا ہے کہ مومن وہ ہے کہ مسلمانون کو مانند اپنے چاہے اور راوی یہ بھی حدیث مین آیا
ہے کہ جو کوئی کہ ایک ساعت رات یا دن سے کسی مسلمان کی حاجت مین صرف کرے خواہ وہ حاجت بر آوے یا نہ بر آوے
بہتر ہے اسکے لیے دو مہینے کے اعتکاف سے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو کوئی خوش کرے دل کسی مسلمان کا یا مدد کرے
کسی مظلوم کی تہتر مغفرتین دیگا اُسکے لیے حق تعالی اور حدیث مین آیا ہے کہ دو خصلتین ہین کہ اُنسے بالاتر کوئی
نیکی نہین ہے ایمان لانا ساتھ اللہ کے اور نفع پہونچانا اللہ کے بندونکو اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ بہترین
اعمال سے ہے شاد کرنا کسی مسلمان کی خاطر کا اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ مدد کرو اپنے بھائی مسلمان کی
ظالم ہو یا مظلوم عرض کیا صحابہ نے کہ یا رسول اللہ مدد کرنا ظالم کا کیونکر ہوگا فرمایا ساتھ منع کرنیکے ظلم سے یعنے
اوسکی مدد یہی ہے کہ اوسکو ظلم سے باز رکھے اور منقول ہے معروف کرخی رضی اللہ عنہ سے کہ جو کوئی ہر روز یہ دعا

تین بار پڑھے اوسکو ابدالوں مین لکھتے ہین اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ تَجَاوَزْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ یا امام غزالی احیاء العلوم مین لاتے ہین کہ جو کوئی یہ دعا ہر روز تین بار پڑھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّۃِ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ تَجَاوَزْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ اوسکو ابدال کے درجہ مین لکھتے ہین

یہ دعا بھی اوسکے ترجمہ مین لکھا ہے اور حقوق مسلمان سے یہ ہے کہ عیادت کو جاوے بیمار کی کہ عیادت مریض کے ثواب بہت ہے حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی عیادت کرے بیمار کی اول دن مین تو ساتھ رحمت و مغفرت کے کرتے ہین اوسکے لیے ستر ہزار فرشتے شام تک اور اگر عیادت کرے اوسکی آخر روز مین یا اول شب مین تو دعاے مغفرت و رحمت کی کرتے رہتے ہین ستر ہزار فرشتے صبح تک اور ہوتا ہے اوسکے لیے باغ جنت مین اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی عیادت کرے بیمار کی ہمیشہ پیٹھتا جاتا ہے دریاے رحمت مین یہانتک کہ بیٹھتا ہے پس جب بیٹھتا ہے غوطہ مارتا ہے دریاے رحمت مین ف اور روایت مین آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور عیادت اپنے بھائی مسلمان کیواسطے طلب ثواب کے دور کیا جاتا ہے دوزخ سے بقدر مسیرت ساٹھ برس کے اور آداب عیادت سے یہ ہے کہ بہت نہ بیٹھے بیمار کے پاس مگر یہ کہ راضی ہو بیمار بہت بیٹھنے سے اور اوسکا حال بہت نہ پوچھے اور اظہار رقت کا کرے اور دعا کرے اوسکے لیے اور اوسکے عیبون کیطرف نظر نکرے یعنے جیسے آنکھ سوجی ہو یا منہ اور ہاتھ پانؤن ٹیڑھے ہون تو اوسکو دیکھے نہیں اسلیے کہ اوسکو شرمندگی اور ملال پہونچیگا اور حدیث مین ہے کہ پوری عیادت مریض کی یہ ہے کہ اپنا ہاتھ بیمار کی پیشانی یا ہاتھ پر رکھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عیادت ایکبار سنت ہے اور زیادہ اس سے نفل ہے اور بعضون نے کہا کہ عیادت بعد تین دن کے کرے ف لیکن یہ قول قابل اعتماد کے نہیں اور سنت نزدیک محدثین کے عیادت اول مرض مین ہے نہ بعد گذرنے تین دن کے اور اکثر علما کہتے ہین کہ عیادت مقید کسی وقت پر نہین ہے جب چاہے کرے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے عیادت امیر المومنین کے آئے اور کئی بار فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اُعِیْذُکَ بِاللّٰہِ الْاَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ مِّنْ شَرِّ مَا تَجِدُ ف ابن عباس سے ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسلمان کہ عیادت کرے مسلمان کی اور کہے سات بار اَسْاَلُ اللّٰہَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ شفا پاویگا وہ بیمار مگر یہ کہ آئی ہو موت اوسکی کہ یہ مرض لاعلاج ہے یہ روایت مشکوۃ مین ہے اور آداب مریض کا یہ ہے کہ ساتھ ادب نیک کے رہے کہ مرض سے شکایت نکرے اور جزع فزع نکرے اور صبر کرے اور دوا کرے اور بعد دوا کے توکل خدا تعالیٰ پر رکھے اور دوا کرنی منافی توکل کے نہیں ہے اسلیے کہ دوا بھی پیدا کی ہوئی خدا تعالیٰ کی ہے اور منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے عیادت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے آئے اور فرمایا کہ کہہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ تَعْجِیْلَ عَافِیَتِکَ اَوْ صَبْرًا عَلٰی بَلِیَّتِکَ اَوْ خُرُوْجًا مِّنَ الدُّنْیَا اِلٰی رَحْمَتِکَ وَاِنَّکَ سَتُعْطٰی اِحْدٰھُنَّ اور مستحب ہے بیمار کے لیے کہ کہے اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ

وَقُلْ رَبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَ عثمان بن ابی العاص سے روایت ہے کہ وہ شکوہ لائے رسولخدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس ایک درد کا کہ تھا اونکے بدن میں پس فرمایا اونکو رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رکھو ہاتھ اپنا اوس جگہ پر
کہ دکھتی ہے تیرے بدن سے اور کہہ بسم اللہ تین بار اور کہہ سات بار اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ
کہتے ہیں عثمان کہ پس کیا میں نے اسیطرح پس دفع کیا اللہ نے اوس درد کو کہ تھا میرے بدن میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو دم کرتے اپنے بدن پر قل اعوذ برب الفلق
اور قل اعوذ برب الناس اور ملتے اوس پھونک سے ساتھ ہاتھ اپنے کے یعنے پھونکتے بعض جسم پر پھر پھیرتے ہاتھ
اپنے اوس دم کی جگہ سے لیکر تمام اعضا پر جہانتک کہ پہونچ سکتے ہیں جبکہ وہ بیماری ہوئی آپکو کہ جسمیں وفات پائی تھی تو میں
کہ دم کرتی اونپر بھی دونو سورتین کہ حضرت دم کیا کرتے تھے اسطرح کہ پڑھتی میں اور لیتی آنحضرت کے دست مبارک اور
اونمین پھونکتی اور دونو ہاتھ بدن مبارک پر پھیرتی اور حضرت کے اہلبیت میں سے کوئی بیمار ہوتا تو اوسپر بھی حضرت
دم کرتے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس یہ روایتیں مشکوۃ میں ہیں اور حقوق مسلمان سے یہ ہے
کہ تعزیت کرے بھائی مسلمان کی اور اوسکے جنازہ پر حاضر ہو حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی حاضر ہو مسلمان کے
جنازہ پر اوسکو ایک قیراط کے برابر ثواب ملتا ہے حدیث میں آیا ہے کہ قیراط مانند کوہ احد کے ہے اور چاہیئے کہ
مقصود جنازہ پر حاضر ہونیسے ادا کرنا حق میت کا اور عبرت پکڑنی ساتھ موت کے ہو منقول ہے کہ مالک ابن دینار رضی اللہ
عنہ جنازہ کے پیچھے جاتے تھے اور روتے تھے اور کہتے تھے قسم خدا کی نہیں جانتا میں کہ ساتھ کس چیز کے چلو نگا یہانسے اور
کبتک رہونگا یہان اور حدیث میں ہے کہ میت کی تین چیزیں رہتی ہیں دو تو اونمین سے پھر آتی ہیں اور ایک ہمراہ
جاتی ہے وہ چیزیں کہ پھر آتی ہیں وہ اہل و مال ہیں اور وہ جو ساتھ جاتی ہے عمل ہے اور آداب تعزیت کے یہ ہیں
کہ غمگین ہووے اور بات کم کرے اور تبسم نکرے اور مصیبت زدہ کو تسلی دے اور اگر وہ جاہل ہو یا نہایت بےصبر ہو تو
صبر دینے میں مبالغہ نکرے کہ بعضے جاہل اسکے مقابلہ میں کفر بکنے لگتے ہیں نعوذ باللہ من ذلک اور حقوق مسلمانسے یہ ہے
کہ زیارت اونکی قبروں کی کرے اور چاہیئے کہ مقصود زیارت سے دعا اور نرمی دل کی ہو منقول امیر المومنین عمر
رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ جب زیارت کرتے قبرونکی اتنا روتے کہ محاسن شریف اونکی تر ہوجاتی اور کہتے کہ میں سنا ہے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے قبر اول منزل ہے منزلوں آخرت سے اگر اوس سے نجات ہوئی تو کام
بعد اسکے آسان ہے اور اگر اوسمین نجات نہوئی تو دشواری ہے ابو دردا رضی اللہ عنہ قبروں میں بیٹھتے تھے پس لوگوں نے
پوچھا لوگوں نے سبب اسکا کہا کہ کیونکر نہ بیٹھوں میں ساتھ ایسی قوم کے کہ یاد دلاتی ہیں مجھے آخرت کو اور جب اوٹھتا ہوں
بیہانسے تو امن میں رکھتے ہیں مجکو غیبت سے یعنے جب مرنا اپنا یاد آیا تو فرصت غیبت کی کہاں اور حاتم اصم رضی اللہ عنہ نے
کہا کہ جو کوئی کہ گذرے قبروں پر اور اپنے حال میں تفکر نکرے تو خیانت کی اوسنے اپنے حق میں بھی اور اونکے حق میں بھی

بیٹے اونکی زیارت سے جو سوچ ہوتا اپنے حال میں اور موت یاد آئی جب وہ ہوئی تو گویا خیانت کی اونکے حق میں
بھی اور اپنے حق میں بھی اور حدیث میں آیا ہے کہ ایکروز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار گذرے ایک جگہ پر پس
کود اہر کیا اونٹ اپنا پوچھا کہ یہاں مقبرہ کفار کا ہے عرض کیا صحابہ نے کہ ہاں یا رسول اللہ ہے فرمایا کہ جو کچھ کہ میں
سنتا ہوں کہ کیا عذاب ہوتا ہے اہل قبور کو اگر تم سنو تو ترک کردو کھانے پینے کو اور منقول ہے امیر المومنین عمر
رضی اللہ عنہ سے کہ ایکروز ہم ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبرہ کیطرف باہر نکلے پس بیٹھے آپ ایک قبر پہ
اور روئے اور ہم بھی روئے پس فرمایا کس چیز نے رولایا تمکو کہا ہمنے کہ آپکے رونے نے رولایا ہمکو یا رسول اللہ
فرمایا کہ یہ قبر ہے آمنہ وہب کی بیٹی کی کہ یہ نام آنحضرت کی والدہ کا ہے اذن چاہا میں نے خدا تعالے سے کہ زیارت کروں میں
اسکی پس اذن دیا مجکو اور بعد اسکے اوسکی مغفرت مانگنے کا اذن چاہا میں نے پس اذن ندیا مجکو پس رولایا مجکو
شفقت مادری نے اور یہی کلام ہے متقدمین کا کہ آپکے والدین کی مغفرت نہیں ہوئی بسبب کفر کے لیکن بعضے
متاخرین نے ملاحظہ کیا ہے آنحضرت کے والدین کے کافر کہنے سے اور کہتے ہیں کہ تمام باپ دادا آنسرور کے
با ایمان گئے ہیں اور بعضوں نے توقف کیا ہے اس مسئلہ میں اور آداب زیارت قبور کے یہ ہیں کہ اول گھر میں دو رکعت
نماز کی ادا کرلے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور تین بار سورہ اخلاص پڑھے اور ثواب اسکا میت کو بخشے
بعد اسکے راہ میں لایعنی بات میں مشغول نہووے اور جب مقبرہ میں پہونچے تو جوتا اتارے کہ حدیث میں اسکا امر آیا ہے
اور جب قبر پر پہونچے تو سامنے میت کے منہ کے کھڑا ہووے اور سلام کرے جیسے کہ زندوں پر کرتا ہے بعد اسکے قبلہ
کیطرف منہ کرکے کھڑا رہے اور کھڑا ہونا پست جگہ میں اولی ہے کھڑے ہونے سے بلند جگہ پر اور قرآن پڑھے اور دعا کرے
اللہ تعالے سے اور تضرع کرے اور قبر کو بوسہ نہ دے اور نہ ہاتھ اوسپر رکھے کہ یہ نصاری کی عادات سے ہے اور
یہ دعا پڑھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَہْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ یَرْحَمُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ وَلِلْمُتَقَدِّمِیْنَ
مِنْکُمْ وَالْمُتَاَخِّرِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ اور اگر مقبرہ شہدا کا ہو
تو یہ کلمات بھی کہے سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ بعد اسکے بیٹھے اور کہے بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی
مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ بعد اسکے کہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ
وَہُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بعد اسکے سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی پڑھے بعد اسکے قل ہو اللہ
سات بار پڑھے یا دس بار کہ حدیث میں آیا ہے کہ حقتعالی اس سے ایک نور پیدا کرتا ہے میت کی قبر میں اور گناہ
زیارت کرنیوالیکے بخشتا ہے اور مردوں کے لیے دعا کرے اور کہے اَللّٰہُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتَہُمْ وَاٰمِنْ رَوْعَتَہُمْ وَ
لَقِّنْ حُجَّتَہُمْ وَنَفِّسْ غُرْبَتَہُمْ وَنَوِّرْ تُرْبَتَہُمْ وَارْحَمْ غُرْبَتَہُمْ وَتَقَبَّلْ حَسَنَاتِہِمْ وَکَفِّرْ سَیِّاٰتِہِمْ وَ
صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اور بہتر ہے

اور ساعت زیارت کا دن پیر کا اور جمعرات اور شنبہ اور جمعہ ہیں اور زیارت کرنی دن جمعہ بعد نماز جمعہ کے اولیٰ ہے اور رات میں شب جمعہ کی
بھی اولیٰ ہے زیارت کے لیے خصوصاً شب برات اور سب وقت میں زیارت کے لیے جب چاہے کرے جو کچھ بن آوے اور اپنے
خویش کنبہ اور ہمسایہ اور تمام خلائق سے اور جمیع تمام اخلاق کا یہ ہے کہ جیسا کہ اپنے تئین دوست رکھے ویسا ہی اوروں کو
دوست رکھے کہ کمال ایمان کا یہی ہے اور چاہیے کہ کسیکو زندہ اور مردہ سے بنظر حقارت نہ دیکھے اگرچہ فاسق ہو شاید کہ
ختم کار اوسکا بھلائی پر ہو اور ختم کار تیرا فسق پر کہ اعتبار خاتمہ پر ہے جیسا حکم مستوری و مستی ہمہ بر خاتمہ است و کس
نداست کہ آخر بچہ حالت گذرد بلا اور دین کو بدلے دنیا کے ہاتھ سے نہ دے کہ نہ دین ہوا اور نہ دنیا اور دنیا دار کو بنظر تکریم نہ دیکھے
کہ دنیا نزد اللہ تعالیٰ کے آگے کچھ قدر نہیں رکھتی حدیث میں آیا ہے کہ اگر دنیا کو خدا تعالیٰ کے آگے بقدر پر پشہ کے کچھ قدر ہوتی تو کسی
کافر کو اوس میں سے چلو پانی کا پینے نہ دیتا اور دنیا داروں کے ساتھ دشمنی بھی نہ کر کہ ظاہر ہوتا اسکا تیرے دین کو ایذا اور [illegible]
میں ہوگا اور اگر فساق کو بنظر رحمت سے دیکھے تو بہتر ہے کہ خدا تعالیٰ کا غضب اونپر کافی ہے اور اونپر رحمت [illegible]
اگر [illegible] اعتقاد نکر اور سامنے بات خوش آمد کے کہ تیرے منہ پر کہیں ضرورت ہو کہ وجود ایسے شخص کا کہ حاضر و غائب یکسان ہے
حکم عنقا کا رکھتا ہے اور جبتک ہو سکے آپ نیک رہ اور مت کہہ کہ دوسرا برائی کرتا ہے میں کیا بھلائی کروں کہ ہر کوئی اپنے
عمل اپنے کے گرو ہوگا اور کسیسے احتیاج نکے کہ یکتا ہو طمع مت کر کہ بغیر سوچ سمجھے کے غرض کو خوار ہوگا اور کسیسے احتیاج
کے بھی تکبر نکر شاید محتاج ہو جائے تو اور اگر کسی سے کچھ چاہے تو اور جب نہ پاوے تو دشمن اوس کا مت رہ کہ رنج دشمنی کا
بہت ہے سو رنج نہ پاوے اور جسکو جانے کہ نصیحت نہیں مانیگا اوسکو نصیحت نکر کہ دشمن ہو جاویگا اور جسے چاہے کہ نصیحت
کرنا تیرا اوس میں [illegible] نہیں کرنا کہ جو استعداد قبول کرنے نصیحت کی رکھتا ہوگا وہ آپ مان لیگا اور غرض اور حق
حاصل ہو جائیگی اور کوشش کر [illegible] کہ خوش تیری ہمسایگی لوگ نسے کم پڑے کہ عزت اسی میں ہے اور یہ بات [illegible]
قناعت کے میسر نہیں ہوتی اور اگر وہ تیری غیبت کریں یا تجھ برائی پہونچاویں تو صبر کر اور کام اپنا خدا سے جل شانہ کو
سونپ کہ صبر کو بڑی ہی تاثیر ہے قرآن مجید میں فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا
جَمِيلًا اور اونکے بدلے لینے میں مشغول نہو کہ عمر ضایع ہوگی اور شر زیادہ ہوگا اور اپنی زبان سے اپنی تعریف نکر
اسلیے کہ اگر وہ بات لائق تعریف کے واقع میں ہے تو آپ ظاہر ہو جائیگی اور اگر ظاہر نہو تو بھی غم نہیں ہے کہ اچھی بات
اچھی ہی ہے ظاہر ہو یا نہ ظاہر ہو اور جبکہ لوگ تجھکو دوست رکھیں تو جان کہ تجھمیں کچھ نقصان ہے اسلیے کہ سب
بغض دوستی اللہ کے ہاتھ ہے [illegible] اللہ کے نزدیک اگر تو اچھا ہوتا تو وہ لوگوں کے دلونکو بھی مائل کرتا تیری طرف
اور [illegible] لوگ نیک لوگ ہیں [illegible] اونکا اسمیں کچھ اعتبار نہیں کہ وہ اچھونکو برا جانتے ہیں اور برونکو اچھا یہ بات عقل والون
سے سمجھی جاتی ہے اور اکثر لوگونکی صحبت سے بھاگتا رہ کہ جو کہ قابل صحبت کے ہیں بہت ہی کم ہیں قول ہے حضرت امیر المومنین
شاہ مردان رضی اللہ عنہ کا کہ اِخْوَانُ الزَّمَانِ جَوَاسِيسُ الْعُيُوبِ اور جسکا تو امتحان نکرے اسپر اعتماد نکر

اور تھوڑی سی ملاقات و ہمنشینی پر مغرور نہو جبتک کہ معاملہ کر نہ پڑے اور حق امتحان کا یہ ہے کہ سب حالتونمین اوسکو آزماوے تو حالت معزولی مین بھی اور حکومت مین بھی اور محتاجگی مین بھی اور غنا مین بھی اور غضب مین بھی اور رضا مین بھی اور حاضر مین بھی اور غائب مین بھی اور عیش مین بھی اور سختی مین بھی جب سب حالتونمین یکسان ہو تو وہ قابل مصاحبت کے ہے پس اگر ایسا آدمی پاوے تو اگر بڑا ہے تو اوسکو بجاے باپ کے جان اور اگر چھوٹا ہے تو بجاے بیٹے کے جان اور اگر برابر ہے تو بھائی ٹھہرا اوسکو وگرنہ کنارہ کر اوس سے نہ بھائی کسیکا ہو اور نہ باپ اور نہ بیٹا فصل ورمیان بیچ حقوق ہمسایہ اور مان باپ اور اولاد اور بردیگر پس حقوق ہمسایہ کے اول جاننا چاہیے کہ ہمسایہ کا حق ہے اگرچہ مشرک ہو اور بیچ تاکید رعایت کرنے حقوق ہمسایہ کے حدیثین بہت آئی ہین آیا ہے حدیث مین کہ اَحْسِنْ مُجَاوَرَۃَ مَنْ جَاوَرَکَ تَکُنْ مُسْلِمًا یعنے نیکی کر ہمسایہ سے تا مسلمان ہووے تو ہمسایہ کے ساتھ نیکی کرنیکو سبب اسلام کا کیا تا جانے تو کہ مسلمانی بیچ رعایت حق ہمسایہ کے ہے حدیث مین آیا ہے کہ جب جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو اوکر نے حق ہمسایگی کے وصیت کرتے اور حدیث مین آیا ہے کہ پتھر مارنا ہمسایہ کے کتے کو ایذا اوسکی ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہا کسی نے کہ فلانا شخص ہمیشہ روزے رکھتا ہے اور شب بیدار رہتا ہے لیکن ہمسایہ کو ایذا دیتا ہے فرمایا کہ وہ آگ دوزخ مین ہے اور آیا ہے کہ ایک بزرگ نے لوگونکے آگے ہتایت چوہون کی شکایت کی لوگون نے کہا کہ بلی کیون نہین رکھتے تم کہ چوہے جاتے رہین کہا کہ مین ڈرتا ہون کہ بلی کی آواز سنکر ہمسایہ کے گھر مین چلے جاوین پس جو کچھ کہ مین اپنے لیے نہ پسند کرون دوسرے کیلیے کیونکر پسند کرون اور حق ہمسایہ کا یہ دفع کرنا ایذا ہی کا نہین ہے اوس سے بلکہ باوجود اسکے چاہیے یہ کہ رحمت و شفقت بھی کرے اور اوسکی ایذا پر تحمل کرے کہ آیا ہے کہ فردا قیامت کو ہمسایہ فقیر ساتھ غنی کے جھگڑیگا کہ کیون نہ اسکے ساتھ احسان کیا اور جملہ حقوق ہمسایہ سے یہ ہے کہ ابتدا کرے اوس سے ساتھ سلام کے اور لڑے نہین اوس سے اور تھوڑی سی چیز پر مناقشہ نکرے اوس سے اور اوسکا حال بہت نہ پوچھے خصوصًا اوس وقت کہ مدد نکرسکے اوسکی اور اگر وہ بیمار ہو تو عیادت کرے اور مصیبت مین تسلی دے اور غم و شادی مین شریک ہو اور اوسکی خطا سے درگذر کرے اور اوسکے قصور معاف کرے اور کوٹھے پر سے اوسکے گھر مین نظر نکرے اور اگر اسکی دیوار پر کڑی رکھے تو مانع نہو اور اگر اوسکے پرنالہ سے پانی آوے تو لڑے نہین اوس سے اور اوسکی راہ تنگ نکرے اور جو کچھ کہ اوسکے گھر مین آوے اوسکو دیکھے نہین یعنے اسلیے کہ شاید اوسکو ناگوار ہو اور عیب اوسکا ڈھانکے اور اوسکے گھر کے لوگونکو نہ دیکھے اور اوسکی لونڈی پر نظر بد نکرے اور اگر ہمسایہ کہین جاوے تو اوسکے گھر کی محافظت سے غافل نرہے اور اوسکی اولاد پر مہربانی کرے اور جو کچھ کہ دین و دنیا مین اوسکے کام آوے بتاوے اور اگر محتاج ہووے تو قرض دیوے اور مکان اپنا اتنا بلند نکرے کہ اوسکے گھر کی ہوا رکے مگر اوسکے اذن سے مضایقہ نہین اور اگر میوہ کھاوے تو چاہیے کہ اوسکے گھر بھی بھیجے اور اگر بھیجنا منظور نہ

لہٰذا ایسا کر اوسکو شرم آویگی اپنے دل میں ظالم کرسکتے ہیں اور تکلیف بھی [illegible] اور نیز [illegible] تو اوسکو [illegible] کا سبب کا

تو پوشیدہ کھاوے اور اپنے بیٹے کو میوہ لیکر باہر نہ نکلنے دے تا بیٹا ہمسایہ کا نہ دیکھے اور اپنے باپ سے ہٹ نکرے اوسکے لیے کہ مجکو بھی دے حاصل یہ کہ تمام حقوق اسلام کے مع حقوق ہمسائگی کے بجالاوے مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین عبد اللہ بن عمر کے پاس تھا اور اونکا غلام ایک بکری ذبح کر رہا تھا عبد اللہ نے کہا اے غلام اول اس بکری مین سے یہودی کے گھر بھی بھیج کہ ہمسایہ ہمارا ہے اور یہ بات مکرر کہی عبد اللہ نے اور منقول ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ مین دو ہمسایے رکھتی ہون کہ ایک میرے دروازے کے سامنے رہتا ہے اور ایک اوس سے پرے رہتا ہے اور کبھی میرے پاس ایک چیز ہوتی ہے کہ دونو کو نہین پہونچ سکتی پس اون دونو مین سے کونسا مقدم ہے فرمایا وہ کہ گھر اوسکا سامنے دروازہ کے ہے آور منقول ہے کہ ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ یا رسول کیونکر معلوم ہووے کہ مین نیک ہون یا بد فرمایا کہ اگر تیرے ہمسائے تجکو نیک کہین تو نیک ہے تو اور اگر بد کہین تو بد ہے آور حدیث مین آیا ہے کہ جسکو خدا تعالے بھلائی پہونچایا چاہتا ہے تو شہید کرتا ہے اوسکو عرض کیا صحابہ نے کہ شہید کرنا کیونکر ہوتا ہے یا رسول اللہ فرمایا اسطرح کہ دوست رکھین اسکو ہمسائے آور حقوق ماں باپ اور اولاد کے پس جان کہ صلہ رحم ایک واجب ہے واجبات مین سے یعنے اگر اقربا اوسکے محتاج ہون اور اوسکو دسترس ہو تو واجب ہے کہ خبرگیری اونکی قسم نان ونفقہ سے کرتا رہے آور رحم اوس قرابت کو کہتے ہین کہ بواسطہ پیٹ کے ہو اگرچہ دور ہو اور اگر باوجود اسکے قرابت اس طرح کی ہو کہ حرام ہو اوس سے نکاح تو اوسکو ذی رحم محرم کہتے ہین پس ہو سکتا ہے کہ ایک شخص ذی رحم بھی ہو اور محرم بھی مانند باپ اور ماں بھائی اور بہن اور مانند انکے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک شخص محرم ہو لیکن ذی رحم نہو مانند دو شریکی بہن بھائی کے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ذی رحم ہو اور محرم نہو مانند بیٹے چچا اور خالہ کے مثلاً اور بیچ رعایت حقوق اقربا اور رحم کے حدیثین بہت وارد ہوئی ہین حدیث قدسی مین آیا ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ رحم مشتق ہے میرے نام سے کہ رحمن ہے جو کوئی ملاوے رحم سے یعنے سلوک کرے ناتے دار سے ملاؤنگا مین ساتھ اوسکے یعنے رحمت کرون اوسپر اور جو کوئی کاٹے ناتا کاٹونگا مین اوس سے یعنے اپنی رحمت سے محروم کرون اوسکو آور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی چاہے کہ عمر میری دراز ہو اور رزق وسیع تو چاہیے کہ ڈرے خدا سے اور ملاوے ناتا یعنے سلوک کرے ناتے دارون سے آور ابوذر کہتے ہین کہ وصیت کی مجکو خلیل میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ سلوک کرنیکے اقربا سے اگرچہ فقیر ہوجاوین اور وصیت کی یہ کہ حق کہے تو اگرچہ تلخ ہو اور یہ بھی حدیث مین ہے کہ صدقہ دینا مسکینون کو ایک صدقہ ہے اور ذی رحم کو دینا دو صدقے ہین یعنے دگنا ثواب ہوتا ہے اور یہ بھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین خیرات کرنی ہے اون اقربا پر کہ دشمنی رکھتے ہون اس سے اور یہ داخل حسن خلق کے ہے اور مرتبہ صدیقون کا ہے اور چونکہ ماں باپ اور اولاد قریب تر اقربا کے ہین ضرور ہوا کہ حق قرابت اور رحم انکے باب مین زیادہ سے زیادہ ہو

حقوق ماں باپ اور اولاد کے

حقوق ذی رحم

آور حدیث مین ہے کہ نیکی کرنی والدین سے افضل ہے نماز اور روزہ اور حج اور عمرہ اور جہاد سے اور یہ بھی حدیث مین ہے کہ او بہشت کی پانسو برس کی راہ سے آتی ہے اور نہین پاویگا اوس بو کو نافرمان مان باپ کا اور کاٹنے والا ناتے کا آور ایکروز آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوے تھے کہ ایک شخص پہونچا اور کہا یا رسول اللہ آیا کچھ حق ہے مان باپ کا کہ باقی رہتا ہے بعد مرنے انکے فرمایا کہ ہان دعا اور بخشش مانگنی ہے انکے لیے اور بجالانا انکے عہد کا اور اکرام کرنا انکے دوستون کا آور حدیث مین ہے کہ نیکتر مین نیکونکا وہ ہے کہ باپ کے دوستونسے نیک ہو آور یہ بھی حدیث مین ہے کہ جب ملائکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ زمین پر آتے ہین تو اول مکہ مین اوترتے ہین بعد ازان ہر جانب مین متفرق ہوتے ہین پھر مکہ مین جمع ہوتے ہین پس پوچھتے ہین جبرئیل علیہ السلام اونسے کہ جانتے ہو تم کہ کیا معاملہ کیا حق سبحانہ وتعالی نے امت محمد علیہ السلام کے ساتھ اس شب مین ملائکہ کہتے ہین کہ سبکو بخشا مگر تین جماعت کو مان باپ کے ایذا دینے والونکو اور شراب خوارونکو اور اونکو کہ کینہ رکھتے ہین مسلمانونسے آور حقوق مان کے زیادہ ہین باپ کے حقوق سے بیچ مہربانی اور خبرگیری کرنیکے حدیث مین آیا ہے کہ یہ اس سبب سے ہے کہ والدہ زیادہ مہربان ہے باپ سے اور دعا سے مہربان کی رد نہین ہوتی یعنے پس اس سبب سے اسکا حق زیادہ ہے آور ایکروز اسما بیٹی امیر المومنین حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئین اور عرض کیا یا رسول اللہ میری مان آئی ہے لیکن ہے وہ مشرک آیا احسان کرون مین اوس سے اور حق صلہ رحم کا بجالاؤن فرمایا کہ ہان اور جیسیکہ بیچ رعایت کرنے حقوق والدین کے حدیثین آئی ہین بیچ حقوق اولاد کے بھی آئی ہین ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کونسی نیکی بہتر ہے یا رسول اللہ فرمایا نیکی کرنی مان باپ سے کہا اوسنے کہ مان باپ نہین رکھتا مین فرمایا نیکی کرنی ساتھ اولاد کے اسلیے کہ جیسیکہ تیری مان باپ کا حق ہے تجھپر اسیطرح تیری اولاد کا بھی تجھپر حق ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ رحمت کرے حقتعالی اوس باپ پر کہ مدد کرے اپنے بیٹے کی نیکی پر یعنے باعث ہو اسکو نافرمانی پر اگر بد ہو آور حدیث مین ہے کہ جب بیٹا چہ برسکا ہو تو ادب دے اوسکو اور جب نو برسکا ہو تو بچھونا اوسکا جدا کرے اور جب تیرہ برسکا ہو تو نماز نہ پڑھنے پر مارے اوسکو اور جب سولہ برسکا ہو تو نکاح کر دے اوسکا بعد ازان اوسکو سپرد خدا کے کرے کہ جو کچھ حق تھا ادا ہوا آیندہ جو کچھ اوسکے نصیب مین ہو اور بعضی حدیثون مین آیا ہے کہ جب سات برس کو پہونچے فرزند تو حکم کرے اوسکو نماز کا اور جب دس برس کو پہونچے تو مارے اوسکو اگر نماز نہ پڑھے آور ایکروز اقرع بن حابس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ بوسہ لیتے تھے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا کہا کہ میرے دس بیٹے ہین مینے ہرگز نہین بوسہ لیا کسیکا فرمایا مَنْ لَا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ یعنے جو کوئی رحم نکرے رحم نکیا جاوے اوسپر یعنے اللہ تعالی اوسپر رحم نہین کرتا آور یہ بھی حدیث مین ہے کہ رِیْحُ الْوَلَدِ مِنْ رِیْحِ الْجَنَّۃِ یعنے بو فرزند کی بو جنت کی ہے آور ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے تھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ روتے تھے پس اوترآئے حضرت منبر پر اور اوٹھالیا اونکو اور آیت پڑھی اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ

سلہ ترجمہ سوا اسکے نہین کہ مال تمہارا اور اولاد تمہاری فتنہ ہین ٭

اور حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگونکو نماز پڑھا رہے تھے اور سجدے میں تھے کہ حسنؓ آئے اور اوپر گردن مبارک آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار ہوئے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دراز کیا سجدہ کو یہانتک کہ لوگون نے بسبب درازگی سجدہ کے خیال کیا کہ کوئی امر حادث ہوا ہے جب تمام کیا نماز کو تو صحابہ نے عرض کیا کہ کیون دراز کیا آپنے سجدہ کو یا رسول اللہ فرمایا کہ میرے بیٹے نے مجکو سواری بنایا تھا مکروہ جانا مینے کہ شتابی کرون تا وہ حاجت اپنی ادا کرلے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مجمل حقوق والدین کے وہ ہین کہ بیچ حقوق یارانہ اور بھائی چارہ کے مذکور ہوئے بلکہ یہ رابطہ موکدتر اور قوی تر ہے رابطہ بھائی چارہ سے اور یہان دو امر زیادہ ہین کہ بیچ رابطہ بھائی چارہ کے رعایت انکی واجب نہین ہے ایک تو یہ کہ اکثر علما متفق ہین کہ فرمانبرداری مان باپ کی واجب ہے شبہات مین اگرچہ حرام محض مین واجب نہین پس اگر طعام شبہہ کا ہو اور مان باپ تیرے نہ کھانیسے اوسکو ایذا پاتے ہون تو واجب ہے کہ اطاعت کرے تو اسلیے کہ ترک کرنا شبہہ کا ورع کے قبیلہ سے ہے اور رضا مان باپ کی اصل واجب ہے پس ترجیح رکھتی ہے رعایت انکی رضا کی رعایت ورع پر اور دوسرے یہ کہ جائز نہین ہے سفر کرنا واسطے حج نفل کے مگر اونکے اذن سے اور بموجب قول بعض کے واجب نہین ہے جلدی کرنی حج فرض مین یعنے سال اول مین کرنا واجب نہین ہے بدون انکے اذن کے اور نکلنا واسطے طلب کرنے علم نفل کے بھی جائز نہین ہے مگر یہ کہ علم فرض ہو قسم علم نماز و روزہ سے اور شہر مین کوئی ہووے نہین کہ تعلیم کرے تو جائز ہے منقول ہے کہ ایک شخص یمن سے ہجرت کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور قصد جہاد کا کیا آپنے اوسکو فرمایا کہ آیا زندہ ہین مان باپ تیرے یمن مین اوسنے کہا کہ ہان فرمایا کہ آیا اذن دیا ہے انھون نے تجکو جہاد کرنیکا اوسنے کہا کہ نہین فرمایا کہ پھر جا اور اذن طلب کر اگر اذن دین وہ تو جہاد کر ورنہ جا اور جبتک ہوسکے نیکی کر اونسے کہ یہ بہتر ہے اون چیزون سے کہ حکم کیا گیا ہے ہمکو اونکا بعد توحید کے اور ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تا مشورت کرے آنحضرت سے جہاد مین جانیکی فرمایا کہ آیا ہے تیری مان اوسنے کہا ہان فرمایا جا اور اوسکے پاس رہ کہ بہشت اوسکے پاؤن مین ہے اور حدیث مین ہے کہ حق بڑے بھائیکا مانند حق باپ کے ہے فقط کتاب شرعۃ الاسلام مین لکھا ہے کہ حدیث مین آیا ہے کہ نہین اوترتے ملائکہ یعنے رحمت کے اوس قوم پر کہ جنمین کاٹنے والا ناتے کا ہے اور لکھا ہے علمانے کہ سلوک کرنیوالا ناتے دار وہ ہے کہ ناتے دار اوس سے انقطاع کرتے جاوین اور یہ سلوک کرتا رہے اونسے پس صلہ رحم یعنے سلوک کرنا ناتے دارونسے واجب ہے اگرچہ ساتھ سلام اور دعا اور ہدیہ کے ہو اور مکروہ رکھی ہے بعضے بزرگون نے ہمسائگی اقربا کی اسلیے کہ اس سے حرمت اور ہیبت نہین رہتی بلکہ باعث ہوتا ہے یہ انقطاع کا اور ملاقات کرتا رہے قرابتیون سے کبھی کبھی اسلیے کہ زیادہ کرتا ہے الفت و محبت کو بلکہ ملاقات کیا کرے انسے ہر ہفتہ یا ہر مہینہ مین اور رہو وین ہر قبیلہ کے لوگ اور ہم جدی یکتن ہو کر رہین

غیر و نیر اور نہ رد کرے بعضا انکا حاجت بعضے کی اسلیے کہ یہ قبیلہ کا ٹنے ناتے کے سے ہے اور سمجھین چچا اور
بڑے بھائیکو اور ماموں کو بمنزلہ باپ کے اور سمجھین خالہ اور پھوپھی کو بمنزلہ ماں کے توقیر اور خدمت اور اطاعت
مین آور جاننا چاہیے کہ نیکی کرنی ماں باپ سے افضل چیز ہے اون چیزوں مین سے کہ نزدیک کرتی ہین اللہ تعالی
سے اور اللہ تعالی نے اونکے احسان کرنیکو اپنی عبادت کے ساتھ ذکر کیا ہے بسبب بڑی ہونے شان اسکیلیے یعنی
اس آیۃ مین وَقَضٰی رَبُّكَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اور حدیث مین آیا ہے کہ نیکی کرو اپنے
باپ سے نیکی کرینگے تم سے تمہارے بیٹے اور حق ماں کا بہت بڑا ہے باپ کے حق سے پس نیکی کرنی ماں سے بہت واجب
ہے اور حدیث مین آیا ہے اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ پس ماں باپ کے حقوق مین سے یہ ہے کہ تملق
کرے اونسے اور خدمت کرے اونکی جبتک کہ زندہ ہین وہ یہانتک کہ راضی ہوجاوین اور نہ ڈانٹے اونکو شیٔ مین
اگرچہ تھوڑا سا ہو اور نہ بلند کرے آواز اپنی اونکی آواز پر کہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ اور اونسے پکار کر
کلام نکرا اور اطاعت کرا اونکی مباح چیزوں مین اسلیے کہ رضا رب جل جلالہ کی اونکی رضا مین ہے اور غصہ اللہ تعالی کا
اونکے غصہ مین ہے اور نہ نسبت کرا اپنے کو طرف غیر ماں باپ کے اونکو حقیر جانکر جیسے بعضے اراذل اپنی کو سید یا
بزرگ زادہ بنا دیتے ہین سنتے کیسکی اولاد مین مشہور کردیا اپنے کو کسیکی اولاد مین پس یہ بات باعث لعنت کی
ہے اور خرچ کرا ونپر اپنے مال مین سے کہ بندہ حساب نہین پوچھا جاویگا خرچ کرنیسے ماں باپ پر یعنے اگرچہ کتنا ہی
دیوے اور بعضے بزرگ ماں باپ کے ساتھ کھاتے نہ تھے بخوف واقع ہوجانے بے ادبی کے اور ماں باپ پر
یہ حق ہے اولاد کا کہ نہ باعث ہوں اولاد کی نافرمانی کے بسبب بدمعاشی اور ظلم کرنیکے انپر اور مدد کرین اولاد
کی بھلائی پر اور فرزند کو چاہیے کہ دیکھے طرف ماں باپ کے ساتھ محبت اور مہربانی و شفقت کے تا حاصل ہو اوسکو
عوض ہر نظر کے ثواب حج مقبول کا یعنے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی اپنے ماں باپ کیطرف دیکھتا ہے نظر
شفقت و محبت سے تو اوسکو ثواب حج مقبول کا بدلے ہر نظر کے ملتا ہے اور نہ چھوڑے ماں باپ کو بسبب جہاد یا حج
یا طلب علم یا طلب مال کے اسلیے کہ خدمت انکی افضل ہے ان سب چیزوں سے یہانتک کہ روایت کیا گیا ہے کہ ابوہریرہ رضہ
نے نہین حج کیا یہانتک کہ مری ماں اونکی اور رہتے ابوہریرہ کہ صبح کو جاتے ماں کے دروازے پر اور کہتے سلام ہو تجھپر اے
ماں میری اور رحمت اللہ کی اور برکتین اوسکی جزا دے تجکو اللہ مجھے نیک جیسکہ پرورش کیا تو نے مجکو چھوٹی عمر
مین پس جواب دیتین اونکو ماں اونکی کہ تجکو بھی جزا دے اللہ مجھے نیک جیسکہ سلوک کیا تو نے مجھے بڑے ہوکر پھر نکلتے
ابوہریرہ اور پھر آتے اور کہتے مانند اسکے آور حقوق ماں باپ کے یہ ہین کہ بر لاتے انکے حکم کو اور تواضع کرے انکے لیے
اور آپ خدمت کیا کرے انکی اور بر موقوف نرکھے اور چارہ نکرے انکی خدمت سے اگرچہ وہ مشرک ہوں اور مصاحب ہو
انکا دنیا مین اچھی طرح جیسکہ حکم کیا اللہ تعالی نے وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا اور رعایت کرے ماں باپکے

حقوق کی بعد مرنے انکیکے یہ ہیں کفنا دے اور دفنا دے اونکو اور نہ بد دعا کرے اونپر جبکہ ہون وہ کافر بلکہ دعا کرے اونکے ہدایت کی جبتک کہ وہ زندہ ہین پھر سونپے امر اونکا طرف اللہ تعالی کے جیسیکہ آیا ہے بیچ قصہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ کے اور نہ چلے آگے ماں باپ کے اور نہ بالانشینی کرے اونپر مجلس میں اور نہ پکارے اونکو نام لیکر بلکہ کہے اے ماں میری اور اے باپ میرے جیسیکہ قرآن میں آیا ہے یَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ اے باپ میرے کرو وہ چیز کہ حکم کیا جاتا ہے تمکو اور مانند اسکی اور نہ برا کہے کسیکی ماں باپ کو اسلیے کہ وہ برا کہیگا اسکے ماں باپ کو اور نہ سبقت کرے اونپر کسی چیز میں اور نہ دیکھے تیز نظر سے اونکو اور اونکے حقوق میں سے بعد اونکے مرنیکے یہ ہین کہ نماز پڑھے اونپر جبکہ ہون وہ مومن اور استغفار کرے اونکے لیے اور پورا کرے اونکے عہد کو اور وصیتون کو اور اکرام کرے اونکے دوستون کا اور سلوک کرے اونکے ناتے دارونسے اور دوستونسے حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی دوست رکھے یہ کہ سلوک کرے اپنے باپ سے اونکی قبر میں پس چاہیے کہ سلوک کرے اپنے ماں باپ کے بھائیونسے بعد اونکے اور سبکے مرین ماں باپ اور بندہ زندہ ہو تو چاہیے کہ بخشش مانگے اونکے لیے اور تصدق کرے اونکے لیے یہانتک کہ لکھا جاوے بار یعنے نیکی کرنیوالا ماں باپ سے اور حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی زیارت کرے اپنے ماں باپ کی قبر کی ہر ہفتہ میں لکھا جاویگا بار اور نیت کی ساتھ تصدق کرنے مال اپنے کے ماں باپ کیطرف سے پس نہین ناقص ہوگا اسکے اجر مین سے کچھ اور ہوگا انکے لیے مانند ثواب اسکے اور تھے بعضے بزرگ کہ پھینکتے تھے پتھر راہ مین سے داہنی طرف تو نیت کرتے اپنے باپ کیطرف سے اور دوسرا پتھر بائین طرف پھینکتے تو اپنی ماں کیطرف سے نیت کرتے یعنے حدیث شریف میں آیا ہے کہ دور کرنا ایذا کا راہ مین سے ایک شاخ ہے ایمان کی پس یہ فعل اپنے ماں باپ کیطرف سے کرتے تا وہ ثواب پاوین اور بعضے بزرگ لقمہ کو روکتے تھے اور ارادہ کرتے ماں باپکی پر یعنے احسان کا یعنے یہ نیت کرتے کہ اسکا ثواب انکو پہونچے اور ہم اونکے احسان کرنیوالون مین لکھے جاوین پس اسمین دلیل ہے اسپر کہ تمام نیکیان بندیکی ماں باپ کے سلوک سے ہین یعنے جو نیکی انکی نیت سے کریگا وہ داخل ہے انکے ساتھ احسان کرنیمین بسبب حاصل ہونے ثواب کے انکے لیے اور دو رکعت نماز پڑھی ماں باپ کے ثواب پہونچانیکے لیے اول روز مین پہلے غذا کھانیکے کہ پہونچیگا انکو ثواب اوسکا اور قاصر جانے اپنے کو بیچ ایفاء حق انکیکے اسلیے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نہین بدلہ اوتار سکتا ماں باپ کا مگر یہ کہ آزاد کرے اونکو کسیکی بندی مین سے تمام ہوا مضمون شرعۃ الاسلام کا پس چاہیے ہر مسلمان کو کہ غور کرے ان مضامین مین اور ماں باپ کی اطاعت کرے اور اونکے حقوق ادا کرے اور اونکی نافرمانی سے بچے کہ ماں باپ کی ایذا بہت بری چیز ہے کتاب درۃ المجالس مین چند حکایت ماں باپ کے ایذا دینے کے وبال مین نقل کی ہین وہ یہان لکھی جاتی ہین حکایت ایک جوان تھا کہ اوسکو شوق حج کا ہوا اور اوسکی ماں اوسکو اجازت نہ دیتی تھی وہ بغیر کہے ماں کے چلا حج کے لیے ایک روز چورون نے اوس جوان کو پکڑا اور مال اور زاد و راحلہ اوسکا سب لیلیا اور دونون ہاتھ اور پاؤن اوسکے کاٹکر

چھوڑ گئے موذن بیت اللہ کو خواب مین حکم ہوا کہ اوٹھ اور فلانے جنگل مین جا اور فلانے جوان کی خبر لے کہ ہمکو اوسپر رحم
آتا ہے وہ موذن بیدار ہوا اور اودھر روانہ ہوا جب وہان پہونچا تو کہا کہ اے جوان تیرا کیا حال ہے اوسنے کہا کہ بیغیر
اجازت ماں باپ کے قدم راہ کعبہ مین رکھا تھا حال میرا یہ ہوا کہ جو دیکھتا ہے تاکہ بندگان خدا عبرت پکڑین کہ حج کو جائین
بغیر اجازت ماں باپ کے ایسا معاملہ پیش آتا ہے پھر جانیگا ماں باپ کو ناحق رنج دیکے اور دیکھیگا اسکا انجام کار کیا ہوگا
اوس موذن نے جوان کو کہا کہ توبہ کر اوس جوان نے توبہ کی اور موذن سے درخواست کی کہ مجکو میری ماں کے گھر
پہونچا دے تا اوسکا دل ہاتھ مین لاؤن اور جیسا کہ ہاتھ پاؤن سے جدا ہوا ہون دم آخر ایمان سے ایسا جدا نہوؤن
موذن نے اوسکو اوٹھایا اور اوسکے ماں کے دروازہ کے آگے لیجا کر بٹھا دیا اور آپ پھر آیا اوسکی ماں اندر بیٹھی تھی
جوان نے ماں کی آواز سنی کہ کہتی ہے الٰہی مین نہین جانتی کہ سفر مین میرے فرزند کے ساتھ کیا معاملہ درپیش آیا کہ بغیر
میری اجازت کے باہر نکلا تھا اب اوسکو محنت تک پہونچا کہ میرا دل اوسکے لیے بیقرار ہے جوان نے ہاتھ کٹے ہوئے سے
دروازہ کھٹکھٹایا اوسکی ماں نے کہا کہ کون ہے اور تھرہ کے دروازہ کو کھٹکھٹاتا ہے یہ خیال کیا کہ مبادا کوئی بھوکا
مسافر کہتا ہوا اوٹھکر باہر آئی اور دیکھا کہ ایک غریب بیٹھا ہے اوسکی ماں نے کہا اے غریب آ اگر تجکو حاجت ہو تو
روٹی دون غریب نے کہا کہ روٹی کیونکر لون مین کہ ہاتھ نہین رکھتا عورت نے کہا اے غریب آ گھر آ غریب نے کہا
کہ کیونکر آؤن مین پاؤن تو رکھتا ہی نہین اوسکے اس کہنے سے اوسکو مہر آئی اور کہا اے جوان غریب تیری آواز تو
میرے بیٹے کی سی ہے وہ عورت دوڑکر چراغ لے آئی اور اوسکا منہ دیکھنے لگی آگے پیچھے سے اوسکی آنکھ ٹھنڈی آتی تھی
اور کہتی تھی کہ مین بھی تیرے مانند ایک بیٹا رکھتی تھی لیکن نہین جانتی ہون کہ سفر مین کیا حال ہوا اوسکا بیٹا صبر نکر سکا
اور رونا اور فریاد و زاری شروع کی کہ اے ماں وہ بیٹا تیرا مین ہی ہون جب عورت نے یہ بات سنی تو نعرہ مارا اور
بیہوش ہوکر گر پڑی بعد ایکساعت کے جب ہوش مین آئی اور منہ اپنا آسمان کیطرف کرکے کہا الٰہی تو نے اسکو ادب دیا ہے
لیکن اسکو ہلاک نکر اور سعادت ایمان سے محروم نکر غرضکہ خوشی ماں باپ کی عجب چیز ہے اور ناخوشی اونکی بہت
بُری چیز **حکایت دوسری** ایکروز سید عالم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم گورستان جنت البقیع کیطرف تشریف
لائے ایک گور مین سے نالہ و زاری بیچ سمع مبارک مہتر بہتر عالم کے پہونچی کہ کوئی کہتا ہے اَلنَّارُ فَوْقِیْ وَالنَّارُ
مِنْ تَحْتِیْ وَالنَّارُ عَنْ یَمِیْنِیْ وَالنَّارُ عَنْ شِمَالِیْ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صحابہ کو کہ منادی کرو
کہ جس جسکے مردے اس گورستان مین ہون باہر نکلین یعنے گھرون سے پس خلائق نکلی اور اپنے اپنے عزیزون کی
گورون پہ کھڑے ہوئے بعد ازان سبکے پیچھے ایک عورت بڑھیا عصا ہاتھ مین پکڑے ہوئے آئی اور گور پہ
کھڑی ہوئی مہتر بہتر عالم نے پوچھا کہ اس خاک مین تیرا کون ہے اوسنے کہا کہ میرا بیٹا ہے ولیکن اوس سے مین
بیزار ہون رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ کیون نہ خوش ہوگی تو اوسنے کہا کہ ہرگز مین خوش نہین ہونگی کہ مجکو بیچ دیا ہے

اسنے رسول علیہ السلام نے ہاتھ دعا کے لیے اوٹھایا اور کہا الٰہی حجاب درمیان مین سے اوٹھا لے تا یہ عذاب دیکھے فی الحال حجاب دور ہوا اوسکی مان نے گویہ فرزند کو بھرا ہوا آگ دہکتی ہوئی سے دیکھا اور اوسکا بیٹا آگ مین جل رہا ہے احوال بیٹے کا ایسا دیکھکر اپنے کو درپے اوسکے ڈالا اور کہتی تھی بار خدایا مین خوش ہوئی تو بھی خوش ہوا در میرے فرزند سے عذاب اوٹھالے بمجرد خوش ہونیکے عذاب اوسپر نہ رہا یہ معاملہ اسلیے ہوا کہ تا لوگ جانین کہ ایذا دینی ماں کی بہت بُری ہے اور دعا ماں باپ کی فرزند کے حق مین مقبول ہے حکایت تفسیر مین آیا ہے کہ مالک ابن دینار رحمۃ اللہ علیہ خواب مین دکھائے گئے کہ جا تو اوس جوان پر کہ حجرۂ حرم مین ہے اور کہہ کہ خدا تعالیٰ کی رحمت مین سے تیرے لیے حصہ نہین ہے مالک ابن دینار خواب سے جدا ہوے اور حرم کیطرف چلے جب وہان پہونچے تو دیکھا کہ ایک جوان ایک حجرۂ تاریک مین زار زار رو رہا ہے نظر جوان کی مالک پر پڑی جوان نے کہا کہ اے مالک بن دینار تو کیا پیغام لایا ہے مالک نے کہا کہ تو کیا جانتا ہے کہ مین پیغام لایا ہون جوان نے کہا اے مالک کتنے ہی برس ہین کہ یہ بات مجکو کہتے ہین کہ تجکو رحمت خدا تعالیٰ سے حصہ نہین ہے مالک نے کہا کہ کیا گناہ کیا ہے تو نے جوان نے کہا کہ مین مست تھا حالت مستی مین باپکو مکا مارا تھا مینے ایک دانت اوسکا ٹوٹ گیا پانچ برس گذرے ہین کہ مین رو رہا ہون ماتم اوس گناہ مین کہ دیکھا چاہیے فردای قیامت کو مجھپر کیا عذاب کرتے ہین مالک نے کہا اے جوان تیرا باپ کہان ہے کہا فلانے قبیلہ مین ہے اور کہتے ہین کہ اس سال حج کو آیا ہے مالک اوسکے نشان پر گیا دیکھا کہ اوسکا باپ کعبہ کے پیچھے ہے اور دانت اپنی ہتھیلی پر لیے ہوے سر برہنہ کہہ رہا ہے الٰہی میرے دانت پر دیکھ مالک کہتے ہین کہ مجکو رونا آگیا کہا مینے اے پیر مرد اگر فرزند نے تجکو مکا مارا عجب نہین کہ اوسکے ہاتھ سے رو دیا تو لیکن کچھ اپنے بیٹے کے حال سے آگاہ نہین ہے تو کہ پانچ برس سے اس شرمندگی سے گریہ و زاری کر رہا ہے اور تمام قصہ فرزند کا بیان کیا شفقت پدری جوش مین آئی اور رحم اوسپر کیا اور دعا کی مالک خوش ہوے اور جوان کے پاس آکر اوسکے باپ کے دعا کرنیکی خبر دی وہ جوان زیادہ رونے لگا اور کہا اے مالک تجسے ایک التماس کرتا ہون کہا کہ کیا کہتا ہے کہا اگر آج مجسے میرا باپ خوش نہو تو فردا ے قیامت کو فرشتے طوق و زنجیر میری گردن مین ڈالکر دوزخ کی طرف لیجاوینگے تم آج مجھپر وہی کرو کہ ایک رسی لاؤ اور میری گردن مین ڈالو اور کھینچتے ہوے میرے باپ کے پاس لیجاؤ اور کہو کہ گنہگار کو لائے ہین ہم جوان کو اسیطرح کیا اور اوسکے باپ کے پاس لیگئے باپ اپنے بیٹے کا ایسا حال دیکھکر دوڑ کر آیا اور رسی دور کی اور گلے سے لگا لیا اور کہا اے جان پدر مین تجسے خوش ہون اللہ تعالیٰ تجسے خوش ہووے وا ے اوسپر کہ ماں باپ اوسنے ناراض ہون اور نرے ہے وہ فرزند کہ ماں باپ اوس سے راضی ہون یا الٰہی ہمکو توفیق دے ماں باپونکے راضی کرنیکی تا تو ہمسے راضی ہو بمنہ و کمالہ کرمہ تمام ہوئین حکایتین در المجالس کی اب شروع ہوتا ہے اصل مطلب کتاب کا اور حقوق مملوک کا بیان یہ ہے جان کہ ملک دو قسم پر ہے ایک ملک نکاح ہے کہ اوسکو ملک متعہ کہتے ہین اور دوسرے ملک رقبہ

کہ اوسکو ایک ایمان کہتے ہین اور بیان حقوق مالک کا آگے آویگا اور بیان حضر کا اوپر ہو چکا اور ایک ستیہ ہین یعنے بردون کو بھی
حقوق انکے ادا کرنا واجب ہے پس رعایت انکی باعث فراخی بہشت اور درجات آخرت کے ہوں یعنے انکو راضی کریگا تو دنیا
کے امور وہ خوب سرانجام کرینگے اور آخرت کے امور بسبب فراغ خاطر کے خوب کریگا اور وصیت پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی یہی ہے ابوذر رضی اللہ عنہ سے بیچ حق مملوکوں کے اپنے کھانے سے کھلاؤ انکو اوس کھانے مین سے کہ آپ کھاتا ہو اور پہناؤ
انکو اوس لباس مین سے کہ آپ پہنتا ہو اور تکلیف نہ دو انکو اوس چیز کی کہ نکرسکین اور یہ بردہ فروش آدمی بدتر ہے
اسلیے کہ خوش رہتا ہے بیچ ڈالنے اور شکر گزاری نہین کرتا اللہ کی کہ ہمارا کیا اگر چاہتا تو تکو مملوک انکا کرتا منقول
ہے کہ عبداللہ بن عمر آنحضرت کے پاس حاضر ہوے اور عرض کیا کہ ہم کتنی بار قصور معاف کرین اپنے مملوکوں کے قصور
یا رسول اللہ پس خاموش رہے آنحضرت بعد اسکے فرمایا کہ ہر روز ستر بار معاف کیا کرو اور آیا ہے کہ ابو درداء صحابی کی
لونڈی نے ابو درداء سے کہا کہ مین تجکو مدت ایک برس تک زہر دیتی رہی لیکن تجھ مین تاثیر زہر کی نہ ہوئی پوچھا ابو درداء
نے کہ کیون زہر دیتی تھی تو کہا چاہتی تھی مین کہ تجسے خلاصی پاؤن کہا جا کہ تجکو آزاد کیا مینے اللہ کے لیے اور منقول
ہے کہ قیس بن عاصم کی لونڈی کے ہاتھ سے اوسکے بیٹے کے سر پر سیخ گر پڑا اور وہ مر گیا پس ڈری وہ لونڈی پس کہا
قیس نے کہ نہین ہے تجکو ڈر اس لونڈی کا گر آزاد ہی ہے پس آزاد کیا اوسکو اور یہ بات نہایت حلم ورضا بقضا کے
ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ میمون بن مہران کے پاس ایک مہمان آیا وہ حاضر کرنے طعام کے لیے لونڈی کو جلدی کرتے
تھے پس جلدی کی لونڈی نے اور اوسکے ہاتھ مین طباق تھا اوسکا شوربا چھلکا تمام شوربا میمون کے سر پر گرا میمون نے
لونڈی کیطرف دیکھا لونڈی نے کہا اسے تعلیم کرنیوالے خیر کے اور ادب دینے والے لوگونکے عمل کر اسپر کہ خدا تعالے
نے فرمایا ہے کہا وہ کیا ہے کہا لونڈی نے کہ فرمایا ہے وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ کہا میمون نے کہ روکا مینے غصہ کو
(اور روکنیوالے اپنے غصہ کے)
کہا لونڈی نے وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ بھی فرمایا ہے کہا معاف کیا مینے قصور تیرا لونڈی نے کہا کہ زیادہ کر
(اور معاف کرنیوالے لوگونسے)
اسپر کہ حق تعالی فرماتا ہے وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ پس آزاد کیا اوسکو میمون نے اور اس حکایت کو اخلاق المحسنین
(اور اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنیوالونکو)
مین حضرت امام حسین سے نقل کیا ہے اور آیا ہے کہ ایک شخص اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے غلام کو
مار رہے تھے اور غلام کہتا تھا کہ واسطے خدا کے بخش جب آنحضرت نے آواز اوسکی سنی تو اوسکے پاس گئے جب اون
صحابی نے حضرت کو دیکھا تو ہاتھ اوسکے مارنے سے کھینچا پس فرمایا آپنے کہ وہ تجسے خدا کیواسطے بخشواتا تھا تو نے عفو نکیا
جبکہ مجکو دیکھا تو ہاتھ کھینچا کہا اونسے کہ آزاد کیا مینے اسکو یا رسول اللہ فرمایا اگر یہ تو نکرتا تو جلاتی منہ تیرا آگ دوزخ کی
نعوذ باللہ منہ اور حدیث مین آیا ہے کہ تین شخص اول بہشت مین داخل ہونگے شہید اور مملوک کہ خدا تعالی کی عبادت
مین مشغول ہوا اور خیر خواہ اپنے مالک کا ہوا اور عیال دار کہ پارسا ہو اور تین شخص اول دوزخ مین جاوینگے امیر کہ ظلم
کرے لوگونپر اور مالدار کہ نہ دیوے حق خدا کا یعنے زکوۃ وغیرہ اور فقیر کہ تکبر کرے ساتھ فقر کے اور مجمل حقوق مملوک کے

یہ ہے کہ اسکو کھانا اپنے پہنانا اپنے مین قصور نکرے اور ایذا نہ دے اوسکو اور زیادہ اوسکی طاقت سے اوسکو تکلیف
نہ دے اور نظر نیکی اور حقارت سے اوسکو نہ دیکھے اور اوسکی خطائین معاف کرے اور بحالت غصہ مین تحمل کرے
اور اگر اوس سے کچھ بیچ مال کے نقصان ہو جاوے تو ایذا نہ دے کہ یہ قصور ہوا تو کرے اپنی تقصیر مین بیچ حقوق خدا کے فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ... تعالی سبھونکو توفیق نیکی کی دے بحرمت
محمد اور آل اور اصحاب اوسکی کے مناسب اس مقام کے ایک دو حکایتین کتاب منافع المسلمین کی لکھی جاتی ہین
واسطے نفع بھائی مسلمانون کے حکایت ایک زمانہ مین ایک خواجہ نے لونڈی کو کہا کہ بچھونا درست کر لونڈی نے
کہا اے خواجہ تیرا بھی کوئی خواجہ ہے یا نہین کہا اوسنے ہان ہے کہا لونڈی نے وہ بھی سوتا ہے یا نہین کہا خواجہ
نے نہین لونڈی نے اوسکو کہا کیا تجھکو شرم نہین آتی ہے کہ خواجہ تیرا جاگے اور تو سووے خواجہ نے یہ سنکر
ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہوکر گر پڑا جب اس حالت سے ہوش مین آیا تو کہا اے لونڈی اس بات پر تجکو دیتے اپنے
مال مین سے آزاد کیا اور کہتے ہین کہ پھر وہ بزرگ کبھی نہ سوئے اور اولیاء اللہ سے ہوئے حکایت حضرت رابعہ
بصری سے کہ اولیا کاملین سے تھین کسی شخص نے پوچھا کہ سر تمہارا اس طلب مولی کا کہان سے تجھے ہاتھ لگا کہا کہ مین
سات برس کی تھی کہ اس ہنگام مین قحط البصرہ مین پڑا اور میرے ماں باپ کی وفات ہوگئی اور میری بہنین متفرق
ہوگئین اور مجکو رابعہ اسی سبب سے کہتے ہین کہ تین بہنین میری اور تھین اور چوتھی اونکی مین تھی پس مین
ایک ظالم کے ہاتھ مین پڑی اوسنے مجکو چھ درم کو بیچا اور خواجہ مجکو کام سخت فرمایا کرتا تھا ایکروز مین کوٹھے
سے گر پڑی اور ہاتھ میرا ٹوٹ گیا مینے منہ خاک پر رکھا اور کہا بار خدایا مین یتیم غریبہ قیدی ہوئی ایک شخص کی حرمت
فرما اور رضا تیری چاہتی ہون اگر تو راضی ہے تو کیا ڈر ایک آواز مینے سنی کہ اے ضعیفہ غم مت کھا کہ کل کو تجھکو ایک
جاہ ہوگا کہ مقربان آسمان تجکو اچھا جانینگے جبکہ مین اپنے مالک کے گھر مین آئی تو مینے روزہ شروع کیا اور راتکو
گوشہ مین جاکر عبادت مین مشغول ہوئی آدھی راتکو مین حق سے مناجات کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ الہی تو
جانتا ہے کہ خواہش میرے دلکی بیچ موافقت اور فرمان تیرے کے ہے اور روشنی آنکھ میری کی تیری خدمت مین
اور میری نیت پر مطلع ہے تو اگر کام میرے ہاتھ ہوتا تو ایک ساعت تیری عبادت سے نہ آسودہ ہوتی ولیکن
تونے مجکو ایک مخلوق کے ہاتھ مین اسیر کر دیا ہے پس مین یہ دعا کر رہی تھی کہ خواجہ نے میرے سر پر ایک قندیل
نور کی بغیر زنجیر کے لٹکی ہوئی دیکھی کہ تمام گھر اوس سے روشن تھا روز دوسرے مجکو خواجہ نے بلایا اور نوازا اور
آزاد کیا پس رخصت چاہی مینے اور وہانسے باہر آئی مین اور ویرانہ مین گئی کہ کوئی وہان نہ تھا اور عبادت مین
مشغول ہوئی چنانچہ رات کو ہزار رکعت نماز کی پڑھتی تھی مین **باب پانچوان بیچ بیان عزلت کے** جان کہ
مشائخ سلف کو اختلاف ہے بیچ فضیلت عزلت اور صحبت باہم کرنے کے یعنے بعضون نے کہا ہے کہ گوشہ نشینی بہتر

اور بعضون نے کہا کہ خلق مین ملے جلے رہنا بہتر ہے [illegible]
[illegible] کے دونو جانب مین واقع ہے [illegible]
اور دسوان جز عزلت مین سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا [illegible]
[illegible] ایک بزرگ گھر مین سے نکلکر [illegible]
رخسارہ سے پاک کرتے تھے اور اپنے نفس [illegible] کرتا تھا اسے نفس کہ گھر سے نکل
بعد اسکے خلوت مین گئے [illegible]
کہ بڑے صحابہ مین سے ہین گوشہ پکڑا عقیق مین [illegible]
کے اور نہ اور کام کے لیے [illegible] ایک بادشاہ [illegible] تو کہا کہ
یہ کہ نہ مین تجکو دیکھون اور نہ تو مجکو ایک شخص نے [illegible] کو کہا کہ مین چاہتا ہون کہ مصاحب تمہارا رہون کہا بعد
مرنے میرے کے مصاحب کسکا ہوئیگا تو جبکا [illegible] مصاحب ہوئیگا ابھی کیون نہین ہوتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ بہترین مجالس وہ مجلس ہے کہ گھر کی کے گوشہ مین ہو نہ کوئی تجکو دیکھے اور نہ تو کسیکو اور حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ نے سوال کیا کہ کون شخص لوگونمین سے بہتر ہے یا رسول اللہ فرمایا وہ شخص کہ جہاد کیا ہو
اوسنے راہ خدا مین کہا صحابہ نے بعد اسکے کون افضل ہے فرمایا وہ شخص کہ گوشہ پکڑا ہو واسطے دامن کوہ مین اور
عبادت کرے خدا کی اور نگاہ رکھے لوگونکو اپنے شر سے اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ خدا دوست رکھتا ہے
اوس شخص کو کہ متقی ہو اور لوگونکی آنکھ سے مخفی ہو اور دلیلین فضیلت صحبت یعنی باہم گھلے رہنے کی یہ ہین کہ مخالطت
اور مصاحبت سبب ہین الفت دلون اور سلام علیک کرنیکے مسلمانون سے اور مدد کرنیکے امور دین مین فرمایا
اللہ تعالی نے وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى یعنی جب لوگونمین رہیگا تو اوسپر عمل نصیب ہوگا اور فرمایا آنحضرت
(اور آپسمین مدد کرو نیکی پر اور تقوے پر)
صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْمُؤْمِنُ اِلْفٌ وَلَا خَيْرَ فِيْمَنْ لَا يَأْلَفُ یعنی مومن وہ ہے کہ الفت کرے مسلمانو
اور نیکی نہین ہے اوس شخص مین کہ الفت نکرے پس جب لوگونمین رہیگا تو اس حدیث پر بھی عمل میسر ہوگا اور حدیث
مین آیا ہے کہ ایک شخص نے ایک پہاڑ مین سکونت اختیار کی تا عبادت کرے پیغمبر خدا کے پاس اوسکو لائے پس
منع کیا اوسکو اور فرمایا کہ صبر کرنا لوگونکی ایذا پر بہتر ہے چالیس برس کی عبادت سے اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ
شیطان مانند بھیڑیے کے ہے اور لوگ بمنزلہ بکریونکے اگر کوئی بکری ریوڑ سے جدی ہو بھیڑیا اوسکو لیجائیگا دور
رکھو اپنے تئین گوشہ پکڑنیسے اور ہر ایک عزلت اور صحبت کے لیے فوائد ہین اور آفات جیسیکہ نکاح اور تجرید
کے لیے ہین پس نظر اوپر ہونے فوائد اور آفات کے کرنی چاہیے اگر فوائد عزلت کے حاصل ہون تو عزلت افضل
ہے والا صحبت بہتر ہے اور فوائد مختلف ہوتے ہین ساتھ اختلاف احوال و اشخاص کے اور جب ایسا ہوا تو ضرور ہے

بیان کرنا فوائد اور آفات عزلت اور صحبت کا اور اس باب مین تین فصلین ہین فصل پہلی بیچ فوائد عزلت کے فوائد
عزلت کے یہ ہین کہ وہ سبب فارغ کرنے دل کے ہے واسطے عبادت کے اور حضور ذکر کے اور حاصل کرنے انس کے ساتھ
مناجات حق جل وعلا کے مقصود ہوا تصفیہ فراغ کے منتظر نہین ہے اور صحبت اور مخالطت اکثر سبب تفرقہ دل
اور تشویش خاطر کی ہے اور اسی سبب سے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا کار مین کوہ حرا مین
عزلت اختیار کی یہانتک کہ نور نبوت قوت کو پہونچا کہ کثرت مانع انوار وحدت کی نہ تھی اور وجود نبوت کو زوالی
آثار کثرت کی اور حصول اس مرتبہ کا بے نبوت کے میسر نہین ہے اور حصول اسکا ہر کسی سے طمع محال ہے ازرشاید
بشرف متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر و باطن مین بعضے اولیا امت اونکی کو بھی حاصل ہو جیسے سید الطائفہ جنید
بغدادی کہتے ہین کہ تیس برس ہوئے کہ باتین میری ساتھ خدا کے ہین اور لوگ خیال کرتے ہین کہ مین ساتھ اونکے بات کرتا ہون
اور یہ مرتبہ نتیجہ استغراق اور افراط محبت کا ہے اور محال نہین ہے اسلیے کہ بیچ عشق مجازی کے واقع ہے کہ عاشق اگرچہ
ظاہر مین لوگون سے بات کرتا ہے لیکن جان اوسکی ہمیشہ آگے جانان کے ہے بیت دل پیش تو ام دیدہ بجای
دگرستم تا خلق ندانند کہ ترا می نگرستم اور جب عشق مجازی مین یہ بات حاصل ہوئی تو عشق حقیقی مین بھی
معلوم ہے کہ کیا حال ہوگا اور حکایات سلف اولیا بیچ اختیار کرنے عزلت کے بہت ہین اور جملہ فوائد عزلت سے یہ ہے
کہ اسمین سلامتی ہے لوگونکی غیبت سے اسلیے کہ سالم رہنا اوس سے باوجود مخالطت کے مرتبہ صدیقون کا ہے اور
حاصل ہونا اس مقام کا ہر کسیکو میسر نہین ہے اور عادت لوگونکی ہمیشہ نقل کرنے خبرون اور عیوب خلق کے
ہے پس اگر کوئی موافقت کرے انکی تو مستحق غضب حق کا ہو اور اگر ساکت ہے تو گناہ مین شریک ہو اور اگر انکار
کرے تو اوسکی بھی غیبت کرینگے بلکہ گالیان دینگے پس زیادہ ہوگی شر اور آفت اور عزلت مین سلامتی ہے ان باتون سے
اور فوائد عزلت مین سے یہ بھی ہے کہ صحبت اور مخالطت مین خوف فوت ہونے امر معروف اور نہی منکر کا ہے
اور یہ واجبات مین دین سے ہے اسلیے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ امر بالمعروف سے شر و فتنہ پیدا ہوتا ہے کہ دفع اسکا
پہونچانیوالا منہیات کا ہوتا ہے خصوصاً اس زمانہ مین کہ مددگار دین کے اور تابعدار شرع کے کم ہین اور فوائد
عزلت کے یہ بھی ہین کہ اسمین سلامتی ہے ریا سے اور ریا درد بے دوا ہے اور اسکے دفع کرنے مین ابدال و اوتاد
عاجز ہین اور دفع کرنا اسکا خاص صدیقون کا ہے اور عزلت سبب اسکی کمی کا ہے بلکہ قریب ہے کہ بالکل جاتا رہے
لیکن صحبت اور مخالطت مین دفع اسکا مشکل ہے اور فوائد عزلت کے یہ ہین کہ اسمین سلامتی ہے کذب و نفاق
سے اسلیے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگونمین آپسمین عداوت و خصومت ہوتی ہے پس اگر ساتھ ہر ایک کے دو شخصونمین
سے کہ انکے درمیان عداوت ہے موافقت پیش نہ آوے تو دشمن دونونکا ہوا اور اگر ایک کے ساتھ موافق ہو تو
دوسرا دشمن ہوتا ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ بدترین لوگونکا وہ ہے کہ دو رویہ ہو یعنی اگر دونون سے موافق ہو تو

مستحق اس وعید کا ہوتا ہے اور یہ بھی ہے کہ بغرض لوگو نکے وقت ملاقات کے ظاہر کرنا شوق کا اور مبالغہ کرنا یاد
میں اور پوچھنا احوال کا اور ظاہر کرنا مہربانی کا ہے اور حال انکہ دلمین کسی چیز کا بھی انمین سے اثر نہیں ہے
اور یہ نفاق محض ہے سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر کوئی میرے پاس ایک بھائی مسلمان اور مین ہاتھ داڑھی
پر پھیرتا ہون اوسکی سفارش کیلیے بسبب آنے اوسکے تو ڈرتا ہون کہ مجھکو بیچ دفتر منافقون اور ریاکارون کے
نہ لکھین اور طاؤس رحمۃ اللہ علیہ ہشام خلیفہ کے پاس آئے اور کہا کہ کیسا ہے تو اے ہشام ہشام کو غصہ آیا اور کہا کہ امیر المومنین
کیون نہ کہا تو نے فرمایا طاؤس نے کہ مجھکو معلوم نہیں ہے کہ سب تیری خلافت پر متفق ہین یا نہین اور جب یہ
معلوم ہو تو امیر المومنین کہنے مین احتمال جھوٹ کا ہے اگر کسیکو یہ قدرت ہو کہ ایسا جھوٹ اور ریا سے احتراز کر کے
تو اوسکو مصاحبت اور مخالطت لوگونکی جائز ہے اور ایسا کون ہے کہ اسطرح کر سکے اور اگلے بزرگ بیچ پرسش احوالکی
لاحظ بہت کرتے تھے کہ تا بیفائدہ پوچھا نہ جاوے ابن سیرین نے ایک شخص کو کہا کہ کیسا ہے حال تیرا اوسنے کہا کہ
کیا حال ہوگا اوسکا کہ اوسپر پانسو درم قرض ہون اور ہووے وہ عیالدار ابن سیرین گھر مین گئے ہزار درم لاکر اوس
شخص کے آگے بھیجے اور کہا کہ پانسو درم قرض مین دے اور پانسو اپنی عیال مین خرچ کر بعد اسکے ابن سیرین نے
قسم کھائی کہ حال کسیکا نہ پوچھیے اسلیے کہ حال پوچھنا بدون قصد اوسکی درستی کے ریا و نفاق ہے اور فوائد عزلت
سے یہ ہے کہ اسمین سلامتی ہے فاسقونکی مصاحبت سے اور غافلونکی ہمنشینی سے اور صحبت کو تاثیر بڑی ہے
اور طبیعت چرانی ہے اخلاق کو مصاحبت سے بایں حیثیت کہ اس شخص کو اوسکی خبر بھی نہین ہوتی اور دیکھنا
فسق و فجور کا سبب قساوت قلبی اور جاتے رہنے حمیت دین کا ہے یہانتک کہ اگر کوئی شخص منکر کسی فعل کا ہو
بعد ازان کہ مدت اسکو دیکھے انکار ساتھ اصرار کے مبتدل ہو جائیگا اور اسی سبب سے مصاحبت اغنیا کی سبب
حقیر جاننے نعمتون خداوندی کے اور سبب عیب کرنے اون لباسون اور کہانونکی ہے کہ اگر انکو فقیر پاوے
تو ہزار شکر کرے بلکہ ہر اسننا فاسقون کی خبرونکا تاثیر کرتا ہے کیا نہیں دیکھتا ہے تو کہ اگر خبرین اگلے بزرگون کی
در مقدمہ عبادات اور بھلائیونکے سنتا ہے تو کسقدر ننگ کرنے تقصیرات پر اور شوق طاعات پر باعث ہوتی ہین
اور دلمین باعث صلاح اور رابطہ خیر کا قوی ہوتا ہے اور وقت سننے خبرون اہل اسراف اور گناہگارون
اور صاحبان حظ دنیا کے کیسا باعث شہوت اور معصیت کا حرکت مین آتا ہے اور جب یہ اسننا موثر ہو بیچ متصف
ہونے دل کے ساتھ خیر و شر کے تو حال دیکھنے کا کیا کچھ ہوگا اور عادت پکڑنے اور اصرار کو بڑی تاثیر ہے بیچ ہلکا جاننے
گناہ کے اگر ایک عالم کو دیکھین کہ حریر پہنتا ہے تو اتنا عیب کرینگے کہ حد سے گذر جاوے اور اگر غیبت کرے کوئی
اوسکو عیب نکریگا باوجودیکہ غیبت اشد ہے زنا سے اور اسی جگہ سے ہے کہ بسبب شائع ہونے بعضون اور عادات ان
کے بیچ طوائف خلائق کے عیب اور برا جاننا منعدم ہو جاتا ہے اور حیا اور حجاب طرف آوری اسکے سبب اٹھا ہے

حفاظت کرے اگر عالم سے تفرقہ اور گناہ اونکے [illegible] کہ عقیدہ انکا سلامت رہیگا
اور اسکو صحبت معصیت اور بہانہ ترک [illegible] ہوتے ہین کہ وقت سننے کلامون لڑائی
اور جھگڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کے خیال کرتے ہین کہ اونہون طلب ریاست اور حب دنیا کی تھی اور اسکو حجت کرتے
ہین اور کہتے ہین کہ اسیطرح ہوتا آیا ہے کوئی نہین ہے کہ قید دنیا سے خلاصی پاوے معاذ اللہ اور یہ خبر ہون
اور وسوسون شیطان کیسے ہین اور طبیعت ہمیشہ میل بدی کیطرف رکھتی ہے اور فوائد عزلت سے یہ ہے کہ
آدمی عزلت سے فتنون اور جھگڑون سے اور بچاتا نفس کا سہنے خوض کرنے سے بیچ وقائع اور بلاؤن کے اور غالب یہ ہے
کہ شہر اور لوگ اوسکے ایسی چیزون سے خالی نہین ہین خصوصًا بیچ وقت بڑے حادثون اور وقائع شدیدہ کے اور
آدمی گوشہ نشین کو ان سب چیزون سے فراغت ہے ابن مسعود کہتے ہین کہ ایکروز آنحضرت نے ایام فتنہ اور فساد کے
یاد کیے کہا مینے یا رسول اللہ وہ زمانہ کیسا ہوگا فرمایا وہ زمانہ ایسا ہوگا کہ اس مین نہین ہوگا مرد نشین اپنے
سے عرض کیا مینے کیا فرماتے ہو مجھکو یا رسول اللہ اگر پاؤن مین اوس زمانہ کو فرمایا کہ اپنے مکان مین رہنا کہا مینے
اگر کوئی میرے مکان مین چلا آوے تو کیا کرون فرمایا اندر گھر کے چلا جانا کہا مینے اگر گھر مین بھی چلا آوے فرمایا مسجد مین
جانا اور مشغول بخدا رہنا یہانتک کہ مرجاوے تو اور منقول ہے کہ جب سعد بن وقاص کو ایام معاویہ مین خروج کیلیے
بلایا کہا کہ مین تلوار نہین پکڑونگا مگر یہ کہ دو مجھکو ایسی تلوار کہ آنکھ و زبان رکھتی ہو تا دیکھے اور کہے کہ کون مسلمان ہے کہ
چھوڑدون اوسکو اور کون کافر ہے تا ماردن اوسکو اور کہا سعد نے کہ مثل ہمارے اور تمہارے ایسی ہے کہ ایک جماعت
اُٹھا لیے بیچ میدان روشن کے سیر کرین اور ناگہان غبار آجاوے کہ عالم کو تاریک کرے اور وہ گم کرین راہ کو
پس ہر ایک ایک جانب کو جاوے اور حیران و سرگردان ہو اور راہ نپاوے مگر وہ شخص کہ توقف کیا اوسنے اور
کسی جانب کو نہ گیا یہانتک کہ غبار جاتا رہا اور راہ روشن ہوئی اور یہ وہ جماعت ہے کہ فتنہ اور فساد سے یکسو ہوئی
اور گوشہ نشینی اختیار کی اور آیا ہے کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ عراق کیطرف متوجہ ہوئے تو ابن عمر رضی اللہ
عنہما نے سنا اور انکے پیچھے دوڑے اور بعد تین دن کے اونسے ملے کہا کہان جاتے ہو اے بیٹے رسول اللہ کے
فرمایا کہ عراق کیطرف جاتا ہون کہ وہانکے سب لوگون نے عہد و پیمان کیے ہین اور خط بھیجے ہین ابن عمر نے کہا
یا حسین رض زنہار اونکے عہد و پیمان پر اعتماد نکرنا اور اونکے خطون پر خیال نکرنا مین تمہارے آگے ایک حدیث بیان
کرتا ہون جانو تم کہ جبرئیل تمہارے نانا علیہ السلام پاس آئے اور انکو درمیان دنیا اور آخرت کے اختیار دیا
اور اونہون نے اختیار کی آخرت دنیا پر اور تم جگر گوشہ پیغمبر کے ہو وہ کرو کہ اونہون نے کیا یعنی آخرت اختیار کی
آپ بھی وہی کیجیے آپکو متوقع فتح پانے کا نہونا چاہیے قضائے خداوندی نے یہ تقاضا کیا کہ حضرت امام حسین رض کو بات
ابن عمر کی باور نہ آئی ابن عمر نے انکو گلے سے لگایا اور روئے اور کہا کہ خدا کی پناہ مین دیتا ہون تمکو قتل سے اور پھر ابن عمر رض

اور سفیان ثوری نے کہا کہ یہ وہ زمانہ ہے کہ ترک کلام اسمین حلال ہوا ہے اور جب حال اُس زمانہ کا یہ تھا
تو احوال اپنے زمانہ کا جاننا چاہیے کہ کیا ہوگا اور حدیث میں آیا ہے کہ بہترین قرنوں کا قرن میرا ہے بعد ازان وہ لوگ
کہ متصل ہین ساتھ اونکے بعد از ان وہ کہ متصل ہین ساتھ اونکے بعد از ان پچھلے کا جھوٹا اور اگلے بزرگون نے کہا ہو کہ شیاطین
صحابہ کے زمانہ کے لوگون تک آتی تھی اور ساتھ حضرت کے اونکے آگے سہم جاتے تھی اور کہتے تھے کہ یہ عجیب لوگ ہین کہ دست قدرت ہمارا
دامان عصمت انکے سے کوتاہ ہے اور قدم صدق انکا مانند پہاڑ کے استوار شیطان یعنے ابلیس کہتا تھا کہ انکا پیچھا کرتا
کہ صبر کرو کہ بعد انکے کیسا حال ہوگا جب زمانہ تابعین مین آئے تو بھی زاہد پھرتے تھے کہ یہ بھی عجیب ہم شیاطین سے
ہین اور پھر اوس وقت تدارک اوسکا کرلیتے ہین شیطان کہتا تھا کہ تھوڑے صبر جاؤ بعد انکے ایسے قوم آویگی کہ مراد
تمہاری اونسے بر آویگی جب زمانہ تابعین اور تبع تابعین کا گذر گیا تو شیطانون کا دست قدرت بنی آدم پر دراز ہوا
جس طرف کہ لیگئے گئے اور اسی طرح جون جون زمانہ گذرتا جاتا ہے حال بدتر ہوتا جاتا ہے اور اگر کوئی کہے کہ اتنا شیاطین
کا اور پھرنا انکا طرف شیطان کے اور جواب دینا اسکا انکو کیونکر معلوم ہوا آیا مشاہدہ سے معلوم ہوا یا دلیل سے جواب اسکا
یہ ہے کہ یہ کاملوں کے مکاشفات مین سے ہے اسلیے کہ وہ بعض اوقات کچھ احوال دیکھ لیا کرتے ہین کہ تمام خلق اوس سے
محجوب و محروم ہین اور احتمال یہ بھی ہے کہ یہ قبیل دلیل پکڑنے اور قیاس کے سے ہو جیسا کہ سمجھنا مقاصد کا اشیا مین
ساتھ زبان حال کے ہوتا ہے اسلیے کہ نص سے معلوم ہے کہ سبب بہکانے اور گمراہ کرنے انسان کا شیطان ہے پس
جس زمانہ مین کہ گمراہی زیادہ ہو قیاس کرنا چاہیے کہ قدرت شیاطین کی اور تسلط انکا لوگون پر غالب ہے اور یہ احتمال
ضعیف ترین ایمان کا ہے اگرچہ ہے قریب الفہم اور فوائد عزلت سے یہ بھی ہے کہ اسمین خلاصی ہے لوگونکے شر سے
اور اونکی ایذا سے اسلیے کہ اکثر لوگونکا کام یہی ہوتا ہے کہ ایذا دیتے ہین ساتھ کرنے غیبت کے اور لگانے تہمت کے
اور بدگمانی اور سخن چینی اور دروغ گوئی اور سوالون بیفائدہ اور طمعون کا ذریعہ اور تکلیفون شاقہ کے بجا لانا اونکا
نہایت مشکل اور دشوار ہے اور اکثر اوقات ایک بات یا ایک عمل کو دیکھتے ہین اور بغیر ہوچنے کنہ اوسکے اور بغیر
سمجھنے مضمون اوسکے اپنے پاس ذخیرہ کرتے ہین اور وقت فرصت کے اسکو ظاہر کرتے ہین اور اسپر بہت سے ضرر دینی
اور دنیوی مترتب ہوتے ہین جب تو نے صحبت انکی ترک کی تو محافظت ان سب چیزونکی سے چھوٹا تو اور جو کوئی
کہ شریک ہے لوگون مین اور ملا ہوا ہے اپنی دشمنون اور حاسدون اور بدگمانون سے خالی نہین ہے بلکہ اکثر
احوال در اعتقادات اپنے کے اور دنپر حکم کرتے ہین جیسا کہ کہا گیا ہے مصرع کافر ہمہ را بکیش خود پندارد اور
بیچ اختیار عزلت کے اس جہت سے دو لحاظ ہین ایک تو نگاہ رکھنا اپنا لوگونکی شر سے اور دوسرے نگاہ رکھنا لوگونکا
اپنے شر سے اور ملاحظہ دوسرا بہتر ہے اول سے اور اکثر بلا کہ کسیکو پہنچتی ہے شر ہو دنکی صحبت سے ہو گئی ہے
عبداللہ بن زبیر کو کہا لوگون نے کیون مدینہ مین نہین آتے ہو تم کہا کہ دہین کوئی رشک نہین ہم مین تو ایسے لوگ ہین

کہ اگر کوئی نعمت دیکھیں تو حسد کریں اور بلا دیکھیں تو خوش ہوں اور کسی بزرگ نے کہا ہے کہ لوگ
پہلے ایسے تھے کہ سب پھل اونکے پتے تھے اور اب پتے ہیں اور ایک شخص سے کہ اعرابی تھا ایک درخت کے پاس رہنا
اختیار کیا تھا اوس سے پوچھا کسی نے کہ درخت کیا قابلیت مصاحبت کی رکھتا ہے کہا کہ یہ ایسا ہمنشین ہے کہ اوسمین
تین خصلتیں ہیں اگر مجھسے کچھ سنے تو نقل نہیں کرتا اگر اوسپر تھوکیے دوں تو تحمل کرتا ہے اور اگر [illegible]
اس سے کروں تو غصہ نہیں ہوتا ہارون رشید نے یہ بات سنی اور کہا کہ یہ نصیحت ہے میرے لیے واسطے ترک کرنے
صحبت ہمنشینوں کے اور بعضے اگلے بزرگوں نے صحبت قبروں کی اختیار کی تھی اور اوس زمانہ میں کتاب سے بہتر
کوئی ہمنشین نہیں جیسا کہ کہا ہے علماء نے بہترین ہمنشین ہر زمانہ میں کتاب ہے خواہ وہ کہ مصاحب ہو تو گویا [illegible]
لطیفہ کہ دیکھا کسی نے ہم رتبہ یا شیخ حسن بصری رضی اللہ عنہ ارادہ حج کا کیا تو ثابت بنانی نے کہ ایک اولیاء اللہ
سے ہیں یہ سنا اور کہا کہ چاہتا ہوں کہ میں مصاحب تمہارا ہوں کہا حسن نے کہ چھوڑ دے تاکہ پردہ [illegible]
کریں ہم کہ سلامتی اسمیں ہے اور مطلع نہ ہوویں ہم آپس میں ایک دوسرے کی بدی پر کہ جب جاتا رہیگا پردہ تو [illegible]
انقطاع دوستی کا ہو اور ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پہلے اس سے اسلام ایک درخت تھا کہ تمام پتے ہی پتے رکھتا تھا
اور کانٹا نہ رکھتا تھا اور اب تمام کانٹے ہی کانٹے رکھتا ہے اور پتے تمام برباد ہو گئے اور سفیان ثوری نے کہا کہ سفیان
ثوری جب زندہ تھے تو جاگتے میں کہا تھا اور جب مرے تو خواب میں کہا کہ لوگوں سے آشنائی کم کر کہ خلاصی اونکے شر سے
دشوار ہے اور مالک بن دینار کو دیکھا کہ تنہا بیٹھے ہیں اور ایک کتا اونکے زانو پر سر رکھے ہوئے ہے ایک شخص
کتے کو ہٹانے لگا مالک نے کہا کہ چھوڑ دے اسے فوائد کہ اس سے کچھ برائی نہیں اور یہ بہتر ہمنشین بد سے
ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بار خدایا اور لوگوں کی صحبت [illegible] جیسے اونٹ کی پیٹھ پر بیٹھے زخمی کیا اوسکو اور جیسے
گھوڑے پر سوار ہوئے آخر کو [illegible] اوسکی اور ساتھ جب [illegible] کہ صحبت بھی خراب کیا اوسکو اور بعضوں
نے کہا ہے کہ سلامتی دین و دنیا کی کم آشنائی میں ہے اسلیے کہ جتنے آشنا زیادہ ہونگے ثابت ہونا حقوق کا ذمہ پر
زیادہ ہوگا اور ادا کرنا تمام حقوق کا مشکل ہے اگر کسیکو حق تعالی توفیق رفیق کرے اور تمام حقوق اوس سے
ادا ہوں تو صحبت اوسکے حق میں بہتر ہوگی اور یہ بہت ہی کم ہے اور فوائد عزلت سے یہ بھی ہے کہ اسمیں قطع کرنا
طمع لوگوں کا ہے اپنے سے اور قطع کرنا طمع اپنی کا اونسے اور بیچ قطع کرنے طمع لوگوں کے اپنے سے فوائد بہت ہیں اسلیے
کہ راضی کرنا تمام عالم کا محالات سے ہے پس مشغول ہونا آدمی کا اپنے نفس کی اصلاح میں بہتر ہے پریشانی ان
تشویشات میں اور آسان ترین حقوق لوگوں کیلیے یہ چیزیں ہیں حاضر ہونا جنازہ پر اور عیادت کرنی مریض
کی اور حاضر ہونا ضیافتوں میں اور ساتھ دینا انکے اور ان سب چیزوں میں ضائع کرنا اوقات کا ہے اور پڑنا آفتوں
میں اور کبھی کوئی مانع پیش آوے کہ باوجود ایکے ادا کرنا ان حقوق کا دشوار ہو اور اگر کچھ عذر کرے تو قبول نہ ہووے

لیکن فلانے کے گھر مین گیا تو اوس فلانی چیز کی تو نے ہمارے ہی حق مین تقصیر کیون کی اور یہ اکثر اوقات باعث نفاق و
عداوت کا ہوتا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ جیسے کسی بیمار کی عیادت نکی تو مثل اوسکے ہے اوسکی موت کی طرف تا وقت
بحث نہ ہے اوس سے منفعل ہوا اور حاصل یہ کہ اگر تمام اوقات صرف کرے بیچ رعایت حقوق لوگونکے تو تمام عمر اسمین
صرف ہو جائیگی اور اصلاح اپنے حال مین نہین مشغول ہونیکا اور اگر بعضون کی تخصیص کرے یعنے خاص رعایت بعضون
[illegible] کی کرے تو سبب اور رنجش وحشت کا ہوگا اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بیچ ہمنشینی اور ہمکلامی لوگونکے تقصیر واقع
ہوتی ہے اور وہ سبب رنجش کی ہوتی ہے اور ایسے آدمی کم ہین کہ مجلس مین جاوین اور کوئی بھی اونسے ناراض نہو خصوصا
زمانہ حال کہ نظر اونکی ہمیشہ عیب و تقصیرات پر ہے ہر چند کہ انکے ساتھ کوئی بہتیری نیکی کرے وہ زیادہ تر دشمن ہوتے
ہین امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اصل ہر عداوت کی نیکی کرنی ہے ساتھ بد ذاتون کے اور بیچ قطع کرنے طمع اپنی
کے بیچ لوگون سے فوائد ہین اسلیے کہ جو کوئی نظر کرے متاع دنیا اور زینت اوسکی پر تو نشاء حرص کا قوی ہوتا ہے اور ساتھ قوت
حرص کے طمع پیدا ہوتی ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ طمع ایک جگہ کو نہین پہونچتی کہ نا امیدی پیش آجاتی ہے اور بسبب اسکے
ایذا حد سے زیادہ کھینچتا ہے اور جب عزلت اختیار کی تو کوئی چیز اینسے نہین دیکھنے کا اور خیال طمع مین نہین پڑیگا
اور اسلیے قرآن مجید مین نظر کرنے سے متاع دنیا کو اور اوسکی زینت کی چیزون کو منع فرمایا ہے اس آیت مین
وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ
اور مت پسار اپنی آنکھین طرف اوس چیز کے کہ برتنے کو دیا ہے ہمنے طرح طرح کے لوگونکو ان مین سے رونق زندگانی دنیا کی تاکہ بچلاوین ہم انکو اوسمین اور روزی تیرے رب کی بہتر ہے اور بہت باقی رہنیوالی
اور حدیث مین آیا ہے کہ نظر کرو اوسپر کہ کمتر ہے تمسے اور نظر نکرو اوسپر کہ بالا ہے تمسے اسلیے کہ یہ سبب زیادتی شکر نعمتون کا ہے ف یہ حکم
امور دنیوی مین ہے کہ مثلا اپنے تئین دو وقت روٹی ملتی ہے تو دیکھے اوسکو کہ جسکو ایک وقت ہی میسر ہوتی ہے اسلیے
کہ اس سے صبر آجاتا ہے اور شکر نعمت نصیب ہوتا ہے اور اپنے سے زیادہ کو نہ دیکھے کہ اسمین حسد و رنج پیدا ہوتا ہے
اور ناشکری کرنے لگتا ہے اور امور دینی مین اپنے سے اعلی کو دیکھے مثلا یہ دو سیپارہ کلام اللہ کے پڑھتا ہے تو اوسکو دیکھے
کہ جو زیادہ اوس سے پڑھتا ہے اسلیے کہ اسکو عجب نہین پیدا ہوگا اور اپنے سے کم کو دیکھے گا تو عجب پیدا ہوگا یہ مضمون
حدیث مین آیا ہے چنانچہ مشکوۃ شریف مین موجود ہے عون بن عبد اللہ نے کہا کہ ہمنشینی کی مینے اغنیا کی اور ہمیشہ غمگین رہتا تھا
مین بسبب اسکے کہ دیکھتا تھا مین کپڑے اونکے بہتر اپنے کپڑون سے اور گھوڑے اونکے بہتر اپنے گھوڑون سے اور اسی طرح اور
چیزین اور جب فقرا کے ساتھ بیٹھا تو سب سے راحت پائی یعنے پس جو کوئی اسباب دنیا اور دنیادارونکو دیکھے تو خالی دو حالت
سے نہین یا تو صبر و تحمل کریگا حالانکہ یہ امر ہے نہایت مشکل اسلیے کہ تلخی صبر کی سب سے زیادہ تلخ ہے اور یا طمع اور رغبت
کریگا اور سعی اور حیلہ کریگا اوسکے حاصل کرنے مین اور سبب ہلاکت کا ہوگا دنیا اور آخرت مین دنیا مین بسبب طمع اور
ذلت کے اور اکثر اوقات مآل اسکا نا امیدی ہوگی اور رسوا ہوگا اور خلق کی نظر مین حقیر معلوم ہوگا اور فرق دو ... مین

ف [illegible] عیادت ... اگر عیادت ... [illegible] ... دنیا کی ۱۲

فوائد و عدشا ستہ حق بین ... پس علم اصل دین کا ہے اور مدار کار کا اور بیچ عزلت عوام و جہال کے کچھ نفع نہین بلکہ سراسر ضرر ہے
مانند مریض کے کہ بدون ... علم طب ... کے گوشہ پکڑ کر بیٹھ رہے کہ گوشہ پکڑنا اسکا سبب نہ ہوگا مرض جانیکا
ہوگا اور عالم کے ... سکھانا نہین ... چاہئے اور سکھانا ہو البتہ درست ہوا ور اگر قصد اس سے جاہ
داشتن ... اور سبب ... اور ... کا ہو تو یہ آفت و ہلاکت ہے اور اولی عالم کو اس زمانہ
مین عزلت ہے اسلیے کہ ... نیت طالبین مین بہت ہی کم ہے پس تعلیم کرنا عالم کا انکو گویا تیغ دینا ہاتھ
دشمنان دین کے اور اگر کوئی طالب ... پیدا ہو تو عزلت اختیار کرنی اور بخل کرنا اسکے تعلیم مین بڑا گناہ ہوگا
لیکن ... کے سیکھنے والے کا نہایت نادر ہے اور بیضے اگلے بزرگون نے فرمایا ہے کہ البتہ علم آخر کو اپنی
طرف کھینچ لیتا ہے اگرچہ قصد اسکے سیکھنے مین دنیا کا ہو لیکن اس بات پر مغرور نہو شاید کہ بیچ تحصیل مین موت آپہونچے
اور مراد ان بزرگون کی اس علم سے علم دین اور علم تفسیر اور معرفت اور علم تاریخ انبیا اور صحابہ کا ہے کہ بھری ہوئی ہین
بیچ وعدہ و وعید سے اسلیے کہ امید رجوع اور تاثیر کی ہے اور علم جدال و منطق اور غور کرنا بیچ تفصیلات علم دعوی
اور جھگڑون اور مانند انکے ہرگز ایسے نہین کیا نہین دیکھتا ہے تو کہ اکثر مولوی نہایت بڑھاپے کو پہونچ گئے ہین
اور حرص دنیا اور طلب جاہ ہنوز باقی ہے بلکہ زیادہ ہوتی جاتی ہے اور اصلاح اخلاق بد سے خلاصی نہین پائی
لیکن علم دین اور معرفت کہ علوم آخرت کے ہین ہر چند کہ عمل مین کچھ تقصیر ہو البتہ باعث ہے اقرار کرنے تقصیرات کے
اور ملامت کرنے نفس کے اور محاسبہ اور عتاب کرنیکے نفس پر ہین اور عالم بالتقصیر بہتر ہے جاہل مغرور سے اگے توفیق دینے والا
اللہ تعالے ہے بزرگون نے کہا ہے کہ جس عالم کو حرص تعلیم و تدریس کی زیادہ ہو تو خالی منظنہ آفت نفس اور حاصل
کرنے جاہ سے اور ارادہ مقبول ہونے سے لوگونکے نزدیک نہین ہے اور خلاصی اس آفت سے نہایت مشکل ہے مگر جسکو
اللہ چاہے ف یہ جو کہا کہ جس عالم کو الخ یعنے گمان اسمین ان باتونکا ہو سکتا ہے نہ یہ کہ یقین ہوا نکا بلکہ ہر شخص کو
نیت علیحدہ ہوتی ہے پس کوئی یہ نہ سمجھے کہ جسکو حرص زیادہ درس و تدریس کی ہو تو خواہ مخواہ انہین باتونکے
لیے کرتا ہو بلکہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ہے اور اکثر بزرگ اسمین بہت حریص ہوے ہین اور حدیث شریف مین
اسکے حرص کی تعریف آئی ہے رَزَقَنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ اور غرض حضرت شیخ کی یہ ہے کہ نیت کو خالص کرے ان اغراض سے
اور یہ مراد نہین ہے کہ حرص زیادہ اسکی نکرے واللہ اعلم بالصواب اور مطالعہ کرنا مشائخ کی کتابون کا اور سلف کی تواریخ کا اور
مصاحبت فقرا کی مفید ہے اسمین یعنے نیت کے خالص کرنے مین اور جبتک ہو سکے سعی کرے بیچ خلاف کرنے خواہش نفس کے
کہ طریق اسکے خوار کرنیکا یہی ہے اور مدار کار عنایت اور توفیق حق پر ہے اور جملہ فوائد مخالطت سے یہ ہے کہ وہ سبب
نفع اور انتفاع کی ہے نفع تو یہ ہے کہ خلق کو اپنے مال و بدن سے نفع پہونچاوے اور انکی حاجتین روا کرے کہ اسمین
ایسا ثواب ملتا ہے کہ شمار مین نہین آسکتا اور جسکو میسر ہو کہ باوجود صحبت خلق کے قائم رہے حدود شرع پر اور رعایت حقوق

یعنی منقول ۱۲ یعنی ... عبادت مین مغرور ... ۱۲ ... صحبت ... ۱۲

اسلام کی کر سکے تو صحبت اسکے حق مین بہتر عزلت سے ہے اگر مشغولی اوسکی ذات مین منحصر ہو بیچ عبادات نافلہ اعمال
بدنیہ کے اور اگر کوئی ہوا ایسا کہ عالم دل کی طرف اوسے راہ پائی ہو یعنی طریق ذکر و فکر کا اور سیر کا فی ذات حق اور صفات
اسکی مین اسکے ہاتھ لگا تو اسکے حق مین عزلت افضل ہے اور انقطاع یعنی نفع اپنا ساتھ کسب اور معاملہ کے ہے اور جو کوئی
محتاج ہے اسباب معاش کا اور حاصل کرنے قوت کا تو اوسکو ضرور پڑتا ہے ترک کرنا عزلت کا پس اگر ممکن ہوا اسکو کسب کرنا
ساتھ رعایت حدود شرع کے حلت و حرمت مین اور ساتھ رعایت حقوق صحبت کے تو کسب کرنا اوسکے حق مین
بہتر ہے اور اگر ممکن نہو کسب کرنا بغیر ارتکاب ممنوعات کے تو عزلت اسکے لیے واجب ہے اگر قناعت و توکل ہو سکے
والا بحکم ضرورت کے کسب کرے اور زیادہ حاجت سے نکرے اور اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اپنے کسب سے فقرا پر تصدق کرتا ہو
تو کسب کرنا اوسکے حق مین بہتر عزلت سے ہو گا اگر شغل اسکا منحصر ہو اعمال ظاہرہ مین اسلیے کہ عبادت متعدی افضل ہے لازمی
سے لیکن اگر صاحب دلون اور صاحب علوم دین و معرفت سے ہو تو عزلت افضل ہے اسلیے کہ مشغول ہونا ساتھ علم آخرت
کے اور متوجہ ہونا معرفت حق کیطرف اور چلنا اس راہ پر افضل عبادات ہین پس ترک کرنا بسبب اختلاط و صحبت کے
ہر چند کہ متضمن فائدہ اور ثواب کو ہو جائز نہین اور جملہ فوائد مخالطت سے یہ ہے کہ وہ سبب تادیب اور تأدب کے ہے
اور مراد تادب سے مجاہدہ نفس کا ہے ساتھ صبر کرنیکے ایذاے خلق پر اور ساتھ تحمل کرنیکے اونکے اخلاق بد پر اسلیے کہ
اسمین کسر نفسی اور مارنا شہوات نفس کا ہے اور مصاحبت اس جہت سے افضل ہے عزلت سے اس شخص کے حق مین
کہ آراستہ نہین ہین اخلاق اسکے اور مطیع نہین ہین ساتھ حدود شرع کے شہوات اسکی مانند نکاح کے اوسکے حق
مین اور یہ فائدہ مطلوب ہے بیچ اوائل ارادت کے اور بعد حاصل ہونے ریاضت نفس کے اولی عزلت اور مشغول
ہونا ساتھ حق کے ہے اسلیے کہ مقصود ریاضت سے عین ریاضت نہین ہے بلکہ مقصود حاصل کرنا قابلیت نفس کا ہے
واسطے چلنے راہ آخرت کے جیسے کہ مقصود گھوڑیکی ریاضت سے اور لنگر ڈالنے سے اوسکے پاؤن مین سوار ہونا اوسپر ہے
اور قابل ہونا اوسکا چلنے منزلون کے لیے اور اگر کسیکو بے تکلف بسبب اصل فطرت کے حسن اخلاق اور صفائی خصلت
کی حاصل ہو تو اوسکو احتیاج صحبت کی نہین ہے واسطے حاصل کرنے اس فائدہ کے اور تادیب سے مراد ڈانٹنا اور
منع کرنا خلق کا ہے گناہونکے کرنیسے اور ارشاد و ہدایت کرنا اونکا ساتھ حسن اخلاق اور حدود شرع کے اور یہ صفت
بیچ حق معلم علم ظاہر کے اور مرشد طریقہ سلوک کے ہے اسی پر حال معلم علم ظاہر کا اول معلوم ہو چکا اور جیسے خیالات دنیا
کے اور حب جاہ معلم کے حق مین محتمل ہین ایسی ہی خرابیان وسواس کی اور آفتین ریا کی مرشد کے حق مین بھی ممکن ہین اسلیے
کہ بسبب اخراج خانقاہ کا اور اجتماع مریدونکا واسطے مقبول ہونیکے نزدیک خلق کے کرتے ہین اور یہ سبب نقصان دنیا اور
آخرت کا ہے پس اگر طالبون مین صدق طلب و راہ نیت مین صدق نیت پاوے تو مشغول ہونا ارشاد و ہدایت مین بہتر ہے ورنہ
عزلت ہی خوب ہے تا اضاعت وقت نہو حاصل یہ کہ صدق نیت ہر چیز مین بہتر ہے واللہ الموفق اور جملہ فوائد مخالطت سے یہ ہے

کہ وہ سبب انس و محبت کے اور موانست حاصل کرنیکی اپنے لیے ہے ولیکن چاہیے کہ نہو اسمین مقصود حظ نفس جو حاصل کرنا منافع دنیا کہ وہ منافع واسطے اصلاح دین و آخرت کے ہوں اور کبھی ہوتا ہے کہ موانست اور مخالطت باعث ارتکاب جرائم کی ہوتی ہے اور چاہیے ہوں کہ غرض اصلی انس سے راحت پہونچانا دل کا اور خوش کرنا خاطر کا ہو عبادتین کہ ہمیشہ کرنا یا نفس کا اور تکلیف دینا نفس کا ساتھ ریاضت ہر وقت کے موجب وحشت و نفرت کا ہے اور عادت ڈالنی اسکی بطریق نرمی و مدارات کے بہت دخل رکھتی ہے بیچ نشاط اور شوق طاعت کے جیسا کہ بیچ فوائد نکاح کے مذکور ہوا پس صاحب عزلت کو ضرور ہے کہ ایکبار مقرر کرنا کہ تمام روز مین ایکدو ساعت انس سے باتین کیا کرے لیکن ایسی بات نکرنی چاہیے کہ طاعت تمام روز کی ایکساعت مین برباد جاوے اور چاہیے کہ اکثر باتین اسکی بیچ امور دین کے اور بیان کرنے احوال دل کے اور شکایت کرنی تقصیرات دلکی بیچ ثابت رہنے اور استقامت کے ہوں اور اگر مشغول ہو بعضی ایسی مباح چیزونمین کہ وہ سبب نشاط خاطر کے ہوں تو بھی روا ہے اور اس باتکو ارباب سلوک کے طبیب نے لکھے ہین خوب جانتے ہین اور سبب مدد کرنیوالا اس طریق کا یہ ہے کہ اوقات کو تقسیم کرے عبادتون مختلف پر یعنے مثلاً ایکوقت قرآن شریف پڑھنے کے لیے مقرر کرے اور ایکوقت نوافل کے لیے اور ایکوقت پڑھانیکے لیے اور ایکوقت واسطے مطالعہ کرنے علوم دینیہ کے وغیر ذلک اور ایک چیز میں مشغول تکلیف نہو کہ ملول ہوئیگا اور جملہ فوائد مخالطت سے یہ ہے کہ وہ سبب پہونچنے اور پہونچانے ثواب کے ہی پہونچنا ثواب کو ہوتا ہے بسبب حاضر ہونیکے جنازون پر اور بسبب جانیکے عیادت مریض کے لیے اور جانیکے دعوتوںمین اور مانند انکیکے اور بعدہ چیزین ثواب کی یہ ہین حاضر ہونا عیدین مین اور جمعہ مین اور تمام نمازون کی جماعتونمین کہ یہ چیزین لازم ہین اور انکا ترک کرنا جائز نہین مگر بسبب بعضے عذرونکے کہ فقہ مین لکھے ہین اور پہونچانا ثواب کا یہ ہے کہ لوگ اسکی ملاقات کے لیے آوینگے اور مصیبت و تعزیت مین معذرت کرینگے اور نعمت و خوشی مین مبارکبادی دینگے اور اسکے سببسے ثواب حاصل ہوگا انکو اور اسیطرح اگر یہ شخص علما و مشائخ مین سے ہے اور لوگ اسکی زیارت سے برکت حاصل کرتے ہین تو بھی وہ ثواب پاوینگے اسکے سببسے لیکن چاہیے کہ اوس ثواب کو کہ حاصل ہو اس مخالطت مین تولے ساتھ اوس ثواب کے کہ حاصل ہو عزلت مین جس جانب مین کہ ثواب غالب ہو اسکو اختیار کرے خواہ عزلت ہو یا مخالطت منقول ہے بعضے اگلے بزرگونسے مانند مالک وغیرہ رضی اللہ عنہم کو ترک کرنا قبول دعوت اور عیادت بیمارونکا اور حاضر ہونا جنازونکا بلکہ لازم پکڑا تھا اونہون نے گوشہ گھر کا کہ باہر نہ نکلتے تھے مگر واسطے جمعہ کے اور زیارت کرنے قبرونکے اور بعضے بزرگون نے چھوڑ دیا تھا شہر اور جا رہے تھے جنگل اور پہاڑون مین تا ساتھ ترک کرنے حقوق ہمسایہ کے اور مانند اسکے مکلف نہون اور یہ طریق بڑی سلامتی کا ہے آٹھواں جملہ فوائد مخالطت سے یہ ہے کہ وہ سبب تواضع کی ہے اور تواضع افضل مقامات اور احسن صفات سے ہے اور یہ لوگون تنہا نشینی کو مکمال جانتے ہین امرائیلونکے قصونمین آیا ہے کہ ایک حکیم نے تین سو ساٹھ کتابین حکمت مین تصنیف کی تھین اور ایسا گمان کرتا تھا

یعنے جو کہ منافع دنیا واسطے اصلاح دین و آخرت کے ہوں تو وہ اسمین داخل نہین تھا [illegible]

کہ مجھکو بسبب اسکے مرتبہ عظیم بارگاہ رب کریم مین حاصل ہوا ہوا ہے اس وقت اسکے پیغمبر کو وحی آئی کہ اس سے کہو کہ یہ تمام اوقات
وخوشنا ہمارا بارگاہ خداوندی مین کچھ قدر و قیمت نہین رکھتا ہین عزلت اختیار کی اور تم نے حکم سے اور زمین کے نیچے ایک سا تحریر بنایا
اور کہا کہ مین حق کی صحبت مین بیٹھا ہون [illegible] اگر تم ہماری رضا چاہتا ہے تو بازار مین جا اور مجالسۃ الناس
سے صحبت رکھ اور تواضع اختیار کر اور ذلت کے ساتھ ہمنشینی اور خاطر داری کر کہ اس عزلت مین آفتین بہت ہین جیسا کہ عادت
اوس حکیم نے اوس پر عمل کیا تو وحی آئی کہ اب ہمیں [illegible] پہونچا تو اور بہت سے لوگ عزلت گزین ہین کہ باعث عزلت پر
انکا تکبر اور ترفع ہے اور مانع اختلاط [illegible] کہ محفلون اور مجلسون مین انکی تعظیم و تکریم کا حق لوگ بجا نہین لاتے
یا دیکھتے ہین کہ احتراز مخالطت سے سبب ترفع اور شہرت [illegible] اور یہ نہین جانتے ہین کہ تواضع اور
مخالطت اوس کسی سے کہ واضع ہو بزرگ ہے بسبب علم دین کے کچھ موجب نقصان انکی نہین اسکے منصب مین امیر المؤمنین
حضرت علی کرم اللہ وجہہ طعام و اسباب اہل و عیال اپنے کے بازار سے لاتے تھے اور کہتے تھے شعر لَا يَنْقُصُ الْكَامِلَ
مِنْ كَمَالِهِ مَا حَمَلَ مِنْ شَيْءٍ اِلَى عِيَالِهِ اور بعضے صحابی مانند ابو ہریرہ اور ابن مسعود وغیرہم اپنے پشتارہ لکڑیونکا
اور گٹھری گیہون کی اپنی پیٹھ پر سے اوٹھاکر لاتے تھے منقول ہے کہ ابو ہریرہ امیر ایک شہر کے تھے اور لکڑیان اپنے
سر پر رکھکر لاتے تھے اور کہتے تھے طَرِّقُوا لِلْاَمِيْرِ (راہ دو واسطے امیر کے ۱۲) اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار سے غلہ اپنے گھر مین لاتے
اور اگر کوئی اوسکو مانگتا تو نہ دیتے [illegible] تواضع ز گردن فرازان نکوست گدا گر تواضع کند خوی اوست اور کبھی ہوتا ہے
کہ اختلاط ترک کرتا ہے اسلیے کہ تا لوگ اسکی برائیون پر اور عیبون پر اطلاع نہ پاوین اور ساتھ اعتقاد زہد و عبادت کے لوگونکو
فریب دے اور لوگونمین مشہور رہنا چاہتا ہے اسکا حال یہ ہے کہ تمام روز و شب مین ایک ساعت ساتھ خدا کے مشغول نہین ہوتا
نعوذ باللہ من ذلک اور جملہ فوائد مخالطت سے یہ ہے کہ وہ سبب تجربہ کی ہے اسلیے کہ عقل غریزی کہ ثابت ہے اصل طبیعت
مین کافی نہین [illegible] (آزمائش ۱۲) اسکے کمال کی تجربہ اور معاملہ سے ہوتی ہے اور عزلت بغیر تجربہ کے
کے ضائع ہے جیسے اگر ایک لڑکا اول ہی سے عزلت اختیار کرے تو ضرور ہے کہ تمام عمر مین جاہل رہیگا پس واجب یہ ہے
کہ ایک مدت لوگونمین اوٹھے بیٹھے اور [illegible] اور احوال گذرانے اور قسمین نفعون اور ضررونکی معلوم کرے بعد اسکے
عزلت اختیار کرے اور باقی تجربہ بسبب اُن نے احوال کے حاصل ہونگے اور تجربون مین بہت ضروری تجربہ یہ ہے
کہ تجربہ کرے نفس اور صفات باطن اپنی کا کہ یہ خلوت مین میسر نہین ہے مگر بعد حاصل ہونے علم کے ساتھ انکے اور جو کوئی ساتھ
صفتون بُری کے مانند غضب اور حسد اور مانند انکے عزلت اختیار کرے ہر چند کہ خلوت مین رہے ہمیشہ محنت و تشویش مین ہے
حال آنکہ اختیار کرنا عزلت کا واسطے فراغ خاطر اور صفائی دل کے ہے اور سلف اکثر آزماتے تھے اپنے نفس کو ساتھ اون چیز
کے کہ برائیونکو دفع کرے جسمین کچھ آمیزش تکبر کی ہوتی تو بوجھ سر پر یا مشک کندھے پر رکھتا اور بازار سے گذرتا اور اپنی چیز
اکثر دکھاتا اون لوگونکو کہ جنسے حیا و حجاب بہت رکھتا تھا اور ایک بزرگ سے منقول ہے کہ کہا تیس برس کی نماز پھیری مینے

بعلت اسکے کہ ہمیشہ پہلی صف میں نماز ادا کرتا تھا میں اگر وہ کسی سبب سے اخیر ہو گئی ہیں تو نہیں اور قوم نے صفیں
مرتب کر لین تھیں پہلی صف پر نہ پہونچ سکا اور اخیر کی صف میں کھڑا ہوا تب میں نے دیکھا اپنے نفس میں اسباب کا حیرت کے
لوگونکی نظر سے شرماتا ہے پہلی صف میں آیا میں معلوم کیا میں نے کہ نفس سبب پڑھنے کے محظوظ ہوا اس سبب سے کہ نظر لوگونکی
پڑتی ہے اور مجلس السابقین [سبقت کرنیوالا] فی الخیرات [بھلائیونمین] سے گنتی میں جانا تھا کہ یہ تمام نمازیں کہ مدت تیس برس میں پڑھیں آمیزش ریا
وعجب کی رکھتی تھیں پس قضا انکی کیے پس مخالطت کو بڑی تاثیر ہے پہچاننے کرنے ان امور کے سچ حق اس شخص کے
کہ خبردار ہے احوال نفس اور مفسدوں اوسکی سے اور جو بلی کینے نہ پہچانتا احوال کے مفسدونکا بدترین اشیا کا ہے سیکھنا
جاننا انکا شریف ترین علوم کا ہے بعد ایمان لانیکے ضروریات دین پر اور یہ بات بغیر حاصل ہونے اس علم کے تمام آفت
وہلاکت ہیں اور صحیح ہونا عمل کا اور صفائی اوسکی موقوف ہے اس علم پر اور اسی سبب سے فضیلت دی ہے علم کو عمل پر
باوجودیکہ علم وسیلہ عمل کا ہے اور وسیلہ کمتر ہوتا ہے مقصود سے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فضیلت عالم کی عابد پر مانند فضیلت میرے ہے ایک ادنی شخص پر اپنے اصحاب میں سے اور آیتیں اور حدیثیں اور اقوال صحابہ کے
بیچ فضیلت علم کے بیشمار ہیں اور مراد اون سب علوم سے علوم دینی ہیں اور جو کہ وسیلے انکے ہیں اور باقی علوم بسبب تفاوت کے بعضے
مباح ہیں اور بعضے حرام اور تفصیل سبکی اسکی جگہ پر بیان کی ہے پس فضیلت علم کی رجوع کرتی ہے طرف ایک امر کے
تین امور میں سے ایک تو یہ کہ صحت عمل کی موقوف ہے اوسپر اور دوسرے یہ کہ فائدہ اسکا عام و متعدی ہے ساتھ تمام
خلائق کے اور فائدہ عمل کا مخصوص ولازمی ہے ساتھ کرنیوالے اسکے اور تیسرے یہ کہ مقصود علم سے پھیرنا دل کا ہے خلق سے
طرف خالق کے اور مستغرق ہونا اوسکی معرفت ومحبت میں اور یہ علم مقصود واصلی ہے اور وہ علم کہ وسیلہ عمل کا ہے علم معاملات ہے
پس جو کوئی علم وسیلہ کو نجانے بمنزلہ اندھے کے ہے کہ کسو طرح راہ کو نجانے اور جسنے سیکھا اور عمل نکیا مانند اوس شخص کے
ہے کہ شمع ہاتھ میں رکھتا ہے لیکن راہ نہیں چلتا اور جو کوئی ہمیشہ مشقت عمل میں ہے مانند اوس شخص کے ہے کہ ہمیشہ راہ چلے
اور مقصود کو نہ پہونچے مرتبہ اول علماے دنیا کے لیے ہے کہ جنکو علماے سوء کہتے ہیں نعوذ باللہ منہ اور مرتبہ دوسرا
اکثر عابدون اور زاہدون کے لیے ہے اور اس مرتبہ میں اگرچہ کمال معرفت حق کو اوسپر نہ کھولیں لیکن سبب نجات آخرت
اور نعیم جنت کا ہوئیگا اگر ساتھ کسی غرض کے اغراض دنیاوی سے ملوث نہو حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی ساتھ عمل آخرت کے
دنیا طلب کرے نہ دنیا پاوے نہ دین اور مرتبہ تیسرا عارفون اور واصلون کا ہے اور تحقق اس مرتبہ کا بغیر حصول دو مرتبہ
پہلے کے دشوار ہے اور دعوی اسکا الحاد ہے یہ ہے بیان فوائد عزلت اور آفات اسکیکا اور جب یہ معلوم ہوا تو ثابت ہوا
کہ ترجیح ایک کی دونو میں سے یعنے ترجیح عزلت کی صحبت پر یا صحبت کی عزلت پر خطا ہے بلکہ یہ مختلف ہے ساتھ اختلاف
اشخاص واحوال کے اور مدار اوپر حاصل ہونے فوائد آفات کے ہے اگر فوائد عزلت میں دیکھے تو اسکو اختیار کرے اور اگر
صحبت میں پاوے تو اوسکو عمل میں لاوے پس حق یہ ہے کہ طریقہ اعتدال کا ملحوظ رکھے اور اپنے تئیں ایک جانب میں تنہا نہ چھوڑے

دینی علم ہے یا عمل اور علم یا تو کوئی علم ہے علوم دینی مین سے یا علم ہے اخلاق و صفات اپنی کا یعنی اچھے برے کے اور یا علم
ہے نشانیون قدرت الٰہی کا اور عجائبات اسکے کا زمین مین مانند سفر ذی القرنین کے اور عمل یا عبادت ہے اور یا زیارت
عبادت مانند حج اور عمرہ اور جہاد کے اور زیارت یا تو مقصود اوس سے کوئی مکان ہے مانند مکہ اور مدینہ اور بیت المقدس
اور مانند انکے اور یا زیارت مقصود اولیا اور علما کی ہے خواہ زندہ ہون یا مردہ اور جس سے کہ بھاگتا ہے یا تو وہ ایسا
امر ہے کہ ضرر اسکا متعلق ساتھ بدن کے ہے خواہ عام ہو مانند وبا و قحط کے اور یا خاص ہو مانند خوف کے ایذا حاسدون اور دشمنون
سے اور یا ایسا امر ہے کہ ضرر اوسکا دین کو ہے مانند قید جاہ و مال کے کہ سبب ہوا و ہوس کی ہوتی ہے اور یا ذکر فکر الٰہی تعالی
سے واسطے عبادت اوسکے اور یا مانند دعوت کے کہ وہان بدعت ہو پس یہ اصل اقسام سفر کے چار ہوئے اول سفر واسطے
طلب علم کے اور یہ سفر یا تو واجب ہے یا نفل بحسب علم مطلوب کے کہ اگر علم واجب ہے تو یہ سفر بھی واجب ہوا اور اگر علم نفل ہے
تو سفر بھی نفل ہے اور علم یا تو علم ہے امور دینیہ اور احکام شرعیہ کا اور یا علم ہے اخلاق اور صفات بری یا اچھے کا یا علم
نشانیون قدرت الٰہی کا زمین مین اور حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی گھر سے باہر آئے طلب علم کے لیے تو وہ راہ خدا
مین ہے جب تک کہ پھرے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو کوئی چلے راہ واسطے طلب علم کے آسان کریگا حق تعالی اوسکی راہ بہشت
کی اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّيْنِ اور اگلے علما رحمہم اللہ مسافتین بعیدہ واسطے سنن
(طلب کرو علم کو اگرچہ ہو چین مین)
ایک حدیث کے قطع کرتے تھے جابر بن عبد اللہ ساتھ دس صحابیون اور کے مدینہ سے مصر کو گئی واسطے سننے ایک حدیث کے
عبد اللہ بن انیس کی زبان سے ہرچند کہ انکو اوسنے وہ حدیث بواسطے کسیکے پہونچی تھی اور اسیطرح اکثر علما نے واسطے علم
کے سفر اختیار کیے ہین اور محنتین اوٹھائی ہین رحمت کرے اللہ اون سب پر اور علم اخلاق و صفات نفس بھی ضروریات دین
سے ہے اسلیے کہ چلنا راہ آخرت کا بغیر اچھا کرنے صفتون کے اور درست کرنے اخلاق کے مشکل ہے کہ آدمی بداخلاق کو
صفائی باطن کی ممکن نہین اور تجربہ اخلاق کا اور صفات نفس کا اکثر سفر مین میسر ہوتا ہے اسلیے کہ نفس وطن مین انسیت
پکڑے ہوتا ہے ساتھ اون چیزون کے کہ موافق طبیعت اسکے ہین قسم الفت و عادت کی چیزون سے پس ظاہر نہین ہوتی
ہین خباثتین باطن اسکی اور سفر جو جگہ محنت اور شدت اور نہونے الفت و عادت کی چیزون کی ہے ظاہر ہونا خباثتون
اور عیبون اسکا اکثر ہوتا ہے پس تدبیر و علاج اسکا ممکن ہے اسلیے کہ جب علت ظاہر ہو تو علاج اسکا ممکن ہے لیکن جب علت ظاہر
نہین ہوتی تو دفع کرنا اسکا مشکل ہوتا ہے اور تحقیق اسکی بیچ فوائد مخالطت کے مذکور ہوئی اور سفر بھی مخالطت ہے ساتھ زیادتی مشقتون
اور ضررون کے اور علم نشانیون قدرت الٰہی کا زمین مین بھی سبب حاصل ہونے بصیرت و یقین کا ہے اسلیے کہ کوئی
چیز موجودات سے نہین ہے کہ دلالت نکرے اوپر کمال صنعت اور قدرت اور علم خالق کے اور اس بات کو صاحبان
دل کہ کان انکی جاننے کے کھلے ہین اور اس سے سمجھنا زبان حال کا کر سکتے ہین خوب جانتے ہین اور بعد حاصل ہونے
اس مرتبے کے رہنا وطن کا اور سفر برابر ہین اور کھولنا اور بند کرنا آنکھ کا یکسان ہے اور وہ ہمیشہ سفر ہی مین ہین

اور کیفیت اس سفر کی راہ چلنے والے آخرت ہی کے جانتے ہین اور دوسرا سفر واسطے عبادت کے ہی کہ حج ہے اور جہاد
اور زیارت انبیا اور اولیا اور علما کے قبرون کی بھی اسی قبیلہ سے ہے اور جس سے کہ حالت حیات مین ساتھ دیکھنے کے برکت
حاصل کرین بعد اسکے مرنیکے اسکی زیارت سے برکت ڈھونڈہین بحسب تفاوت درجات انکے اور زیارت زندہ کی بہتر ہے
زیارت مُردون سے کہ یہان حاصل ہونا فائدہ کا زیادہ ہے اور نظر کرنی علما اور صلحا کے منہ پر عبادت ہے اور مسلمان بھائیونکی
ملاقات کرنیکی فضیلت بیچ آداب یاری کے مذکور ہو چکی ہے اور بیچ زیارت کرنے بیت المقدس کے فضائل بہت ہین اور ثواب
بیشمار آیا ہے کہ حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت رب العزت سے درخواست کی کہ جو کوئی اس مسجد
مین یعنے بیت المقدس مین آوے تو منظور رحمت الٰہی کا ہو اور گناہون سے پاک ہو جیسے کہ مان کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور
حقتعالی اوسکی دعا کو قبول کرے اور تیسرا سفر ہے واسطے بھاگنے کے اوس چیز سے کہ تشویش ڈالے دین مین اور یہ پیغمبرون کی
سنت سے ہے اور بھاگنا اون چیزونسے کہ واجب ہے بھاگنا ان سے جیسے حکومت اور مال اور جاہ اور کثرت علائق اور اسبابکی ہے
کہ یہ سب چیزین تشویش پیدا کرنیوالی خاطر کی اور سبب تفرقہ دلکی ہین اور تمام و کمال دین کا بغیر فارغ ہونے دلکے علائق
سے مشکل ہے اگرچہ قطع ہونا علائق ضروریہ کا اور حاجات لابدی کا ممکن نہین ہے لیکن تخفیف اور کم کرنا انکا ممکن ہے اور مشغول
ہونا ساتھ دین وطاعت کے بقدر سبکباری کے ہے جو کوئی کہ سبکبار زیادہ ہے راہ دین مین تیز رو زیادہ ہے اور جبکہ بعد فارغ ہونے
کے اور تہذیب اخلاق کے فراغ دل حاصل اسطرحکا ہو کہ کوئی چیز مانع ملاحظہ حق اور مشاہدہ اسکے سے نہو تو ہونا اسباب
ومتاع کا موجب تشویش دل کا نہوگا لیکن حاصل ہونا اس مرتبہ کا مخصوص ساتھ انبیا اور اولیا کے ہے اور انکے اور عوام کے بیچ
بہت تفاوت ہے اور مثال تفاوت قوت دلکی بیچ اٹھانے شواغل کے مانند تفاوت قوت بدنکے ہے بیچ اٹھانے بوجھون
بھاری کے یعنے جیسے ضعیف الجسم کم بوجھ اوٹھاتا ہے اور قوی الجسم زیادہ اسیطرح دون ہمت تھوڑے سے شغلونکے متحمل نہین ہوتے
گھبرا جاتے ہین اور عالی ہمت بہت سے شغلونکے متحمل ہوتے ہین اور گھبراتے نہین اور انکے حضور مع اللہ مین فرق نہین آتا
اور جیسے کہ کثرت اور عادت ڈالنی بیچ زیادہ کرنے قوت ظاہر کے مفید ہے اسیطرح مجاہدہ اور ریاضت بیچ پیدا کرنے
قوت باطنی کے دخل تمام رکھتی ہے اور اختیار کرنا سفر کا واسطے بھاگنے کے آفات و فتنون سے عادات سلف سے تھا حضرت سفیان
ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ ہر روز ایک شہر سے دوسرے شہر کو بھاگے اور جہانکہ مشہور ہو جاوے چاہیے کہ
وہانسے انتقال کرے اور ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ ایک شہر مین زیادہ چالیس روز سے نرہتے تھے اور چوتھا سفر بچنے کے
لیے ہے اوس چیز سے کہ مضر ہے بدن مین مانند وبا اور اسکے اور یا مضر ہے مال مین مانند گرانی غلہ کے اور سفر کرنا واسطے
گرانی غلہ کے جائز ہے واسطے خاطر جمعی اور فارغ ہونیکے عبادت کے لیے سفیان ثوری رح کو کسینے دیکھا کہ مشک ہاتھ مین
لٹکی ہوئی ہے اور تھیلی اناج کی پیٹھ پر لیے ہوے چلے جاتے ہین پوچھا کہ کہان جاتے ہو اے ابا عبد اللہ کہا کہ سنا ہے مینے کہ فلانے
گانو مین غلہ ارزان ہے چاہتا ہون کہ وہان ہون کہا کہ آیا ہم بھی اسیطرح کرین کہا ہان جبکہ سنے تو کہ ایک جگہ غلہ

ازدان ہے سکونت اختیار کرو وہان کہ سلامتی اور رفاہ جمعی مین اکثر ہے اور تعلق ساتھ اسباب کے منافی توکل کے نہین
شخص کو سفر کرنا واسطے خوف وبا اور مانند اسکے جائز نہین حدیث مین آیا ہے کہ یہ وبا ایک بیماری ہے کہ بعضی اگلی امتین ساتھ
اسکے عذاب کیگئی تھین بعد ازان باقی رہی کہ کبھی جاتی ہے اور کبھی آتی ہے پس جو کوئی سنے اسکو کسی شہر مین چاہیے کہ
وہان نجاوے اور اگر شہر مین ہووے اور وہان وبا آوے تو وہانسے نکلے نہین اور صبر کرے اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ
طاعون یعنے وبا ایک بیماری ہے مانند غدہ اونٹ کے کہ منہ مین نکلتا ہے جو مسلمان کہ اوس سے مرے شہید ہوا اور جو کوئی
ٹھیرا ایسے شہر مین حالت وبا مین مانند اوس شخص کے ہے کہ راہ خدا مین جہاد کرے اور جو کوئی بھاگے وباسے مانند اوس
کے ہے کہ جہاد سے بھاگا اور حاصل یہ کہ بھاگنا وباسے اور جانا وبا کی جگہ ممنوع ہے یہ ہے بیان سفر کے فائدونکا اور
اسی جگہ سے نیت سفر کی ظاہر ہوئی کہ اگر نیک کام کی نیت سے سفر مین تو ثواب پاویگا والا ہیچ ہے اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ
سفر یا اچھا ہے یا برا یا مباح سفر اچھا یہ ہے کہ واسطے اعمال آخرت کے ہو یعنے مثل تحصیل علم وغیرہ کے اور اگر واسطے حاصل کرنے
حاجات دنیویہ کے ہو کہ زندگانی مین ضروری ہین اور موجب خاطر جمعی اور حضور دلکی ہین وہ بھی افضل ہے اعمال آخرتین
اور طلب کرنا زیادتی کا اسمین قبیلہ دنیا سے ہے اور مدار نیت پر ہے پس حاصل کرنا مال کا واسطے قوت عبادت کے اور
خبر گیری فقرا کی اعمال اخروی سے ہے یعنے اگرچہ زیادہ حاجت سے ہو اور نکلنا حج کے لیے واسطے سنانے اور دکھانے
لوگونکے واسطے دنیا کے ہے اور اعتبار نیت کا واجبات اور مباحات مین ہے اور حرام مین نیت اعتبار نہین رکھتی اور
مرتکب ہونا حرام کا جائز نہین یعنے مثلاً حج وغیرہ کے لیے نکلا ہے یا تجارت کے لیے نکلا ہے اور نیت اسمین اچھی ہے معتبر ہوگی
اور اگر قصد قزاقی وغیرہ کے لیے نکلے اور کہے کہ نیت میری یہ ہے کہ مال فقرا کو کھلاؤنگا یہ نیت کچھ کام نہ آویگی ایسا کام ہرگز نکرنا
چاہیے اور ہمیشہ سیر وسیاحت مین رہنا تو شیمین الذنو والاذل کا ہے مگر جو حق جو ہونگے اور اکثر سیاح بیکار اور گدا پیشہ
ہوتے ہین اور اسکے فائدون مین سے نہایت فائدہ یہ ہے کہ دلگیری دفع ہوتی ہے اور چاہیے کہ سفر ارادہ نیک کرنیوالیکا
واسطے طلب علم اور دیکھنے بزرگونکے ہو تاکہ آنکھ دلکی کھلے اور طریق عمل وفکر کا ہاتھ لگے اور بعد اسکے اقامت یعنی وطن مین
یا ایک شہر مین سکونت اختیار کرنی بہتر ہے فصل دوسری بیچ آداب مسافرونکے وقت نکلنے سے پھرنے تک جب
ارادہ سفر کا ہو تو چاہیے کہ اول حقوق لوگونکے اور قرض قرضخواہونکے ادا کرے اور اگر امانتین لوگونکی رکھتا ہو تو انکو
سپرد کرے اور نفقہ اہل حقوق کا یعنے بیوی بچون وغیرہ کا بھر دیوے اور خرچ راہ حلال طیب بہم پہونچاوے اور خرچ راہ
اسقدر ساتھ لے کہ رفیقون پر بھی فراخ ہو اور چاہیے کہ سفر مین خوش خلق رہے اور اخلاق نیک ظاہر کرے کہ نہایت
تجربہ آدمی کے خلق کا سفر ہی مین ہوتا ہے اور جو کہ سفر مین ثابت قدم محبت مین اور قابل صحبت کے ہے وطن مین بھی
ہو سکیگا بہت آدمی ایسے ہوتے ہین کہ وطن مین راضی وخوش ہوتے ہین ولیکن سفر مین سخت ترش رو کہ سفر جگہ
مصیبتون اور حادثون کی ہے اور تحمل اسمین نہایت دشوار ہوتا ہے اور اسی سبب سے کہا ہے علمانے کہ تین آدمیونکے

یعنے غدہ اونٹ کے گلے مین نکلتا ہے اور زرد ہوتا ہے ... ۱۲

سخت کلام کرنا چاہیے نہ ذرہ دار رستہ اور پیادہ رستہ اور مسافر سے اور تمام حسن خلق مسافر کا اسمیں ہے کہ ساتھ کرایہ کرنیوالیکے
احسان کریں اور رفیقوں کا مددگار رہے جس چیز سے کہ کسی کو خواہ سواری سے ہو خواہ کھانے سے خواہ اور چیز سے اور کبھی تو خوش طبعی
سے بھی خاطر انکی خوش کرتا ہے لیکن بہت بد اخلاق ہے جو تنگ ہوتا ہے کہ انکی خوش طبعی اور بے ادبی سے رنج و محنت دور ہو جاوے
نکلی ہے اور جملہ آداب سفر سے یہ ہے کہ اول رفیق پیدا کرے تنہا نہ نکلے سفر کو کیونکہ اکیلا سفر کرنا مشکل ہے اور اسی سبب سے
کہا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلرَّفِيقُ ثُمَّ الطَّرِيقُ لیکن چاہیے کہ رفیق ایسا شخص ہو کہ مددگار اسکے دین میں اگر دین کی
اول رفیق پیدا کر پھر راہ چل
بات کوئی بھول جاوے تو یاد دلاوے اسکو اور اگر یاد ہو تو مدد کرے اسکی کہ آدمی اپنے دین دوست کے دین پر ہوتا ہے یعنی اگر رفیق دیندار
ہوگا تو یہ بھی اسکی صحبت میں دیندار رہیگا اور بیپروائی دوستی کی یہی ہے کہ مددگار ہو دین پر اور منع کیا ہے آپ نے تنہا
سفر کرنے سے اور کمتر جماعت سفر کی تین آدمی ہیں لیکن اگر چار ہوں تو بہتر ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ خَيْرُ الْأَصْحَابِ أَرْبَعَةٌ
بہتر یار رفیق چار ہیں
اور وجہ اسکی یہ ہے کہ اگر تین آدمی ہونگے تو دو آدمی اگر کسی کام کو جاوینگے یعنے کھانا وغیرہ لینے کو تو ایک آدمی تنہا رہیگا
اور دلگیر ہوگا کہ سفر جگہ وحشت و محنت کی ہے اور اگر ایک جاویگا کام کو تو دو دلگیر ہونگے کہ قضا حاجات اور معاملہ شہر بیگانہ میں
غریب کو مشکل ہے پس چار کا ہونا بہتر ہے کہ دو کام کو جاوینگے تو دو آپس میں باتیں وغیرہ کرتے رہینگے اور زیادہ چار سے نہیں
چاہییں کہ زیادہ ہیں حاجت سے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو کہ زیادہ حاجت سے ہوتا ہے رفاقت میں اہتمام اسکے حال کا
بہت کم ہوتا ہے اور چاہیے کہ جماعت میں ایک شخص کو امیر کریں کہ یہ رفع کرتا ہے معنی اثنینیت یعنے دو ہونیکو کہ آیا ہے
اَلسَّلَامَةُ فِي الْوَحْدَةِ وَالْآفَاتُ فِي الِاثْنَيْنِ یعنے جب ایک امیر ہوا تو گویا وہ اکیلا ہے کہ کوئی اسکی برابر میں
سلامتی تنہائی میں ہے اور آفتیں دو میں ہیں
برابر شریک نہیں اور یہ بھی ہے کہ عقلیں لوگوں کی بیچ اختیار کرنے منزلونکے اور معین کرنے راہونکے اور امور سفر کے
مختلف ہوتی ہیں پس اگر حاکم ایک نہوگا تو باعث نزاع کا ہوگا اور انتظام امور میں فساد اور خلل پڑیگا اور ہونا ایک
حاکم کا رفع کرتا ہے نزاع و فساد کو اور چاہیے کہ امیر ایسے کو کریں کہ بہت خوش خلق اور بہت مہربان ہو اور عاقل و تجربہ کار
ہو اور شیوہ احسان و ایثار کا رکھتا ہو اور نظر اسکی بہتر اور بہ مصلحت رفقا کے ہو عبد اللہ مروزی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں
ہمراہ ہوا ابو علی کے سفر میں ابو علی نے کہا کہ ای عبد اللہ تو امیر ہوگا یا میں کہا میں نے تم ہو کہا ابو علی نے کہ اطاعت حکم کی اور
فرمانبرداری امیر کی لازم ہے تو میں نے کہا کیوں نہیں کرونگا پس ہمیشہ اوٹھانا اسباب کا اور تمام خدمتیں ابو علی کرتے تھے
اور مجھکو کسی خدمت میں مشغول ہونے نہ دیتے تھے ایک شب مینہ برسنے لگا تمام شب میرے سر پر چادر لیے کھڑے رہے کہا میں نے
اللہ اللہ کچھ تو خدمت مجھے بھی کرنے دو کہا کہ میں نے نہ کہا تھا کہ اطاعت میری لازم ہے اور مجھکو امیر اپنا جانا پس پشیمان
ہوا میں کہ کاش انکے امیر نہ جانتا میں اور جملہ آداب سفر سے یہ ہے کہ رخصت کرے شہر کے رفیقوں کو اور گھر کے لوگوں کو اور دوستوں کو
اور وقت رخصت کے آپس میں ایک دوسرے کیلیے دعا کریں اور مقیم مسافر کو کہے فِي حِفْظِ اللَّهِ وَكَنَفِهِ زَوَّدَكَ اللَّهُ التَّقْوَى
وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَوَجَّهَكَ لِلْخَيْرِ حَيْثُ تَوَجَّهْتَ اور مسافر مقیم کو کہے أَسْتَوْدِعُ اللَّهَ دِينَكُمْ وَأَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكُمْ

یعنی اے مسافر [illegible] اللہ کی حفاظت میں اور اسکے کنف میں [illegible] زاد راہ کیا تجھکو اللہ نے تقوی اور بخشے [illegible] تیرا گناہ اور متوجہ کرے تجھکو بھلائی کی طرف جدہر متوجہ ہو تو [illegible] سپرد کیا میں نے اللہ کو دین تمہارا اور امانت تمہارا اور آخری عمل تمہارا

اور چاہیے کہ اہل و مال کو اور ہر چیز کو کہ متعلق اسکے ہے سپرد خدا تعالیٰ کے کرے اور دعا کرے علی العموم کرے خاص کرکے لیکن نیکی کیلیے ذکر آیا ہے کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ لوگونکو مال بانٹ رہے تھے کہ ناگہان ایک شخص آیا کہ اوسکے ساتھ ایک بیٹا تھا نہایت مشابہ ساتھ اوسکے امیر المومنین عمر نے پوچھا کہ یہ کون ہے اور تجھسے کیا قرابت رکھتا ہے کہ بیٹے کسیکو کسیکے ساتھ ایسا مشابہ نہین دیکھا ہے باپ نے کہا کہ اے امیر المومنین یہ بیٹا میرا ہے مجکو ارادہ ایک سفر کا در پیش آیا تھا اور اس لڑکیکی مان حمل سے تھی اوسنے کہا کہ تو جاتا ہے اور مجکو اس حال مین چھوڑتا ہے مینے کہا کہ جو کچھ تیرے پیٹ مین ہے اسکو خدا تعالیٰ کو سپرد کرتا ہون پس یہ کہکر چلا گیا مین جب سفر سے پھر کر آیا مین تو اسکی مان مر گئی تھی ایک روز بیٹا تھا مین اور لوگونسے باتین کر رہا تھا کہ ناگہان اوسکی گور پر ایک آگ یعنے روشنی دیکھی مینے لوگونسے پوچھا کہ یہ کیا ہے لوگون نے کہا کہ یہ گور ہے تیری بیوی کی ہر شب ایسی ہی روشنی دیکھتے ہین ہم کہا مینے کہ واللہ وہ صائم الدہر اور قائم اللیل تھی یعنے یہ روشنی اسکے سبب سے ہے پھر اوسکی گور پر گئے ہم دیکھا کہ وہ روشنی ایک چراغ کی ہے کہ اوسکی گور پر روشن ہے اور یہ بیٹا ہاتھ پانو مار رہا ہے ایک ہاتف غیبی نے آواز دی کہ یہ امانت تیری ہے کہ سپرد خدا کیگئی تھی تو نے اگر اسکی مانکو سپرد کرتا تو تو اوسکو بھی پاتا کہ جو کوئی خدا کو امانت سپرد کرتا ہے سلامت پاتا ہے اور جملہ آداب سفر سے یہ ہے کہ پہلے سفر کے دو رکعت نماز استخارہ کی پڑھے کہ جو کوئی کسی کام مین استخارہ کرتا ہے انجام اوس کام کا بخیر ہوتا ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ سعادت ابن آدم سے ہے استخارہ اسکا پہلے شروع کرنیسے کسی کام مین اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت اپنے اصحاب کو تعلیم کرتے تھے استخارہ جیسے کہ تعلیم کرتے تھے سورہ قرآن کی یعنے بہت اہتمام کرتے تھے اسکے سکھانے مین اور اگلے بزرگ ہر کام مین استخارہ لازم گنتے تھے اور کیفیت استخارہ کی یہ ہے کہ دو رکعت پڑھے اسطرح کہ اول رکعت مین سورہ فاتحہ یعنی الحمد اور قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت مین فاتحہ اور قل ہو اللہ احد اور جب فارغ ہووے دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ ف حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی قصد کرے کسی کام کا وہ دو رکعت پڑھے سوای فرض کے اور یہ دعا پڑھے اور مراد کام سے وہ کام ہے کہ مباح ہو اور تردد رکھتا ہو اوسکے کرنے نکرنے مین مثل سفر کرنے اور بنانے عمارت اور کرنے نکاح اور مانند انکیکے نہ مانند کھانے اور پینے مقرری کے کہ اسمین استخارہ نہین چاہیے اور اسیطرح استخارہ نہ کیا جاوے کرنے واجب اور مستحب مین اور چھوڑنے حرام و مکروہ مین پس استخارہ پڑھنے سے جو بات اسکے حق مین مناسب ہوتی ہے اوسپر دل قرار پکڑ جاتا ہے یہ حضرت

شیخ نے مشکوۃ کی شرح مین لکھا ہے اور وقت سفر کے چار رکعت اور پڑھے حدیث مین آیا ہے کہ فلیفہ نہین چھوڑتا ہی بندہ اپنے
اہل مین کوئی خلیفہ کو دوست زیادہ ہے نزد اللہ تعالی کے نزدیک چار رکعت سے کہ ادا کرے اپنے گھر مین اوسوقت کہ باندھے کپڑے سفر
کے پڑھے اوسمین یعنے ہر رکعت مین سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد پھر بعد نماز کے کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتَقَرَّبُ بِھِنَّ اِلَیْکَ
فَاخْلُفْنِیْ فِیْ اَھْلِیْ وَمَالِیْ پس جو کوئی یہ پڑھتا ہے حقتعالی نگاہ رکھتا ہے اوسکے اہل و مال کو اور حفاظت کرتا ہے گرد سر
اوسکے اوسوقت تک کہ پھر کر آوے تمام ہوا مضمون حدیث کا اور جب گھر کے دروازے پر آوے یعنے باہر نکلنے کے لیے تو کہے
بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ رَبِّ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ
نکلتا ہون مین ساتھ نام اللہ کے بھروسا کیا مینے اللہ پر نہین بچنا گناہ سے اور نہ قوت عبادت پر مگر ساتھ مدد اللہ کے اے رب میرے پناہ مانگتا ہون مین ساتھ تیرے اسسے کہ گمراہ ہو جاؤن یا گمراہ کیا جاؤن
اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ اور جب قدم راہ پر رکھے کہے اَللّٰھُمَّ بِکَ
یا پھسلون مین یا پھسلایا جاؤن مین یا ظلم کرون مین یا ظلم کیا جاؤن مین یا جہالت کرون مین یا جہالت کیجاوے مجھپر یا اللہ ساتھ نام تیرے
اِنْتَشَرْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَبِکَ اعْتَصَمْتُ وَاِلَیْکَ تَوَجَّھْتُ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ ثِقَتِیْ وَاَنْتَ رَجَائِیْ
چلا مین اور تجھی پر بھروسا کیا مینے اور ساتھ تیرے چنگل مارا مینے اور طرف تیری متوجہ ہوا مین یا اللہ تجھی پر اعتماد ہے مجھکو اور تجھی سے امید ہے مجھکو
فَاکْفِنِیْ مَا اَھَمَّنِیْ وَمَا لَا اَھْتَمُّ بِہٖ اَللّٰھُمَّ زَوِّدْنِی التَّقْوٰی وَوَجِّھْنِیْ لِلْخَیْرِ اَیْنَمَا تَوَجَّھْتُ اور یہ دعا
پس کفایت کر مجھکو اوس چیز سے کہ فکر مین ڈالا ہو مجھکو اور اوس چیز سے کہ نہین فکر کرتا مین اوسکی یا اللہ توشہ راہ دے مجھکو تقوی اور متوجہ کر مجھکو واسطے خیر کے جدہر متوجہ ہون مین
ہر منزل مین پڑھے جسوقت کہ نکلے اوس منزل سے اور جب گھوڑے پر سوار ہو کہے بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ
تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَاْ لَمْ یَکُنْ سُبْحَانَ
الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْحَامِلُ عَلَی الظَّھْرِ وَ
اَنْتَ الْمُسْتَعَانُ عَلَی الْاُمُوْرِ اور مقصود ان دعاؤن سے یہ ہے کہ بیچ وقت سفر کے التجا ساتھ حقتعالی کے کرتا رہے
اور توکل اوسپر کرے اور نیکی چاہے اور مشغول ساتھ اوسکے رہے اور جملہ آداب سفر سے یہ ہے کہ روز پنجشنبہ کے سفر کرے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اسیطرح کرتے تھے اور چاہیے کہ وقت صبح کے سفر کرے حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا
آنحضرت نے حقتعالی برکت دے میری امت کو بیچ صبح روز پنجشنبہ کے یعنے جو کام اسمین کرین برکت پاوین اور ہر کام
مین مستحب یہ ہے کہ شروع صبح کو کرے کہ یہ وقت برکت کا ہے اور چاہیے کہ بعد از طلوع ہونے فجر روز جمعہ کے
سفر نکرے کہ جمعہ کی نماز چھوڑ کر جانا بہتر نہین اور جملہ آداب سفر سے یہ ہے کہ جبتک دن گرم نہو اوترے نہین کہ سنت اسیطرح ہے
اور اکثر رات کو راہ چلا کرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ رات کو چلا کرو کہ راہ رات مین لپیٹی جاتی ہے یعنے مسافت تھوڑی
معلوم ہوتی ہے لیکن یہ اس صورت مین ہے کہ خوف و خطر نہو اور رفیق بہت ہون اور جب بلندی پر چڑھے تو تکبیر یعنے
اللہ اکبر کہے اور جب نشیب مین آوے تو تسبیح یعنے سبحان اللہ کہے اور جب قریب پہونچے منزل کے تو کہے

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ خَیْرَ هٰذَا الْمَنْزِلِ وَخَیْرَ اَهْلِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذَا الْمَنْزِلِ وَشَرِّ مَا فِیْهِ

یا اللہ میں مانگتا ہوں تجھسے بھلائی اس منزل کی اور بھلائی اسکی رہنے والونکی اور پناہ مانگتا ہوں تجھسے برائی اس منزل سے اور برائی اوس چیز سے کہ اسمین ہی

اَللّٰهُمَّ اصْرِفْ عَنِّیْ شَرَّ شِرَارِهِمْ اور جب اوترے منزل پر تو چاہیے کہ دو رکعت نماز کی ادا کرے اور کہے

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اور جب رات ہو تو کہے

پناہ مانگتا ہوں ساتھ کلموں اللہ کے پوری ہیں ایسے کلمے کہ نہیں تجاوز کرتا انسے بھلا اور نہ برا برائی اوس چیز سے کہ پیدا کی

یَا اَرْضُ رَبِّیْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِیْكِ وَشَرِّ مَا یَدِبُّ عَلَیْكِ وَ

ای زمین پروردگار میرا اور رب تیرا اللہ ہے پناہ مانگتا ہوں ساتھ اللہ کے تیری برائی سے اور برائی اوس چیز کی کہ پیدا کی گئی بیچ تجھ کے اور برائی اوس چیز کی کہ چلتی ہے اوپر تیرے

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَسَدٍ وَّاَسْوَدَ وَمِنَ الْحَیَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ وَّالِدٍ

پناہ مانگتا ہوں ساتھ اللہ کے برائی شیر سے اور اژدہا کالے سے اور ہر طرح کے سانپ اور بچھو سے اور برائی شہر کے رہنے والوں سے اور برائی جنے والے سے اور

وَّمَا وَلَدَ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِی اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ کہا جبیر نے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ

بیٹے سے اور واسطے اللہ ہی کے ہے وہ چیز کہ سکونت پکڑتی ہے رات اور دن میں اور وہ سننے والا جاننے والا ہے

علیہ وسلم نے کہ چاہتا ہے تو ای جبیر کہ جب نکلے تو سفر میں یہ کہ پاوے تو بہتر یارون اپنے سے ہیئت میں یعنی صورت و حال

میں اور بہت زیادہ انکا از روی توشہ کے یعنی بہت مال والا اور بہت فراخی اور کمال و جمال والا ہو جاوے تو

عرض کیا میں نے کہ ہاں چاہتا ہوں فدا ہوں تجپر ماں باپ میرے فرمایا آنحضرت نے کہ پس پڑھ یہ پانچ سورتیں قل یا ایہا

الکافرون اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور شروع کر ہر سورہ کو ساتھ بسم اللہ کے اور ختم کر

قرارة اپنی ساتھ بسم اللہ کے یعنی سب چھ ہونگی کہا جبیر نے اور تھا میں غنی بہت مال والا پس تھا میں کہ نکلتا سفر میں پس

ہو جاتا میں بہت تباہ حال یارونسے ہیئة میں اور کمتر اونسے توشہ میں یعنی باوجود کثرت مال کے بدحلیة اور مفلس ہو جاتا تھا

میں بسبب ضایع ہونے مال کے اور بے برکتی کے پس ہمیشہ ہو گیا میں جب سے کہ سیکھیں میں نے یہ سورتیں رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم سے اور مداومت کی انکے پڑھنے کی بہترین انکے سے ہیئات میں اور زیادہ ترین انکے سے توشہ میں یہانتک

کہ پھرتا ہوں میں سفر اپنے سے نقل کی یہ ابو یعلے نے اور منزل پر اوتر کر پڑھے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا

پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ کلموں اللہ کے پورے برائی سے

خَلَقَ کہ اسکی بڑی فضیلت آئی ہے معقل بن یسار صحابی سے روایت ہے کہ جسنے یہ دعا پڑھی متعین ہوتے ہیں اوپر

ستر ہزار فرشتے کہ دعا بخشش کی کرتے ہیں اسکے لیے اور اگر مرتا ہے تو شہید مرتا ہے یہ روایت ملا علی قاری نے حصن حصین

کی شرح میں نقل کی ہے اور صحیح مسلم میں روایت ہی کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا

کہ آجکی رات ایک بچھو کے کاٹنے سے کیا ایذا اوٹھائی یعنی فرمایا آگاہ ہو اگر کہتا تو جس وقت کہ شام کرتا اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ

التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تو ضرر نہ پہونچاتا تجکو اور جو کوئی منزل پر اوتر کر یہ پڑھے تو نہیں ضرر کرتی اوسکو کوئی چیز

بیشک کوچ کرے یہ روایت مشکوۃ مین ہے اور ابن نجار نے اپنی تاریخ مین روایت کی ہے حضرت علی رضی سے کہ وہ نقل کرتے ہین
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے کہ جو کوئی ارادہ کرے سفر کا پس پکڑے دونو بازو دروازہ اپنے گھر کے دروازے کے اور پڑھے
گیارہ بار قل ہو اللہ احد ہوتا ہے اللہ تعالی نگہبان اسکا یہانتک کہ پھر آوے یہ روایت تفسیر در المنثور مین ہے اور اور بہت
دعائین تفصیل سے کتاب حصن حصین وغیرہ مین منقول ہین چاہیے سو پڑھے اور جملہ آداب سفر سے یہ ہے کہ روز و شب
مین مجا غفلت اور احتیاط سے رہے اور نہین تنہا نہ چلے اور قافلے سے الگ ہو نشاید کہ کوئی کمائین ہو یا پھر اہی سے
رہجائے اور راتمین جاگتا رہے اور پچھر سوئے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اول شب سفر مین سوتے
تو بازو اپنا نیچے سر مبارک کے بچھاتے اور آخر شب مین سوتے تو بازو کھڑا کرکے سر ہتیلی پر رکھکر سوتے تھے کہ اس سے بہت
غفلت نہین ہوتی سونے مین اور جلدی جاگ اٹھتا ہے اور مستحب یہ ہے کہ راتکو نوبت بہ نوبت جاگتے رہین اور جب کوئی
دشمن یا درندہ راتمین یا دنمین قصد اونکا کرے تو آیۃ الکرسی اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس
پڑھے اور پناہ ساتھ خدا کے ڈھونڈے اور توکل اوسپر کرے اور یہ دعا اوس سے چاہیے اور جملہ آداب سفر سے یہ ہے کہ اگر سوار ہو تو
سواری پر رحم کرے اوسکی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ رکھے اور منہ پر نہ مارے کہ ہر جاندار کے منہ پر مارنا منع ہے اور سواری پر
سوتے نہین تا گران ہو یعنے نیند کی حالت مین بوجھ بہت ہو جاتا ہے بدنکا پس سووے نہین اور اگر تھوڑی سی دیر اوتر لیا
کرے سواری پر سے تو اسمین بہت مہربانی اور رحم ہے اسپر اور بعضے اگلے بزرگ وقت کرایہ کے شرط کر لیتے تھے کہ سواری
پر سے اوترینگے نہین اور اسکے مقابلہ مین کرایہ زیادہ دیتے تھے اور بعد ازان اوترتے تھے کہ اسمین احسان ہو جانور پر بھی
اور کرایہ کو دینے والے پر بھی یعنے شرط کی تھی کہ اوترینگے نہین اور اسکے عوض مین کرایہ بھی زیادہ دیا اور باوجود اسکے جو
اوترے رحم کرے جانور پر تو احسان جانور پر بھی ہوا اور مالک اسکے پر بھی اور جو کوئی جانور پر زیادتی
کریگا روز قیامت کے اوس سے پوچھا جاویگا اور چاہیے کہ مکاری سے کرایہ مین قصہ جھگڑا نکرے کہ آسانی اور چشم پوشی
کرنی معاملات مین فضائل اعمال سے ہے اور چاہیے کہ زیادہ اوس چیز سے کہ شرط کی ہے نہ لادے جانور پر اگرچہ فقہا نے
شی قلیل مین توسعہ کیا ہے یعنے اجازت دی ہے ولیکن طریقہ اہل ورع کا یہ نہین ہے اسلیے کہ احتیاط اسمین ہے
اسلیے کہ جرات کرنی تھوڑی سی زیادتی پر رفتہ رفتہ بہت سی زیادتی کیطرف کھینچ لیجاتی ہے اور جو کوئی محل شبہ سے پرہیز نکرے
حرام مین پڑجاتا ہے اور جملہ آداب سفر سے یہ ہے کہ جن چیزونکی حاجت بہت پڑتی ہے مانند مسواک اور کنگھی اور مانند
انکے ہمراہ رکھے حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسافرت مین سرمہ دانی اور آئینہ اور مسواک اور کنگھی
اور مقراض اور قارورہ ہمراہ لیتے تھے اور سرمہ لگانا نزدیک سونیکے سنت ہے فرمایا ہے آنحضرت نے کہ لازم پکڑو تم
سرمہ لگانیکو نزدیک سونیکے اسلیے کہ وہ زیادہ کرتا ہے بینائی کو اور اوگاتا ہے بالونکو یعنے پلکونکو اور ہر آنکھ مین تین
سلائیان لگاوے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ داہنی آنکھ مین تین سلائیان اور بائین مین دو لگاوے اور سونیسے

چھاگل اور رسی کو زیادہ کیا ہے یعنے یہ بھی رکھتے ہیں اور بعضون نے کہا ہے کہ جس فقیر کے ساتھ چھاگل اور رسی نہین ہے
دلیل ہے اوسکے نقصان دین اور رکھنا اسکا واسطے احتیاط طہارت پانی کے اور دھونے کپڑے کے ہے یعنے چھاگل اسلیے ہے
کہ پانی محفوظ و پاک رہے اسمین اور رسی واسطے خشک کرنے دھوئے ہوئے کپڑونکے اور واسطے پانی کھینچنے کے ہے اور
متقدمین یعنے صحابہ اور تابعین نے اکتفا تیمم پر بھی کیا ہے اور کپڑے زمین پر خشک کر لیتے تھے اور یہ نہایت تجرید ہے
پس چھاگل اور رسی رکھنی بدعت ہے ولیکن بدعت حسنہ ہے اور بدعت بری وہ ہے کہ تغیر کرے سنت قدیمہ کو اور جو چیز
کہ مدد کرے سنتونکی وہ مستحسن ہے اور احتیاط طہارت ظاہر مین خوب ہے جبتک کہ نہو بہت فوت ہونے اوس عمل کی کہ افضل
ہے اوس سے اور اگر بسبب فوت ہونے ایک ایسے امر کی ہو کہ افضل ہے اوس سے تو خوب نہین ہے وہ احتیاط اسلیے کہا ہے
علما نے کہ عالم کو نچاہیے کہ آپ کپڑے دھوے اگر قدرت دھلانیکی رکھتا ہو اسلیے کہ اس مدت مین مشغول علم مین نہین ہوئیگا
کہ افضل اعمال ہے اور بعضی کہ واسطے وضو کے راہ دور و دراز جاتے ہین تا جاری پانی پر پہونچین حقیقت مین عبث کرتے
ہین کیون اس زمانہ مین مشغول ذکر و فکر مین نہون کہ عمل دل کا ہے اور یہ مخالف عمل صحابہ اور متقدمین کے ہے کہ انکو صاف
کرنا دلکا ضرورتر تھا ستھرا کرنے بدن سے یہانتک کہ صحابہ بعض اوقات بعد از کھانیکے ہاتھ نہ دھوتے تھے اور پانو کے تلوے سے
ہاتھ کو صاف کر لیتے تھے بسبب اسکے کہ کمال مستغرق ہوتی تھی اوقات انکی عمل قلبی مین اور فرصت نہوتی تھی اسکی کہ مقید ہون
ہاتھ دھونیکے اور جملہ آداب سفر سے کہ متعلق ساتھ حالت پھرنیکے طرف وطن کے ہے یہ ہے کہ جب قریب اپنی منزل کے پہونچے تو
پہلے آنیکے کسیکو گھر مین بھیجے اور ایکایک چلا آوے کہ حدیث مین اوس سے منع کیا ہے آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف
لاتے سفر سے تو اول مسجد مین آتے اور دو رکعت ادا کرتے بعد ازان گھر مین آتے اور چاہیے کہ واسطے گھر والونکے اور
اقربا اور دوستونکے تحفہ لاوے بحسب مقدور کے کہ یہ سبب فرحت دل اور باعث ازدیاد محبت کا ہے اور جملہ آداب سفر سے
کہ متعلق ساتھ باطن کے ہے یہ ہے کہ نیت سفر مین کار آخرت کی ہو یا اوس چیز کی کہ مددگار ہو کار آخرت مین اور اگر سفر سبب
زیادتی دین کا نہو تو نکرے اور جب عزیمت اپنے دلکی متغیر پاوے تو توقف کرے یا پھر آوے اور چاہیے کہ ہر شہر کے داخل ہونے سے
قصد دیکھنے بزرگون اوسکے کا ہو اور کوشش اسمین کرے کہ ہر ایک سے طلب فائدہ کی چیز کرے اگرچہ ایکہی بات ہو اور قصد
فائدہ کی چیز طلب کرنیسے نفع اوٹھانا ہو اوس سے نہ بیان کرنا اوسکا اور قصہ خوانی اور جو کچھ کہ سفر مین دیکھے عجائب و غرائب
اوسکو بھی بیان نکرے اور یہ نہایت ریاضت ہے اور اگر بیان بھی کرے تو بقدر حاجت کے کرے اور کسی تقریب سے کہے اور کسی شہر
مین زیادہ سات یا دس دن سے قیام نکرے مگر یہ کہ جس شیخ کی زیارت کو گیا ہو وہ حکم کرے زیادہ رہنے کا اور اگر کسی طالب سے
ملے تو زیادہ تین روز سے اوسکے یہان نہ ٹھیرے کہ یہ حد ہے ضیافت کی مگر کہ اوسکو جدائی تیری ناگوار ہو اور مصر ہو زیادہ
رہنے کے لیے اور اگر قصد کسی شیخ کی زیارت کا کرے تو زیادہ ایک روز و شب سے نرہے یعنے اسلیے کہ بزرگونکو تکلیف دینی
اچھی نہین اور سفر مین عیش و عشرت مین مشغول نہو کہ اس سے برکت سفر کی جاتی رہتی ہے اور جس شہر مین جاوے

اور اونکو انکے بزرگ کے ساتھ قرابت کی فضیلت کے سبب اول بہت بڑے بزرگ سے ملے پھر اوس سے کم درجہ والے سے
پھر اوس سے کم سے اور اگر بزرگ گھر میں ہو تو اونکے دروازے پر کھڑا ہووے اور تکلیف نکلنے کی اونکو نہ دے بلکہ منتظر بیٹھا رہے
تا وقتیکہ آپ نکلے اور جب وہ نکلے تو ادب سے اونکے آگے بیٹھے اور بغیر پوچھے بات نکرے اور اگر پوچھے تو بقدر سوال کے جواب دے
اور اوس سے مسائل پوچھے اور اونکی اجازت کے بغیر نہ پوچھے اور جس شہر کا قصد ہو اوس شہر کے صلحا کی قبروں کی زیارت کرے اور اگر
یہ جانے کہ وہ بزرگ ... اور ضرورت کے اپنی حاجت کسی سے ظاہر نکرے اگرچہ جانتا ہو کہ وہ
قبول کریگا اور راہ میں ہمیشہ ذکر و فکر میں مشغول رہے اور بہتر یہ ہے کہ ذکر دل میں کرے لوگوں کو سناوے نہیں اور اگر کوئی اوس سے
کچھ بات پوچھے تو ذکر کو ترک کرے اور جواب دے بعد ازاں پھر ذکر کرنے لگے کہ اسکو بہت دخل ہے اپنے حال کے پوشیدہ کرنے میں
برخلاف نفس کے اور اگر اسکو خدمت صلحا اور فقرا کی ہاتھ لگے تو سفر نکرے کہ مقصود سفر سے یہی ہے پس اسصورت میں
سفر کرنا کفران نعمت ہے کہ اس نعمت کی قدر نکی اور سفر بیفائدہ اختیار کیا اور جب سفر میں کچھ تقصیر و نقصان معائنہ
کرے تو ... کہ شہر میں رکھتا تھا جانے کہ یہ سفر غلطی ہے پس پھر آوے اور چاہیے کہ ارادہ کرنیوالا سفر کا اول خواہش
نفسانی کو اپنے میں سے دور کرے تا سفر میں خوار نہو ورنہ جو تابع خواہش نفس کا ہے ہمیشہ خوار ہے اور جملہ آداب
سفر سے بلکہ واجبات ... سے یہ ہے کہ پہلے سفر کے رخصتیں شرع کی کہ احتیاج ہوتی ہے اونکے سفر میں اور پہچاننا قبلہ
کا اور اوقات نماز کا اور مانند انکے اس قسم کے علم سے کہ متعلق ہے ساتھ سفر کے سیکھے تا سفر اسکا باعث گمراہی کا نہو
واللہ الموفق باب ساتواں بیچ امر معروف اور نہی منکر کے اور اس باب میں سات فصلیں ہیں **فصل پہلی بیچ**
فضیلت امر معروف اور نہی منکر کے بیان کہ امر معروف اور نہی منکر فرائض میں سے ہیں بموجب آیتوں اور حدیثوں
اور اقوال ... کے ولیکن فرض کفایہ ہیں نہ فرض عین اگر ایک شخص مسلمانوں میں سے بجا لاوے تو ساقط ہو جاتا ہے
اور دوسروں سے حکم فرض کفایہ کا ہے قرآن مجید میں فرماتا ہے اللہ تعالی كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اچھا ہونا اس امت کا بیان کیا ساتھ امر معروف اور نہی منکر کے اور
بہی فرمایا ہے تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ اور قرآن میں مانند انکے
آیتیں دلالت کرنیوالی امر معروف اور نہی منکر کی بہت سی آئی ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ کلام بنی آدم کے سب باعث
ضرر کے ہیں مگر امر معروف اور نہی منکر اور ذکر حقتعالی کا اور حدیث میں آیا ہے کہ ایکروز آنحضرت نے ساتھ ایک جماعت
صحابہ کے خطاب کیا اور فرمایا کہ کیسا حال ہوگا تمہارا اوس وقت میں کہ سرکشی کرینگی عورتیں تمہاری اور فسق کرینگے
جوان تمہارے اور ترک کروگے تم اپنے جہاد کو عرض کیا صحابہ نے کہ آیا یہ ہونا ہے یا رسول اللہ فرمایا ہاں سوگند اوس
خدا کی کہ ذات محمد کی بیچ قبضہ قدرت اوسکے ہے قریب ہے کہ ایسی چیزیں واقع ہونگی کہ سخت تر اور بدتر اس سے ہیں
کہا صحابہ نے سخت تر اس سے کیا ہوگا یا رسول اللہ فرمایا کیسا ہوگا حال تمہارا اوس وقت کہ معروف کو منکر دیکھوگے

اور منکر کو معروف کہا صحابہ نے کہ یہ بھی ہوتا ہے یا رسول اللہ فرمایا ہاں اس سے بھی زیادہ سخت ایک چیز واقع ہوگی کہا
صحابہ نے کہ وہ کیا ہے یا رسول اللہ فرمایا جس وقت کہ امر کرو گے تم ساتھ منکر کے اور منع کرو گے معروف سے اخیر تک
فرمایا یعنے یہ حدیث بڑی ہے ساری حدیث بیان فرمائی آور یہ بھی حدیث میں ہے کہ اوترتی ہے لعنت اس شخص پر کہ حاضر ہو
ایسی جگہ کہ ظلم کرتے ہیں لوگ اور وہ دفع نکرے اس ظلم کو اور موافق اس حدیث کے گوشہ نشینی واجب ہوتی ہے اور عاجز ہونا
منع کرنے سے عذر نہیں ہوتا ہے اسلیے کہ اگر عاجز ہے تو چاہیے کہ اسپر حاضر نہو اور اسی جگہ سے اختیار کیا ہے اگلے بزرگوں نے
عزلت کو جیسے بیچ فائدون عزلت کے گذرا اور ممنوع حاضر ہونا قصدًا ہے اور اگر حاجت ضروری ہو یا اتفاقًا اودھر کو اسکا
گذر ہو تو معذور ہے اور معنی عجز اور قدرت کے ظاہر ہونگے یعنے ضرورۃً یا اتفاقًا گیا اور منع نہیں کر سکتا تو عاجز ہے اور
اگر قصدًا گیا تو یہ عاجز نہیں ہے بلکہ گویا قدرت رکھتا ہے اور اس صورت میں ماخوذ ہوگا پہلی صورت میں نہیں آور یہ بھی حدیث
میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آیا ہلاک ہوتا ہے وہ گاؤں کہ بیچ میں صلحا اچھے لوگ ہیں
فرمایا ہاں کہا صحابہ نے کہ کس سبب سے فرمایا بسبب سہل جاننے اور سکوت کرنے انکے گناہوں سے اور یہ بھی حدیث میں
آیا ہے کہ حقتعالی نے وحی بھیجی ایک فرشتہ کو اپنے فرشتوں میں سے کہ الٹ دے شہر کو اوسکے بسنے والوں پر بسبب اونکے ظلم کے
کہا اوس فرشتہ نے کہ اے رب میرے اوسمین ایک بندہ ہے تیرا بندوں میں سے کہ ہرگز تیرا گناہ نہیں کیا ہے فرمایا کہ اسپر بھی مار
کہ ہرگز منہ اوسکا متغیر نہیں ہوا ہے بسبب گناہ خلق کے آور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ حقتعالی نے عذاب کیا ایک گانو والونکو
کہ اسمین اٹھارہ ہزار آدمی ہونگے کہ عمل اونکا مانند عمل انبیا کے ہوگا بسبب ترک کرنے انکے امر معروف اور نہی منکر کو اور
حدیث میں آیا ہے کہ وہ لوگ کہ حکم کرتے ہیں اچھی بات کو اور منع کرتے ہیں بری بات سے اور دوست رکھتا ہے انکو اللہ اور بعض کہتے
ہیں اللہ وہ بہشت کے بالاخانوں میں ہونگے کہ وہ اوپر ہیں شہدا کے بالاخانوں سے اور ہر بالاخانہ کے تین تین لاکھ دروازے
ہونگے یاقوت و زمرد کے اور ہر ایک کا انمین سے تین تین سو حوروں سے نکاح کیا جاویگا جبکہ انکی طرف نظر کریگا وہ کہینگے کہ
یاد رکھتا ہے تو کہ فلانے وقت میں حکم اچھی بات کا اور منع بری بات سے کیا تھا تو نے اور ہم جزا اوسکی ہیں آور یہ بھی حدیث
میں آیا ہے کہ افضل شہدا وہ شخص ہے کہ حاکم ظالم کو حکم کرے اچھی بات کا پس مارا جاوے اوسمین منزل اوسکی بہشت میں درمیان
حضرت حمزہ اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالی عنہما کے ہوگی ف حضرت حمزہ چچا ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت جعفر
بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہما کے یہ دونو صاحب شہید ہوئے ہیں اور بڑی بزرگی رکھتے ہیں پس انکے ساتھ ہوگا یہ شخص بھی
اور اقوال صحابہ کے بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی فضیلت میں بہت ہیں حذیفۃ الیمان رضی سے پوچھا لوگون نے
کہ درمیان زندون کے مردہ کون ہے فرمایا وہ شخص ہے کہ انکار نکرے گناہ کا ساتھ ہاتھ اور زبان اور دل کے یعنے چاہیے یون
کہ گناہ کی چیز کو ہاتھ سے مٹاوے ورنہ ہو سکے تو زبان سے منع کرے اور یہ بھی نہو تو دل سے تو برا جانے اور جسنے کچھ بھی نکیا
انمین سے وہ بمنزلہ مردہ کے ہے آور یہ بھی حذیفہ نے فرمایا کہ نزدیک ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آویگا کہ مردار گدھے کا انکے آگے

محبوب بہتر ہوگا اوس مسلمان سے کہ امر و نہی کریں اونکو اور حضرت امیر المومنین عمرؓ سے منقول ہے کہ نہ انکار کرنا گناہ کا سامنے دل کے سبب اوٹھ جانا ہونا دل کا ہے اور آیا ہے کہ کعب احبار نے ابو مسلم خولانی سے پوچھا کہ قدر اور مرتبہ تیرا تیری قوم مین کیسا ہے کہا اچھا ہے کہا توریت تو بغیر اسکے کہتی ہے کہا ابو مسلم نے کہ کیا کہتی ہے کہا کعب نے کہ توریت یہ کہتی ہے کہ جو کوئی امر کرے ساتھ معروف کے اور منع کرے منکر سے مرتبہ اسکا اوسکی قوم مین خوار و بیقدر ہوتا ہے اونکے آگے کہا ابو مسلم نے کہ سچ کہتی ہے توریت اور جھوٹ کہتا ہے ابو مسلم حاصل کعب کے قول کا یہ ہے کہ توریت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امر معروف اور نہی منکر کرنیسے لوگ بغض رکھتے ہین اور خوار و ذلیل جانتے ہین پس تم جو کہتے ہو کہ لوگ مجھکو اچھا جانتے ہین تو معلوم ہوا کہ تم امر معروف اور نہی منکر نکرتے ہوگے پس ابو مسلم نے اقرار کیا اپنے قصور کا کہ توریت سچ کہتی ہے مین قاصر ہون اسمین اور واقع مین مین اچھا نہین اگرچہ لوگ مجھے اچھا جانتے ہین اور حاصل یہ کہ امر معروف اور نہی منکر واجب ہے باوجود قدرت رکھنے کے اسپر اور ادنی درجہ اسکا یہ ہے کہ انکار کرے دل سے اور اگر ایک شخص قوم مین سے اسکو اختیار کرے تو سب سے ساقط ہو جاتا ہے **فصل دوسری بیچ شرائط محتسب کے** یعنے امر معروف اور نہی منکر کرنیوالیکے جملہ شرائط محتسب سے یہ ہے کہ وہ مکلف ہو یعنے عاقل اور بالغ ہو پس احتساب دیوانہ پر اور لڑکے پر واجب نہین دیوانہ تو ظاہر ہے کہ وہ صلاحیت اسکی نہین رکھتا اور لڑکا وہ بھی چونکہ مکلف احکام شرعیہ کا نہین ہے اسپر بھی واجب نہین لیکن جائز ہے اسلیے کہ فعل یہ ممکن ہونیکے لیے نری عقل و تمیز کافی ہے پس لڑکے مراہق کو کہ نزدیک بالغ ہونیکے پہونچا ہو پہونچتا ہے کہ انکار منکر کا کرے اور شراب کو اونڈھا دے اور باجونکو اور کھیل کی چیزونکو توڑ ڈالے اور کسیکو نہین پہونچتا ہے کہ اوسکو منع کرے اسلیے کہ وہ اہل ثواب و عبادت کا ہے اگرچہ اہل ولایت نہین ہے اور احتساب ایک قسم ہے عبادتون مین سے اور اسلیے غلامون کے لیے اور عوام رعیت کے لیے ثابت ہے اگرچہ انمین معنی ولایت کے نہین ہین لیکن نرا ایمان کافی ہے بیچ ثبوت مثل اس ولایت کے مانند قتل کرنے مشرک اور باطل کرنے اسباب اوسکے اور چھین لینے ہتیارون اوسکے اسلیے کہ لڑکا اور بالغ برابر ہین اسمین اور منع کرنا فسق سے بیچ حکم منع کرنیکے کفر سے ہے اور جملہ شرائط محتسب سے ایمان ہے اسلیے کہ احتساب نصرت اور مدد کرنے دین پر ہے اور جو کہ دشمن دین کا ہے وہ اہل نصرت اور مدد کرنے دین کا کیونکر ہوگا پس کافر اہل احتساب کے نہین ہوگا لیکن فاسق کو پہونچتا ہے کہ امر معروف اور نہی منکر کرے اسلیے کہ یہ فی نفسہ ایک عبادت ہے خواہ آپ بموجب اسکے عمل کرے یا نکرے اور عمل کرنا اسپر ایک عبادت دوسری ہے حدیث مین آیا ہے کہ صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا ہم امر نکرین ساتھ معروف کے یہانتک کہ عمل نکرین ہم اوسپر اور منع نکرین ہم منکر سے جبتک کہ پرہیز نکرین ہم اوس سے فرمایا کہ امر کرو ساتھ معروف کے اگرچہ سب اچھی باتین نکرو اور منع کرو یعنے بری باتونسے اگرچہ سب سے پرہیز نکرو و لیکن احتساب کئی طرح پر ہے کبھی ساتھ وعظ و نصیحت کے ہے اور کبھی ساتھ قہر و مارنیکے جیسا آگے معلوم ہوگا اور فاسق کو نہین پہونچتا ہے کہ

وعظ و نصیحت کرے اور سجگہ مین کہ شق اوسکا معلوم ہو نہ اس سبب سے کہ حرام ہے بلکہ اس سبب سے کہ یہ نفع نہین رکھتا اور فائدہ
اسپر مترتب نہوگا ولیکن قہر و زجر مانند اوندھا دینے شراب کے اور توڑ ڈالنے کھیل چیزونکے اور مانند اسکے واجب ہے
اور بعضون نے شرط کی ہے عدالت یعنے نیکوکاری احتساب مین اور دلیل پکڑتے ہین ساتھ دلیلون نقلی و عقلی کے
نقل تو یہ آیت اللہ تعالیٰ کی ہے اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ اور دلیل انکی یہ آیت ہے
لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ اور حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات گذرا مین ایک
قوم پر کہ دانت اونکے آگ کی مقراضون سے کاٹتے ہین فرشتے کہا مینے کہ کون ہو تم ای جماعت ہر دونکی کہا کہ ہم وہ
جماعت ہین کہ لوگونکو امر معروف اور نہی منکر کرتے تھے اور آپ نکرتے تھے اور یہ بھی حدیث مین ہے کہ حقتعالیٰ نے
وحی بھیجی حضرت عیسے علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہ ای بیٹے مریم کے اول اپنے تئین نصیحت کر جب آپ نصیحت قبول
کرنیوالا ہووے تو بعد اسکے لوگونکو کرو گرنہ شرم رکھو مجھسے اور جواب ان دلیلونکا یہ ہے یہ انکار ہے بسبب ترک کرنے عمل کے
نہ بسبب حکم کرنے اسیلکے پس حاصل یہ ہے کہ جیسے لوگونکو حکم کرو آپ بھی کرو نہ یہ کہ اگر آپ نکرو تو اورونکو بھی نکہو اسلیے
کہ شک نہین ہے کہ امر کرنا غیر کو دلالت کرتا ہے اوپر قوت علم کے اور مواخذہ عالم پر سخت تر ہے اسلیے کہ ملامت آنکھون والے پر
کہ کنوئین مین گر پڑے زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت اندھے کے اگر اوسکے اختیار مین ہووے حدیث عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام
کی پس اسمین منع ہے نصیحت غیر کے سے بغیر نصیحت قبول کرنے اپنے کے پس معلوم ہوا کہ یہ خوب نہین ہے اور یہ بھی ہے
کہ اوسمین کہا کہ شرم رکھو اور اس سے لازم نہین آتا کہ حرام ہو بلکہ مناسب و خوب نہین ہے اور اسمین شک نہین کہ ترک کرنا
عمل کا اور حکم کرنا ساتھ اوسکے ہر چند کہ عبادت ہے لیکن چونکہ متضمن ترک کرنے ایک عبادت دوسری کا ہے خالی قباحت
سے نہین بموجب عرف کے اور عقلی دلیلونمین سے ایک تو یہ دلیل ہے کہ ہدایت غیر کی شاخ ہے آپ ہدایت قبول کرنیکے
اور اسیطرح سیدھا اور درست کرنا غیر کا شاخ ہے استقامت اور صلاحیت نفس اپنے کی اور جو کہ آپ صالح نہین ہے
وہ دوسریکو کیونکر صالح کریگا اور سیدھا ہونا سایہ کا باوجود کجی لکڑیکے محال ہے یعنے ٹیڑھی لکڑیکا سایہ سیدھا کیونکر ہوگا
اور یہ دلیل وہمون قوت خیالیہ سے ہے نہ دلیلون عقلیہ سے اور قیاس معقول کا ساتھ محسوس کے ہے اور جواب دلیلون
عقلیہ سے یہ ہے کہ اگر امر کرنا غیر کا ساتھ ترک کرنے عمل کے جائز رکھین ہم بلاحظہ اسکے کہ وہ فی نفسہ ایک عبادت ہے
اور عمل عبادت دوسری پس جائز ہو جیسے کہ اگر کوئی کہے کہ مین وضو کرتا ہون اور سحر کھاتا ہون ہر چند کہ نماز نہ پڑھون
اور روزہ نرکھون اسلیے کہ وضو کرنا اور سحر کھانا فی نفسہ ایک عبادت ہے اور نماز و روزہ عبادت دوسری
حالانکہ یہ بات نامشروع و نامقبول ہے اور یہ دلیل بھی فاسد ہے اسلیے کہ وضو اور سحری کھانی بغیر قصد
نماز روزہ کے عبادت نہین ہے اور غرض وضو سے نماز ہے اور سحر کھانے سے روزہ پس بغیر اسکے مقبول نہین ہے
پر امر کرنا غیر کو مقصود اوس سے عمل نفس اپنی کا نہین ہے تا بغیر اسکے درست نہو اور جملہ دلیلون سے یہ ہے کہ اگر ایک مرد

نیچے ترکیکو اچھی بات کرنیکا حکم ہو اور آپ نہین کرسکتا ہو سلہ محسوس وہ کہ ایک چیز معلوم ہو ظاہر اور معقول وہ کہ عقل مین ہو اور ظاہر معلوم ہو پس لکڑی کا سایہ اوسکا محسوس اور کسیکو اچھی بات بتانا اور درست کرنا معقول ہے پس معقول کا قیاس محسوس پر کیونکر کیجاوے ۱۲ منہ

ایک عورت سے زنا اور راہ غیر کے کرے اور عورت اپنے اعضا کو کھلا رکھے اور مرد اوس حال مین احتساب کرے اور
کہے کہ اپنے اعضا کو ڈھانک کیونکہ کھولنا ستر کا نامحرم کے آگے حرام ہے شک نہین ہے کہ یہ احتساب مستحق ہوگا اور جواب
اس دلیل کا یہ ہے کہ برائی اس احتساب کی اس جہت سے نہین ہے کہ وہ منع کرتا ہے فعل حرام سے بلکہ اس سبب سے مستحسن ہے
اسلیے کہ ڈھانکنا ستر کا واجب ہے اور واجب سبب زنا کا حرام دوسرے حرام نہین ہوتا بلکہ برائی اور قباحت اسکی
اس جہت سے ہے کہ مرد نے اس حالت مین ترک فرض اپنے کا کیا اور مشغول ہوا اوس چیز مین کہ [illegible] ہے اور
یہ موجب نفرت طبیعت اور انکار عقل کا ہے مانند نفرت طبیعت کے اوس کسی سے کہ [illegible] زنا کرے لیکن کہانے غصب سے
پرہیز کرے اور گواہی جھوٹی سے اور غیبت سے پرہیز کرے پس نہین کہتے ہین ہم کہ پرہیز کرنا اوسکا طعام غصب کیسے اور بازرہنا
اسکا غیبت سے نامشروع ہے بلکہ کہتے ہین ہم کہ عذاب دو معصیت اوس کسی پر کہ طعام حرام بھی کہاوے اور زنا بھی کرے
زیادہ ہوتا ہے اوس کسی سے کہ ایک چیز کرے اور دو چیز نیکی ہے ایسی ہی ثواب اوس کیلئے کہ دوسرے کو حکم کرتا ہے اور
آپ بھی عمل کرتا ہے زیادہ ہے اوس کیلئے ثواب سے کہ ایک ہی چیز کرے فقط اور جملہ دلیلون عقلی سے یہ ہے کہ اس تقدیر پر
احتساب کافر کا بھی مسلمان پر جائز ہو اسلیے کہ کہنا کافر کا مسلمان کو کہ زنا مت کر فی نفسہ حق ہے اور کرنا اسکا کفر کو منافی
اسکے نہین ہے حالانکہ کہا ہے علمانے کہ احتساب کافر کا مسلمان پر جائز نہین اور جواب اس دلیل کا یہ ہے کہ منع کرنا احتساب
کافر کا مسلمان پر اس جہت سے نہین ہے کہ کلام اسکا فی حد ذاتہ حق نہین ہے بلکہ اس سبب سے ہے کہ احتساب متضمن ایک
طرح کی حکومت اور تحکم کو ہے اور کافر کو مسلمان پر حکومت ہی نہین فَلَن یَّجعَلَ اللّٰهُ لِلکٰفِرِینَ عَلَی المُؤمِنِینَ سَبِیلًا
(اور ہرگز نہ کریگا اللہ واسطے کافرون کے اوپر مومنون کے راہ)
ولیکن فاسق چونکہ مسلمان ہے مستحق حکومت کا ہے فی الجملہ پس نہین کہتے ہم کہ کافر ماخوذ اور معذب نہ کیا جاویگا آخرت میں
بسبب کہنے اپنے کے مسلمان کو کہ زنا مت کر اس حیثیت سے کہ وہ منع ہی ہے زنا سے اور جملہ شرائط احتساب سے یہ ہے کہ
قادر ہو محتسب احتساب پر اور احتساب عاجز کا دل سے ہے کہ دل سے برا جانے اسلیے کہ جو خدا کو دوست رکھیگا اوسکی
نافرمانی کو بالضرور برا جانیگا اور اوس سے نیچے اور مرتبہ نہین ہے یعنے ادنی درجہ ایمان یہی ہے کہ دل سے برا جانے اور یہ بھی
نہو تو بڑا ہی نقصان ہے چنانچہ ایک روایت مین آیا ہے کہ جو کوئی جہاد کرے بددینون سے ساتھ ہاتھ اپنے کے پس وہ مومن
ہے اور جو کوئی جہاد کرے اونسے ساتھ زبان اپنی کے پس وہ مومن ہے اور جو کوئی جہاد کرے اونسے ساتھ دل اپنے کے
پس وہ مومن ہے اور نہین ہے سوا اسکے ایمان سے دانہ رائی کا یعنے رائی کے دانہ برابر بھی وہ ایمان نہین رکھتا انتہی
یہ ٹکڑا ہے حدیث کا کہ وہ مشکوۃ مین ہے اور اوسکے جملہ اخیر پر سید جمال الدین نے لکھا ہے کہ یہ اسلیے ہے کہ جسنے دل سے بھی
برا نجانا تو وہ راضی ہوا خلاف شرع پر پس ہوگا یہ کفر اور منع کرنا گناہ کا بسبب غیرت محتسب کے ہے یعنے جسکو غیرت اور حمیت
دین کی ہوگی وہی منع کریگا اور فاسق و بیحیا کو کیا پروا ہے اسکی اور جو بیچارہ کہ قدرت نرکھے منع کی اوسکو سوا صبر کے کچھ
چارہ نہین کیا کرے روز و شب باخلق خدا عربدہ نتوان کرد جاننا چاہیے کہ مراد عجز سے بھی عجز ظاہری نہین ہے بلکہ

خوف پہونچنے فتنہ کا بلکہ نہ نفع دینا امر و نہی کا بھی ثابت ہو نہ خوف پس یہان کتنی ہی احتمال ہونگے اوّل یہ کہ جانے کہ بات
میری نفع کریگی اور خوف کسی آفت کا بھی نہین ہے پس اس صورت مین تو احتساب واجب ہے اسلیے کہ یہان پوری قدرت
حاصل ہے اور دوسرے یہ کہ جانے کہ نفع نہین کریگی بات میری اور خوف ضرر کا بھی ہو اس صورت مین واجب نہین ہے
احتساب ہرگز بلکہ حرام ہوتا ہے بعضی جگہ ولیکن چاہیے کہ اوس جگہ حاضر نہو مگر کہ حاجت ضروری رکھتا ہو یا بزور لیجائین
اور جلاوطن ہونا لازم نہین ہے گرچہ کہ جبر زدن گناہ ہے اور بھاگ جانے کی ممکن ہو اور تیسرے یہ کہ نفع احتساب نکرے لیکن
خوف ضرر کا بھی نہو پس اس صورت مین بھی واجب نہین ہے اسلیے کہ غرض احتساب سے دفع کرنا گناہ کا ہے سو وہ ہوسکتا نہین
لیکن اگر واسطے اظہار شعار اسلام کے کرے تو مستحب ہے اور چوتھے یہ کہ نفع کرے لیکن ضرر لاحق ہو جیسے شیشہ شراب کا یا مزامیر
کو توڑ دے اور جانتا ہے کہ سر میرا توڑ ڈالینگے پس احتساب اس صورت مین بھی واجب نہین ہے لیکن حرام بھی نہین
ہے بلکہ کمال دین اور تقوی کا یہ ہے کہ اسقدر ضرر اوٹھاوے کہ راہ مین اوٹھاتے ہین اور حدیث مین کلمہ الحق کہنے کی آگے بادشاہ
ظالم کے فضیلت بہت واقع ہوئی ہے ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ بعضے حاکم سے ایک بات سنی مینے
چاہا مینے کہ انکار کرون اور جانتا تھا مین کہ مجھکو مار ڈالیگا پس مارے جانا مانع نہ تھا اوسکی نصیحت کو ولیکن نہکیا
مینے کہ نفس میرا اوس کہنے مین عجب پیدا کریگا پس ڈرا مین کہ مبادا بغیر اخلاص کے مارا جاؤن لیکن اگر کوئی ظالم
تلوار ہاتھ مین لیے ہوئے بیٹھا ہو اوسکے ہاتھ مین پیالہ شراب کا ہو اور محتسب جانے کہ بمجرد دیکھنے کے قتل کرڈالیگا تو
احتساب یہان کوئی وجہ نہین رکھتا بلکہ حرام ہے یا یہ کہ منع کرنا ایک کا گناہ سے سبب گناہ کرنے دوسرے شخص کا ہوگا
تو یہان بھی احتساب نکرے اسلیے کہ غرض احتساب سے منع کرنا گناہ خاص زید وعمرو کا نہین ہے بلکہ غرض باطل کرنا
اصل گناہ کا ہے اور جب یہ حاصل نہو تو احتساب کرنا بیفائدہ ہوگا اور رعایت کرنی مراتب منکرات کی لازم ہے
کہ دیکھے کہ جس منکر کو تغیر کرتا ہے مرتبہ اسکا اس منکر سے کہ بسبب احتساب کے پیدا ہوتی ہے کیسا ہے یعنے جسکو تغیر
کرتا ہے اگر مرتبہ اسکا کم ہے اوس سے یا برابر ہے تو احتساب نکرے اور اگر زیادہ ہے وہ بہ نسبت اسکی تو کرے اور گمان
اس باب مین حکم یقین مین ہے پس اگر گمان غالب پہونچنے ضرر کا ہو تو حکم یقین مین ہے اور بیچ صورت شک اور توہم
کے اختلاف ہے اور معتبر خوف مین سلامتی طبع اور اعتدال خلقت ہے یعنے بیچ مقدمہ امر معروف اور نہی منکر کے
خوف اسکا معتبر ہے کہ معتدل المزاج اور معتدل الخلقت ہو اسلیے کہ بزدل آدمی تھوڑی چیز سے ڈر جاتا ہے اور
دلیر اور متہور شاقہ پر جرأت کر بیٹھتا ہے پس معتبر شجاعت ہوگی کہ مرتبہ توسط کا ہے پس مرد شجاع کو خوف ہو تو اوسکا
اعتبار ہے اور نہین تو نہین اور یہی معتبر ہے کشتی کے سوار ہونے مین یعنے بعضے تو نہایت ڈرتے ہین کشتی کے
سوار ہونے سے اور بعضے کچھ ڈر نہین رکھتے اگر ہوا مخالف بھی ہو تو کشتی مین جا بیٹھتے ہین پس یہین بھی اعتبار متوسط کا
ہے کہ جو ہوا موافق مین نہین ڈرتے پس اگرچہ اسلام کے جانمین ایسے لوگ ڈرین ڈوب جانیسے اور گمان غالب ہے

انکو ڈوب جانیکا تو انکا اعتبار ہے اور یہ معذور رہینگے نہ وہ لیکن بعضون نے کہا ہے کہ جسپر غالب ہو بزدلی تو بہتر نہین ہے
اسکو سوار ہونا کشتی پر واسطے حج اسلام کے اور مختار اول ہی ہے اسلیے کہ رفع ہونا بزدلی کا ساتھ عادت ڈالنے اوسکے تجربہ
سے ممکن ہے واللہ اعلم جاننا چاہیے کہ بیچ ضرر اور مکروہ کے کہ متوقع ہے پہونچنا اوسکا احتساب مین احوال مختلف ہے
بعضونکو بات سخت مکروہ معلوم ہوتی ہے اور بعضونکو مارنا اور گالی دینا علی ہذا القیاس اور چیزین بنا بر اختلاف
وضعون اور عادتون کے اور تفاوت حال ہر ایک بیچ عزت و حرمت کے اور تفصیل بیان کرنی اسکی مشکل ہے
ولیکن نہایت اسکی یعنے قاعدہ کلیہ اسکا یہ ہے کہ کہا ہے علمانے کہ مکروہ نقیض مطلوب کی ہے یعنے ایک تو ایسی چیزین
ہین کہ جنکی خواہش رکھتا ہے آدمی اور انکے مقابلہ مین مکروہ ہے کہ اوسکو برا جانتا ہے اور مطالب خلق کے دنیا مین چار
چیزین ہین ایک علم اور وہ متعلق ہے ساتھ روح کے اور دوسری صحت اور وہ متعلق ہے ساتھ بدن کے اور تیسرے ثروت اور
وہ متعلق ساتھ مال کے ہے اور چوتھے جاہ اور وہ متعلق ہے ساتھ لوگونکے دلونکے اور معنی جاہ کے ہین مالک ہونا لوگونکے
دلونکا جیسیکہ معنی ثروت کے مالک ہونا درہمونکا ہے اور جیسیکہ مالک ہونا درہمونکا وسیلہ حاصل ہونے مطالب کا
ہے ایسی ہی مالک ہونا دلون کا واسطہ ہے حاصل ہونے مقاصد کا اور تحقیق جاہ کے معنون کے اور سبب میل طبیعت
کا طرف اسکے ایک تفصیل رکھتا ہے اور حاصل یہ کہ مطلوب دنیاوی خالی ان چار چیزونسے نہین ہے اور طلب کرنا انکا یا تو اپنے
لیے ہے یا واسطے اقربا اور دوستونکے اور جب مطلوب یہ ہوئی تو مکروہ نہونا انکا ہوگا اور نہونا انکا یا تو ساتھ جاتے رہنے انکے ہو
بعد حاصل ہونیکے یا ساتھ ممکن ہونے حصول اور انتظار اسیکے زمانہ آیندہ مین اور جائز نہین ہے ترک کرنا احتساب کا اس
قسم اخیر مین مگر وقت حاجت اور ضرورت کے ترک کرنا جائز ہے ف حاصل حضرت شیخ کے کلام کا یہ کہ پہلی قسم تو یہ ہوئی کہ مکروہ
یہ ہے کہ وہ چیزین حاصل ہین اور جانتا ہے کہ احتساب کرونگا تو وہ چیزین جاتی رہینگی پس اس صورت مین ترک کرنا احتساب
کا جائز ہے اور قسم اخیر یہ ہوئی کہ وہ چیزین ہین نہین لیکن ممکن اور متوقع ہے حاصل ہونا انکا اس صورت مین ترک کرنا
احتساب کا وقت ضرورت کے جائز ہے بیان مفصل اسکا یہ کہ اگر نہ جانتا ہو ضروریات دین کو اور سوا ایک تعلیم کرنیوالیکے
شہر مین کوئی اور ہو نہین یا ہو لیکن سب مطیع اور تابع اوسکے ہون اور ظن غالب سے معلوم اسکو ہو کہ اگر احتساب
کرونگا تو راہ حاصل کرنے علم کی بند ہو جائیگی اگر اس صورت مین احتساب ترک کرے تو جائز ہے اور بغیر ضرورت کے جائز نہین
اور اگر بیمار ہو اور معالجہ مین انتظار صحت کا ہو اور جانتا ہو کہ اسکی تاخیر مین ضرر شدید ہوگا اور کوئی طبیب بہتر اوس کے سوا نہین
اگر اس صورت مین بری باتسے منع نکرے تو جائز ہے اور اگر ایک شخص ہو عاجز کسب اور سوال سے اور توکل مین یقین قوی
ہو وے نہین اور سوا ایک شخص کے کوئی ہی نہین کہ اسکو کچھ دیوے اور جانتا ہے کہ اگر احتساب اسکو کرونگا تو راہ
رزق کی بند ہو جاویگی اور مارے بھوک کے ہلاک ہو جاؤنگا اور یا رزق حرام مین پڑونگا تو اسمین بھی اگر بری باتسے
منع نکرے تو جائز ہے اور اگر لوگ شریر درپے اسکے ایذا کے ہون اور اسکے دفع کرنیکی کوئی راہ ہو نہین سوا اسکے کہ آگے

سلطان یا حاکم کے جاہ رکھتا ہو اور حاکم ایسا ہو کہ شراب پیتا ہے اور حریر پہنتا ہے پس ان سب صورتوں میں اگر
ظن غالب کہ قریب یقین کے ہو حاصل ہو تو شاید کہ ترک کرنے احتساب کی اجازت ہو لیکن چاہیے کہ اپنے دلکو مفتی
ٹھہراوے اور دونوں ضرروں میں سے ایک ضرر کو دوسرے کے ساتھ وزن کرے اور ایک ضرر تو ہے ان چیزوں کے نہ ہونے کا اور
ایک ضرر ہے ترک کرنے احتساب کا ان دونوں کو دیکھے جو نسا غالب ہو اوسکی رعایت کرے اور مد نظر اسکو کیجئے اور دین کو
بہانہ حاصل کرنے دنیا کا نکرے کہ حقتعالی کو نظر نیت پر ہے اگرچہ نظر لوگونکی ظاہر پر ہے اور اگر سکوت کرنا اسکا بسبب دین
کے ہو اسکو مدارات کہینگے اور اگر بسبب نفس کے ہو اسکو مداہنت کہینگے وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَنَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا
وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا اور قسم پہلی کہ اسمین فوت ہونا مطلوب کا حاصل ہے اور سکوت احتساب سے اسمین جائز ہی نہیں مگر
عیب علم کے ہوگا اسلیے کہ کسیکو قدرت نہیں ہے علم کے کھو دینے کی کسی سے بخلاف کھو دینے صحت اور ثروت اور جاہ کے کہ انکو
کھو دے سکتے ہیں اور یہ بھی ایک سبب ہے سبھون بزرگی علم کا اسلیے کہ باقی اور دائم ہے دین و دنیا میں جیسا کہ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا شعر فَاِنَّ الْمَالَ یَفْنٰی عَنْ قَرِیْبٍ ٭ وَاِنَّ الْعِلْمَ مُلْکٌ لَا یَزَالُ ٭ اور فوت ہونا
صحت کا بسبب ضرب دکھ دینے والے کے ہے اور فوت ہونا ثروت کا بسبب لوٹ لینے گھربار کے اور چھین لینے کپڑونکے ہے اور
اس صورتمین واجب نہیں ہے احتساب سے خالی نہیں اور احتساب ان جگہونمین نشانی کمال دین اور نہایت تقویٰ
کی ہے اور فوت ہونا جاہ کا بسبب ضرب کے ہے اگرچہ دکھ دینے والی نہو بلکہ بسبب گالی دینے کے اور پھینکدینے پگڑی اور ہاتھ
بھی ہو سکتا ہے اور یہاں بھی سکوت کرنیکی اجازت ہے اسلیے کہ محافظت کرنی مروت و آبرو کی بھی حکم کیگئی ہے شرع مین
لیکن نری جاہ اور بلندی مرتبہ کی حفاظت کرنی محض نامرادی اور نفسانیت ہے مثلاً ایک شخص ہو کہ ہرگز بغیر سوار ہونے کے
گھوڑے پر اور بغیر پہنے لباس تکلف کے بازار میں نہیں نکلا ہے اور احتساب میں خوف پیادہ پا کرنے اور پہنانے لباس غیر
معمولی کا ہو تو یہ عذر نہیں ہے بیچ ترک کرنے امر معروف اور نہی منکر کے کہ یہ فضولیات ہیں اور اسیطرح خوف غیبت
اور اہانت کرنیکا زبان سے ساتھ جاہل اور احمق کہنے کے اور نسبت کرنیکے ساتھ ریا اور نفاق کے عذر نہیں ہے اسلیے
کہ اگر ایسے امور کا اعتبار ہو تو اصل واجب نے احتساب ہی کی جاتی ہے اور خالی ہونا احتساب کا ایسے امور سے ممکن نہیں
ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ اور اگر منع غیبت سے کرے اور جانتا ہے کہ وہ اور زیادہ غیبت
کرینگے نہیں اور اسکی بھی غیبت کرینگے تو منع نکرے اسلیے کہ اسمین زیادہ گناہ ہوگا لیکن اگر جانے کہ اسکی ہی غیبت
کرینگے اور لوگونکی غیبت سے باز آوینگے تو منع کرے کہ اسمین شیوہ ایثار کا ہے یہ تمام بیان تھا بیچ خوف کرنیکے اپنے نفس کے
مکروہات سے اور جہان کہ خوف ہو پہونچنے مکروہ کا اپنے اقربا اور دوستونکو اسمین بھی اجازت ہے ترک کرنے احتساب کی بلکہ
اولی ہے اسلیے کہ حفاظت لوگونکی پہونچنے مکروہ کے سے مقدم ہے اپنے نفس کی حفاظت سے جاننا چاہیے کہ بعضونے احتساب میں
اذن امام کو بھی شرط گردانا ہے اور ہر کسیکے لیے عوام الناس میں سے ثابت نہیں کیا ہے ولیکن صحیح یہ ہے کہ اذن

امام کا شرط نہین ہے اسمین اسلیے کہ آیتین اور حدیثین دلالت رکھتی ہین علی العموم پر اور خاص کرنا
ساتھ شرط اذن امام کے مکابرہ ہے اور یہ بات اصل کچھ نہین رکھتی اور کہین کہ احتساب
ایک قسم ہے حکومت کی اور اسیلیے کافر کو نہین پہونچتا کہ احتساب کرے مسلمانون پر تو جواب اسکا
یہ کہینگے ہم کہ اسقدر حکومت ثابت ہے ہر ایک کے لیے بسبب دین معرفت کے اور احتساب معلوم کرانا
دین کا اور سکہانا احکام شرعی کا ہے اور معلوم کروانا اور سکہانا دین و احکام شرعی کا کیونکر موقوف ہو اذن امام پر اور تحقیق
یہ ہے کہ احتساب کے لیے کئی مرتبے ہین اول تعریف یعنی معلوم کروا دینا اور دوسرے وعظ یعنی نصیحت کرنی اور تیسرے
سب و تعنیف یعنی برا اور سخت کہنا جیسے کہے او جاہل او احمق اور مانند اسکے اور چوتھے منع کرنا زبردستی مانند توڑ ڈالنے
کہیلنے کی چیزونکے اور اونڈیلنے شراب کے اور چھین لینے کپڑے غصب کیے اور پانچوین ڈرانا اور تہدید کرنا ساتھ ضرب یا
عذاب کے اور جو احتساب کہ موقوف ہے اوپر اذن امام کے یہ مرتبہ پانچوان ہے اسلیے کہ اسمین احتیاج مددگار کی
اور لڑنے مارنے کی آتی ہے تعریف و وعظ تو خود ظاہر ہین کہ موقوف ہونا انکا اوپر اذن امام کے کچھ معنی نہین رکھتا اور جاہل کہنا
اور احمق کہنا کلام سچا ہے اور سچ سب جگہ مقبول ہے آخر بار حاصل اگر یہ کہ یہ مراتب پہونچین مرتبہ پانچوین کو یعنی مثلاً اول نصیحت
کرتا تھا اور انجام کو نوبت تشدید کی پہونچی تو پھر اسمین بھی حاجت اذن امام کی ہوگی واللہ اعلم اور حکایتین اگلے بزرگونکی
بیچ احتساب امرا اور بادشاہونکے بہت ہین پس موقوف ہونا اسکا اونکے اذن پر نہوگا

فصل تیسری بیچ شرائط اوس چیز کے کہ اسمین احتساب جاری ہو جملہ شرائط اوسکے سے یہ ہے کہ وہ چیز منکر ہو اور مراد منکر سے ہے منع کیا گیا شرع مین
حاصل یہ کہ منکر عام تر ہے معصیت سے اور احتساب مخصوص نہین ہے ساتھ معصیت کے پس جو کوئی دیکھے لڑکے
یا دیوانہ کو شراب پیتے تو اوسپر واجب ہے کہ شراب کو پھینکدے اور اوسکو منع کرے اور اسیطرح اگر دیکھے کہ دیوانہ جماع
سے یا دیوانہ سے جماع کرتا ہے تو واجب ہے منع کرنا اوسکا حالانکہ یہ چیزین معصیت نہین ہین دیوانہ اور لڑکے
حق مین اور یہ بھی ہے کہ احتساب منحصر نہین ہے کبیرہ گناہون مین بلکہ صغیرہ مین بھی جاری ہوتا ہے اور جملہ شرائط
اوس چیز کے سے یہ ہے کہ وہ چیز موجود ہو فی الحال پس اوس گناہ مین کہ گذر گیا احتساب نہین ہے ہر ایک کے لیے
عوام الناس مین سے بلکہ وہ موقوف ہے حاکم پر اور احتساب نہین ہے اوس چیز مین کہ احتمال رکھتی ہو واقع ہونیکا
شاید کہ وہ واقع ہو اور اسیطرح اگر مجلس دیکھے آراستہ اور قیاس قرینہ سے معلوم کرے کہ یہان شراب بھی آویگی اگر
وعظ و نصیحت کرے تو جائز ہے یعنی واجب نہین اور اگر مجلس کے لوگ منکر ہون تو نصیحت بھی نکرے کہ اسمین بدگمانی ہے
اور اگر قرینہ نہایت ظاہر و قوی ہو بحسب عادت قدیمی کے مانند بیٹھنے کے اوپر دروازہ حمام عورتونکے تو جائز ہے
کہ منع کرے ہر چند کہ احتمال ہے کہ کسی اور غرض کے لیے بیٹھے ہون لیکن احتمال قوی یہ ہے کہ اونکے گھورنے اور تاک
کرنیکے لیے بیٹھے ہین اور شاید کہ یہ ساتھ تفاوت احوال اشخاص کے معلوم ہو یعنی مثلاً ایک شخص زنا کا وہان بیٹھا ہے

تو قرینہ قوی برائی کا ہوگا اور اگر کوئی متقی بیٹھا ہوگا تو احتمال قوی اسکا ہوگا کسی اور کام کے لیے بیٹھا ہوا اور ایسا ہی
علم ہے یہ پڑھنے اور رجحان کا اور ظن غالب اسمیں بمنزلہ یقین کے ہے اور چوتھا شرط اوس چیز سے یہ ہے کہ منکر ظاہر ہو
تجسس سے پر اور تجسس حرام ہے اور حکایتیں اگلے بزرگونکی اس مقدمہ میں بیچ حقوق مسلمانونکے لکھی گئیں اب کلام اسمیں
ہے کہ ظاہر ہونیکی اور پوشیدہ ہونیکی کیا حد ہے لکھا ہے علمانے کہ جو کوئی اپنے گھر کے اندر گناہ کرتا ہو اور دروازہ گھر کا بند کرلے
تو روا نہیں ہے کہ اوسکے گھر کے اندر آدین مگر یہ کہ گھر کے باہر نشانیاں گناہ کی ظاہر ہوں مانند آواز مزامیر کے اور آواز مستونکے
کہ غل مچاتے ایسی ہو کہ لوگ کوچہ کے سب سنیں تو اس صورت میں احتساب ثابت ہے اور اگر ایک لوا پیچھے پیچھے ہو تو لڑکی
آتی ہو اگر قرینہ سے معلوم کرے کہ اوس شراب کی بو ہے کہ خرید کرکے اچھی طرح رکھی گئی ہے اور لے گیا اوسکا نیکا لیسے
اور اگر جانے کہ یہ شراب کے پینے کے سبب سے ہے اسمیں اختلاف ہے اور ظاہر یہ ہے کہ جائز ہو احتساب اسمیں اور کسی
شخص کو دیکھے کہ شیشہ بغل کے نیچے یا دامن کے نیچے چھپائے لیے جاتا ہے ہر چند کہ وہ فاسق ہو جائز نہیں کھولنا اوسکا
جب تک کہ ظاہر ہو ساتھ علامت کے اور بسبب نرے فسق اوسکے دلیل نہیں پکڑنی چاہیے اسپر کہ شراب ہی ہے اسلیے
کہ فاسق بھی احتیاج رکھتا ہے سرکہ وغیرہ کی شاید وہی لیے جاتا ہو اور چھپا کر لیجاتا ہے یہ قیاس نکرنا چاہیے کہ شراب ہی ہے
اسلیے کہ چھپانے کے بھی بہت سے باعث ہوتے ہیں اور اگر اوسکی بو پھیلی ہوئی ہو تو جائز ہے کھولنا اوسکا اور اسیطرح
مزامیر اگر کپڑے کے نیچے ہو اور شکل اوسکی معلوم ہوتی ہو تو اوسکو بھی کھولنا جائز ہے اسلیے کہ مقصود جاننا ہے ساتھ جس
علامت کے کہ ہو اور یہ جائز نہیں ہے کہ طلب کھولنے کی کرے اور رستہ کہ کھول کے تیری کپڑے کے نیچے کیا ہے کہ یہ تجسس ہے اور معنی
تجسس کے طلب کرنا نشانی معرفت کا ہے اور اگر نشانی خود حاصل ہو بغیر طلب اسکے تو وہ تجسس نہیں ہے اور تجسس حرام و ممنوع
ہے ساتھ آیت قرآن کے وَلَا تَجَسَّسُوا الخ اور چوتھا شرط اس چیز کے سے یہ ہے کہ منکر معلوم ہو بغیر اجتہاد کے بلکہ اتفاق
ہو علما کا اوسکی برائی پر اور جسمیں اختلاف ہو اوسمیں احتساب نہیں ہے پس حنفی کو نہیں پہونچتا ہے کہ شافعی پر احتساب
کرے بیچ کھانے گوہ اور بجو کے اور مانند انکے اون چیزوں سے کہ انکے مذہب میں حلال ہیں اور شافعی کو
پہونچتا ہے کہ حنفی پر اعتراض کرے اون چیزوں میں کہ ہمارے مذہب میں جائز نہیں مانند پینے نبیذ کے کہ جو نشا نکرے اور مانند
شطرنج کے اور مانند انکے لیکن حنفی یا شافعی اگر خلاف اپنے مذہب کے کرے تو آیا ہر ایک کو پہونچتا ہے کہ اوسپر
احتساب کرے یا نہیں مختار یہ ہے کہ پہونچتا ہے اسلیے کہ بنا اپنے اعتقاد میں خطا پر ہے پس محتسب کو پہونچتا ہے کہ اسکو منع
اوسکا لازم کرے اور یہ کہ باوجود اعتقاد حرمت کے جرات کیونکی اور اسپر اس تقدیر پر اگر ایک مرد بہرا ہو اور اوسکی بیوی کہ
اوسکے باپ نے عقد کیا ہو بیٹے لڑکپن میں اور اوسکو بسبب بہرے پن کے معلوم نہوا ہو اور وہ اوس عورت سے ایک شخص
کے جماع کرے بیچ لڑکپن میں باعتقاد اسکے کہ وہ اجنبیہ ہے تو محتسب کو پہونچتا ہے کہ اوسکو منع کرے اسلیے کہ وہ اپنے
اعتقاد میں گنہگار ہے جماع کرنے میں اور اگر بلحاظ اس بات کے کہ محتسب کے اعتقاد میں حق ہو احتساب نکرے تو بھی جائز ہے

یہ ہمیشہ اور سال کی ... اور مشکوک ... شافعی کے نزدیک ... ۱۲ منہ

اور ایک جماعت علما کی اسپر ہے کہ احتساب مختلف فیہ مین ہرگز نہین اور یہ مسائل فقہیہ مین سے ہے اور اعتقادی مسائل
مین مانند خلافیات معتزلہ اور رافضیون اور مانند انکے بیچ مسائل اعتقادیہ اپنے کے پس احتساب انمین واجب ہے ہر چند اپنے
گمان مین حق پر ہین لیکن چاہیے کہ بغیر مدد حاکمون اور بادشاہونکے احتساب یا اعتراض نکرے کہ وہ بھی شبہات اور دلیلین
فاسدہ رکھتے ہین ساتھ انکے مقابلہ کرینگے اور نوبت نزاع و فتنہ کی پہونچیگی اور مقصود حاصل نہین ہوگا لیکن اگر حکم بادشاہ
کا ہوگا تو احتساب اونپر بغیر مناظرہ کے مقصود ہے کہ حکم بادشاہ کا مقابلہ نہین کر سکینگے فصل چوتھی بیچ درجون احتساب کے
جاننا چاہیے کہ احتساب کے کئی درجے ہین اسلیے کہ مقصود اس سے منع کرنا ہے ظاہر ہونے گناہ سے کہ باعث حق کی غضب کا
ہے پس اگر منع اسکا ساتھ نرمی و وعظ و نصیحت کے ہو تو احتیاج نہین ہے جنگ و جدل کی بیت چو کار بر آید بلطف و خوشی
چہ حاجت بہ تندی و گردن کشی + درجہ اول احتساب کا معرفت ہے یعنے جاننا معصیت کا اسلیے کہ اگر معلوم نہوگا تو
منع کرنا اسکا کیونکر ہوگا لیکن چاہیے کہ معلوم کرنا اسکا ساتھ تجسس کے نہو کہ تجسس حرام ہے پس نہین چاہیے کہ لوگونکے گھر کی
دیوار پر کان رکھے تا آواز باجے کی سنے اور نہین چاہیے کہ اوسکے کپڑے پر ہاتھ پھیرے تا شکل مزامیر کی معلوم کرے
اور نہ اوسکے ہمسایونسے پوچھے اور اگر پہلے ہی بغیر تجسس کے دو گواہ عادل یعنے نیک گواہی دین کہ فلانا اپنے گھر مین شراب
پی رہا ہے تو جائز ہے کہ اوسکے گھر مین جاوین اور شیشے شراب کے توڑ ڈالین اور اگر ایک گواہ عادل یا دو غلام گواہی دین یا
فاسق تو اوسمین اختلاف ہے اور مختار یہ ہے کہ قبول نکرین اسلیے کہ نصاب قبول شہادت کی نہین ہے قبول روایت کی اسلیے کہ
ڈھانکنا مسلمانونکے عیبونکا بہر حال اولی ہے کہتے ہین کہ نقش حضرت لقمان کی چھاپ کا یہ تھا اَسْتُرْ مَا عَایَنْتُ اَحْسَنُ
مِنْ اِذَاعَتِہٖ مَا ظَنَنْتُ یعنے چھپانا اوس عیب کا کہ دیکھے تو بہتر ہے اوسکے افشا کرنیسے جبتک کہ گمان کرے
درجہ دوسرا احتساب کا تعریف ہے یعنے معلوم کروانا منکر کا اوسکو کہ جسپر احتساب کرتا ہے اسلیے کہ ہو سکتا ہے کہ گناہ کی جرات
کی ہو بسبب جہل کے اور چاہیے کہ معلوم کروانیمین شیوہ حلم و خلق کا ملحوظ رکھے کہ مقصود اس سے بہت حاصل ہوتا ہے
اور سختی اور زجر مین ایذا ہے اور ایذا دینی مسلمان کو بے جہت حرام ہے علی الخصوص جو نسبت ہو کسیکو طرف جہل و
حمق کے خصوصا امر دین مین تو ایسی ایذا پاتا ہے کہ زیادہ اس سے متصور نہین چنانچہ اسلیے جن لوگونپر غصہ غالب ہے
مناظرونمین یعنے بحث علمی مین خصوصا وقت ملزم ہونیکے نہایت غصہ مین آجاتے ہین اور یہ اسی سبب سے ہے کہ نسبت
کرنیسے طرف جہل کے ایذا پاتے ہین اور شرمندہ ہوتے ہین اور یہ تمام ایذا پانی اس سبب سے ہے کہ جہل ایسا عیب ہے کہ
دفع کرنا اسکی بھی اسیکا ممکن ہے بسبب اچھی طرح حاصل کرنے علم کے اور سرایت کرتا ہے بہت سے امور دینی اور دنیوی مین
بخلاف عیوب ظاہر کے مانند بدصورتی اور مانند اسکے اسلیے کہ اختیار مین نہین ہین اور رفع انمین نکرتے اور ایک وجہ
وجہون شرافت علم سے یہ بھی ہے کہ جس کسیکو طرف نقصان علم کے نسبت کرین اگرچہ وہ چیز حقیر ہو مانند علم شطرنج
کے مثلا ایذا پاتا ہے اور نسبت کرنیسے طرف علم کے خوش ہوتا ہے حاصل یہ کہ آگاہ کرنا مسلمانونکی خطا پر کہ دین مین ہے

لازم گن اور اپنے کو اونکی ایذا سے نگاہ رکھو اور یہ حکم امور دین مین ہے اور غیر امور دین مین کسی سے کچھ مت کہو اور روزنگ کسیکی
بات کو کہ اکثر لوگ اس قبیلہ سے ہین کہ تجھی سے علم سیکھین اور تیری ہی دشمن و مدعی ہون اور جو کوئی کہ علم کو غنیمت نہ گنے
اوس سے علم کی بات نکہو کہ اسمین سبب عزلی علم کی ہے آیا ہے حدیث شریف مین کہ طلب کرنا علم کا فرض ہے ہر مسلمان مرد
اور عورت پر اور رکھنے والا علم کا نزدیک غیر اہل اسکیکے مانند اس شخص کے ہے کہ جواہر اور موتی اور سونا سؤر کے گلے مین
ڈالے اشتہے اور اگر بنظر غور ملاحظہ کرو تو تم پاؤگے ایسے شخص کو کہ قابل نصیحت اور صحبت کے ہو اور آدمی قابل کمی ہین
مانند تیلی آنکھ کے ہین بہ نسبت تمام اعضا کے خداوندا ہمکو ہماری نفس کے شر سے اور لوگونکے شر سے محفوظ رکھ اور لوگونکو
بھی ہمارے شر سے دور رکھ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ اور درجہ تیسرا احتساب کا نہی یعنے منع کرنا ہے ساتھ وعظ و
(تحقیق تو ہی بخشنے والا مہربان ہے)
نصیحت کے اور ڈرانیکے عذاب خدا سے اور یہ طریق جاری ہے بیچ حق جاہل کے اور متجاہل کے یعنے جو کہ گناہ کو جانے اور
پھر اوسپر جرأت کرے مانند ظالم اور شرابی و غیبت گو اور زانی کے کہ سبب قباحت ان امور کی جانتے ہین اور پھر اوسپر
اصرار کرتے ہین اور طریق انکے نصیحت کرنے اور ڈرانیکا یہ ہے کہ احادیث اور اقوال صحابہ کے کہ ان چیزونکے حق مین وارد
ہوئی ہین ذکر کرین اور حکایتین اگلے بزرگونکی اور عادتین متقیونکی بیان کرین تاکہ تاثیر کرین انمین لیکن اس طریق مین بھی
چاہیے کہ شیوہ مہربانی و نرمی کا ملحوظ رہے اور گناہ لوگونکے مانند گناہون اپنے کے جانے کہ مسلمان سب ایک ہی ہین لیکن
جاننا چاہیے کہ بیان وعظ و ڈرانا ایک آفت عظیم ہے کہ عالم وقت تعریف یعنے معلوم کروانے گناہ کے اور وعظ کرنیکے اپنے
نفس کو عزیز جانتا ہے بسبب علم کے اور اپنے غیر کو ذلیل بسبب جہل کے بلکہ قصد اسکا اسمین اظہار کرنا اپنے علم کا اور
ذلیل کرنا غیر کا ہوتا ہے اور یہ جگہ لغزش کی ہے اسلیے کہ لغزش نیکیون اور عبادتون مین اتنی ہی کہ ویسی گناہون مین
شیخ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اولیاء اللہ مین سے ہین لوگون نے کہا کہ کیا کہتے ہو اوس شخص کو کہ امرا و بادشاہون کے
پاس جاوے اور اونکو امر معروف اور نہی منکر کرے فرمایا کہ ڈرتا ہون کہ اوسپر کوڑے بازی ہو کہا لوگون نے کہ یہ قوی کرتی
ہے اسکو امر و نہی پر یعنے جسکا ارادہ امر معروف اور نہی منکر کا ہوتا ہے وہ اوس سے ڈرتا نہین بلکہ اور خوشنود ہوتا ہے
اوسمین بنظر حصول ثواب کے کہا داؤد نے کہ ڈرتا ہون تلوار سے یعنے اگر کوڑے بازیکو بھی خیال مین نہ لایا تو مارا جاویگا تلوار سے
کہا لوگون نے کہ یہ بھی قوی کرتی ہے اوسکو کہا کہ پس ڈر کہ پوشیدہ ہے کہ عجب ہے اس مین نہین ہوگا اور ابو سلیمان دارانی
رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایک امیر کو کچھ برا کام کرتے دیکھا یعنے چاہا کہ اسکو منع کرون اور گمان قتل کر ڈالنے کا تھا لیکن
مانع میرے حق مین خوف قتل کا نتھا بلکہ ڈرا مین کہ مبادا نفس میرا محظوظ ہو اور یہ فعل اخلاص سے خالی ہو تو کوئی ان
تقریرون اور حکایتون سے یہ نہ سمجھ لے کہ وعظ و نصیحت کرنی نہ چاہیے بلکہ مراد حضرت شیخ رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ اسمین نیت
خالص پیدا کرے اسلیے کہ اسکی بڑی فضیلت آئی ہے چنانچہ حضرت شیخ نے بھی اوپر کیا کچھ اسکی تاکید فضیلت بیان کی ہے
اور اوپر آیات و احادیث صریح دلالت کرتی ہین اسکی خوبی اور کثرت ثواب پر اور درجہ چوتھا برا کہنا اور سخت

[illegible]

اور بتر حرکت روکی کرنی ہے اور یہ اوس صورت مین ہے کہ منع کرنے سے ساتھ مہربانی و نرمی کے عاجز آوے اور وعظ و نصیحت فائدہ مند
نہو اور دیکھے کہ اصرار گناہ پر ہے اور استہزا اوسکا نصیحت کے کرتے ہین اور یہ طریق حضرت ابراہیم خلیل الرحمن علی نبینا
وعلیہ الصلوۃ والسلام کے قصہ سے سمجھا جاتا ہے کہ اونہون نے اول وعظ و نصیحت کی جب اوسنے تاثیر نکی تو فرمایا اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا
تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ اور مراد برا کہنے سے فحش بکنا نہین ہے یعنے زنا او مقدمات زنا کے
طرف نسبت نکرے بلکہ چاہیے کہ کچھ اسطرح برا کہے کہ خالی سچ سے نہو مثلاً کہے اے فاسق اور اے جاہل اور اے احمق خدا سے
ڈر اور اپنے تئین اپنے ہاتھ سے ہلاک مت کر اور مثل اسکے کچھ سچ کہے اور اسمین سچ یون ہوا کہ جو کوئی فاسق ہے احمق بھی
ہے اگر احمق نہوتا تو گناہ نکرتا اسلیے کہ اسمین ترک کرنا شکر نعمت آفریدگار کا ہے کہ سب نعمتین ظاہر و باطن کی اسکی
طرف سے ہین اور گناہ سبب ہے عذاب آخرت کا کہ نہایت سخت عذاب ہے کہ اس سے زیادہ کوئی عذاب نہین عیاذاً باللہ منہ
حدیث شریف مین آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عاقل وہ شخص ہے کہ مخالفت کرے اپنے نفس کی اور
عمل کرے کہ بعد موت کے کام آوے اور احمق وہ شخص ہے کہ تابع ہو خواہش نفس کا اور چاہیے کہ قدر ضرورت سے زیادہ برا
نکہے بلکہ اگر جانے کہ برا کہنے سے باز نہین آویگا تو غصہ اور کراہت سے زیادہ کچھ اور نکرے اور درجہ پانچوان بگاڑنا
منکر کا ہاتھ سے ہے مانند توڑ ڈالنے مزامیر وغیرہ کے اور لونڈھا دینے شراب کے اور اوتار لینے ریشمی کپڑے کے بدن سے
اور نکال دینے گھر غصب کیے ہوے سے اور نکال دینے جنبی کے مسجد سے اور یہ طریق بیچ غیر گناہ زبان و دل کے متصور
ہوگا اور جو گناہ کہ متعلق زبان و دل کے ہون اونکا بگاڑنا ہاتھ سے ممکن نہین اور اگر نکالنا اوسکا بغیر فعل ہاتھ کے فقط زبانی
ہی کہنے سے ممکن ہو تو احتیاج ہاتھ کے فعل کی نہین اور چاہیے کہ اس طریق مین بھی بغیر ضرورت کے نکرے اور حد اعتدال
سے تجاوز نکرے یعنی ڈاڑھی پکڑ کر دروازہ پر نہ لاوے اور پانو پکڑ کر باہر نکھینچ لاوے اگر ہاتھ پکڑنا ممکن ہو اور
ریشمی کپڑے جو پہنا ہو تو اوتار لیوے بلکہ بند اوسکے کھولکر اوتارے اور کھیلنے کی چیزین یعنے مزامیر وغیرہ جلا ندے کہ توڑنا اونکا کافی ہے
اور اگر پھینکدینا شراب کا بغیر توڑنے اوسکے باسن کے ممکن ہو تو احتیاج باسن کی توڑنیکی نہین ہے اور اگر بغیر توڑنے
باسن کے پھینکنا شراب کا ممکن نہو اوسکے توڑ ڈالنے مین قیمت اوسکی نہین بھرنی آویگی اور اگر منہ شیشہ کا تنگ ہو
اس سبب سے شراب دیر مین گریگی اور وہم ہے غلبہ فاسقون کا تو مقید اوسکے انڈیلنے کا نہو بلکہ شیشہ کو توڑ ڈالے اور اگر
خوف غلبہ کا نہو ولیکن اسمین ضایع کرنا وقت کا ہو تو توڑ ڈالے کہ ضایع کرنا وقت کا اسمین سبب خطرہ باسنون
شراب کے جائز نہین واللہ اعلم اور چھٹا درجہ تہدید اور ڈرانا ہے اسطرح کہ کہے چھوڑ دے یہ ورنہ توڑ دونگا تیرا
سر توڑ ڈالونگا اور گردن تیری مارونگا اور مانند اسکے اور مقدم کرنا تہدید کا کرنے فعل پر لازم ہے اسلیے کہ اگر غرض
اسمین حاصل ہو جاوے تو احتیاج نہین ہے اس سے زیادہ کی ولیکن چاہیے کہ تہدید ساتھ ایسی چیز کے نکرے کہ کرنا اوسکا جائز نہو جیسے کہ
کہے کہ جلا دونگا تیرا گھر لوٹ لونگا یا تیرے بیٹے کو مار ڈالونگا اور مانند اسکے بلکہ اگر ایسی باتین ساتھ قصد کرنیکے کہے تو گنہگار ہوتا ہے

اور اگر بسبب قصد کے تو دروغ گو ہوگا اور جائز ہے جو کچھ نیت میں ہو اوس سے زیادہ کہے بسبب مبالغہ کے منع کرنے
میں اگر جانے کہ بالفعل باز آویگا اور یہ اگرچہ جھوٹ ہے لیکن اسقدر اس مصلحت کے لیے جائز ہے جیسے کہ واسطے [illegible] کی
صلح کرانے میں جھوٹ بولنا جائز ہے پس یہ بھی ایسیکے حکم میں ہے اور درجہ ساتوان مباشرت ضرب کی ہے ساتھ ہاتھ اور
پانو وغیرہ کے اور [illegible] ہیں کہ اسمین احتیاج ہتھیار جنگ اور مددگار کی نہو اور یہ جائز ہے ہر شخص کو بشرط ضرورت
کے اور [illegible] ثابت ہے بیچ رفع منکر کے اور اسمین بھی تشدید و سہولت کا لازم ہے اور چاہیے کہ ایسی جگہ مار کر
کرنے قتل کا [illegible] اور درجہ آٹھواں احتساب کا یہ ہے کہ تنہا قادر نہو اور محتاج مدد کرنے مددگارونکا ہو اور ہتھیار
جنگ کی [illegible] اور قتل قتال اور مقابلہ آپسمین واقع ہو اور اس مرتبہ مین اختلاف ہے اکثر کہ بغیر اذن امام
کے ثابت [illegible] ایک جماعت متحقق ہے کہ بغیر اذن امام کے ثابت نہین اسلیے کہ اسمین تحریک فتنہ و فساد کی ہے
اور دوسری جماعت کہتی ہے کہ ثابت ہے بغیر اذن امام کے **فصل پانچوین بیچ**
آداب محتسب کے جو کچھ کہ ذکر کیے گئے درجے احتساب کے انمین بھی تفصیل آداب
محتسب کی تھی اور یہان مقصود ذکر کرنا کل آداب اور اصول انکے کا ہے اور مجمل آداب محتسب
کے منحصر ہیں بیچ علم اور ورع اور نیک خلقی کے یعنی محتسب مین ہونا ان چیزونکا ضرور چاہیے پس علم تو خود ضروری
ہے تا جگہین احتساب کی اور حدین اور جگہین جاری ہونے احتساب کی جانے اور قید ورع کی اسلیے ہے کہ تا مخالفت
علم سے اسکو باز رکھے اسلیے کہ ہر عالم عامل نہین ہوتا پس ضرور ہے ہونا ورع کا تا احتساب مین کمی زیادتی نکرے اور اگر
پرہیزگار نہین ہوتا تو ہر چند کہ جانتا ہے کہ یہ نکرنا چاہیے لیکن پھر کرتا ہے اور یہی سبب ہے کہ اگر ورع نہو تو کلام و وعظ
اسکا مقبول و موثر نہین ہوتا بلکہ ساتھ استہزا اور تمسخر کے پیش آتے ہین اور وہ سبب زیادہ جرات کرنے گنہگارون کا
ہوتا ہے گناہ پر اور نیک خلقی اصل اور بنیاد ہے احتساب کی اور تنہا علم اور ورع بغیر خلق نیک کے کافی نہین ہے
مقصود مین اسلیے کہ وعظ کرنا بطریق نرمی اور مہربانی کے بہت دخل رکھتا ہے تاثیر مین اور حقیقت مین تمام ورع خلق
نیک مین ہے اسلیے کہ جسپر صفت غضب کی غالب ہے اور ضبط کرنے خواہش نفس کے قادر نہین ہے اور اوس سے انصاف
اور دین کی باتون کا ہونا محال ہے **بیت** چو مرکب برون تاخت خشم از کمین ٭ نہ انصاف ماند نہ تقوی نہ دین ٭ بلکہ مدار کار
احتساب کا ان تین صفتون ذکر کیگئی پر ہے حدیث مین آیا ہے کہ امر معروف اور نہی منکر نکرے مگر وہ شخص کہ نرم اور حلیم اور فقیہ ہو
اور جملہ آداب محتسب سے یہ ہے کہ صابر ہو ہر طرح کی ایذا پر کہ لوگونکی طرف سے پہونچے اسلیے کہ قائم ہونا احتساب کا بغیر صبر
ممکن نہین ہے اور ہمیشہ نظر آخرت کے ثواب پر رکھے اور خلق سے عزت طلب نکرے اور دل [illegible] اوکی ثنا اور تعریف کے نہو
کہ طلب کرنا رسائی خلق کا گنا ہو نہین ساتھ طلب کرنے رضای حق کے جمع نہین ہوتا اور محتسب کو چاہیے کہ علاقے
دنیا کے کم کرے تا طمع اسکی خلق سے کم ہو کہ باوجود طمع کے امر معروف ممکن نہین بعضے مشائخ سے منقول ہے کہ [illegible]

بلی پالی تھی اور محلہ کے قصاب سے اوسکے لیے چھیچھڑے لیا کرتے تھے ایکروز قصاب سے کوئی گناہ کی بات دیکھی پس اول
گھر مین آئے اور بلی کو نکالدیا بعد ازان قصاب کو اوس گناہ کی بات سے منع کیا قصاب نے کہا کہ بعد اسکے تیری بلی کے لیے
چھیچھڑے کون دیگا اون بزرگ نے کہا کہ مینے اول بلی کو دور کیا بعد ازان تجکو احتساب کیا حاصل یہ کہ جب اول انقطاع
طمع کرے تو تب احتساب بن آتا ہے اور بیچ واجب ہونے نرمی اور مہربانی کے حکایتیں اگلے بزرگون کی بہت آئی ہین
آیا ہے کہ مامون خلیفہ کو ایک شخص نے وعظ کیا ساتھ نہایت سختی کے مامون نے کہا کہ ای مرد حق تعالی نے تجسے بہتر کو
یعنے موسی علیہ السلام کو بھیجا طرف بدتر کے مجھسے یعنے فرعون کیواسطے دعوت اسلام کے اور حکم فرمایا نرم گوئی کا اس آیت
مین فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ اور ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور کہا
یا رسول اللہ مجکو اذن دیجیے زنا کرنیکا حاضران مجلس نے فریاد کی یعنے ڈانٹا اور چلائے کہ ای بیخبر یہ کیا بات ہے کہ کہتا ہے تجھے
آنحضرت نے فرمایا کہ فریاد نکرو پھر اوسکو اپنے سامنے بلایا اور بٹھایا اور فرمایا کہ آیا دوست رکھتا ہے تو کہ تیری ماسے لوگ
زنا کرین عرض کیا اوسنے کہ میری جان فدا ہوئے تمپر سے یا رسول اللہ دوست نہین رکھتا مین یہ بات بعد ازان فرمایا کہ اگر تیری
بیٹی سے زنا کرین لوگ تو دوست رکھتا ہے تو اور اسیطرح اور تمام محرمونکا نام لیکر پوچھا اور وہ شخص کہتا تھا کہ نہین دوست
رکھتا مین یا رسول اللہ میری جان قربان ہو تمپر سے پس حضرت نے دست مبارک اوسکے سینہ پر رکھا اور کہا خداوندا اسکے
دلکو پاک کر اور اسکے ستر کو نگاہ رکھ یعنے زنا سے پس وہ شخص اوٹھا اور ہرگز خیال زنا کا اوسکے دلمین نگذرا اور تمام عمر مین
کوئی چیز اوسکے آگے بدتر زنا سے نتھی فقط یہ جو حضرت نے کئی بار پوچھا کہ آیا دوست رکھتا ہے تو تو ظاہرا اسمین اشارہ ہے
اسپر کہ جیسے اپنی محرمون سے زنا کو ناگوار رکھتا ہے ایسی ہی اجنبی عورت کے زنا کو ناگوار جانے کہ وہ بھی تو کسیکی محرم ہوگی اسکا
محرم کیونکر گوارا رکھیگا اوسکو پس ہر چہ بر خود نہ پسندی بر دیگران مپسند اور آیا ہے کہ ایک بزرگ راہ مین اپنے یارونکے ساتھ
چلے جاتے تھے ایک شخص کو دیکھا کہ ازار اوسکی ٹخنو سے نیچے ہے اونکے یار دوڑے کہ اوسپر سختی کرین اون بزرگ نے اونکو منع کیا
اور فرمایا کہ چھوڑ دو کہ مین اسکو نصیحت کرتا ہون بعد ازان اوسکی طرف گئے اور کہا کہ ای بھائی میرے تجسے مین ایک حاجت
رکھتا ہون وہ اوسکی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای چچا کیا فرماتے ہو فرمایا اگر ازار اپنی بہت اونچی کرو تو بہتر اور پاکیزہ تر ہو کہا
اوسنے سر و چشم فرمانا آپکا اور مین احسان مند ہوا آپکا بعد ازان اون بزرگ نے یارونکو فرمایا کہ اگر تم سختی کرتے تو جہل
اوسکو زیادہ تر ہوتا اور غرض حاصل نہین ہوتی محمد بن زکریا رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ عبد اللہ بن عائشہ بعد غروب
آفتاب کے مسجد سے باہر نکلے تا گھر جاوین راہ مین ایک غلام کو دیکھا قریش مین سے کہ مست پڑا ہے اور ایک عورت کو گلے
سے کھینچے ہوئے ہے اور وہ عورت فریاد کر رہی ہے اور لوگ اوسکے سرپر جمع ہین اور مار رہے ہین اوسکو عبد اللہ نے
اوسکی طرف دیکھا اور پہچانا اور لوگونکو اوسکے سر پر سے ہٹایا اور کہا کہ چھوڑ دو اسکو اور کہا ای میرے بھتیجے کیا
حال رکھتا ہے تو غلام شرمندہ ہوا عبد اللہ نے غلام کو اپنی طرف کھینچا اور اپنے گھر مین لے آئے اور اپنے غلامونسے کہا

کہ اسکو اپنے پاس بٹھا و جب مستی سے وہ ہوش مین آیا تو رات کے ماجرے سے اوسکو آگاہ کیا اور نصیحت اوسکو کی غلام نے
سر جھکایا اور رو دیا اور کہا کہ عہد کرتا ہون مین کہ پھر گرد اس کام کے نہین پھرونگا عبد اللہ نے اوسکے سر کو بوسہ دیا اور کہا
اَحْسَنْتَ یَا بُنَیَّ (خوب کیا تو نے اے بیٹے) کہتے ہین کہ بعد اسکے وہ عبد اللہ کی خدمت مین رہا اور ہمیشہ یاد خدا سے شکر گذار رہتا تھا اور یہ سب کچھ بسبب برکت
نرمی و مہربانی عبد اللہ کے ہوا عبد اللہ نے کہا لوگ امر معروف کرتے ہین لیکن معروف انکا منکر ہو جاتا ہے سب کا مومنین
نرمی کیا کرو کہ مطلوب اپنا پاؤ اور آیا ہے کہ ایک مرد ایک عورت سے چمٹ گیا تھا اور اوسکے ہاتھ مین ایک چھری تھی جو کوئی
اوسکے پاس جاتا وہ اوسکو زخمی کر دیتا سب عاجز آئے کسیکو مجال اسکی نتھی کہ عورت کو اوسکے ہاتھ سے چھڑا وے ناگاہ بشر بن حارث
کہ اولیا مین سے تھے وہان سے گذر ہوا اور اپنا مونڈہا اوس شخص کے مونڈہے پر مارا وہ زمین پر گر پڑا اور بشر چلے گئے لوگ اوس
شخص پر جمع ہوئے دیکھا کہ بیخود پڑا ہے اور پسینہ مین ڈوب رہا ہے پوچھا لوگون نے کہ کیا ہوا اور کیونکر گر پڑا تو کہا اوس شخص نے کہ
مین کچھ نہین جانتا سوا اسکے کہ ایک شیخ نے مونڈہا اپنا میرے مونڈہے پر مارا اور کہا کہ خدا دیکھتا ہے کیا کرتا ہے تو پس اوسکی
ہیبت سے پانو میرے سست ہوئے اور گر پڑا مین نہین جانتا مین کہ وہ شیخ کون تھا کہ بشر بن حارث تھا کہا اوسی بعد اسکی مجھکو
دیکھیے کیسا دیکھے کہتے ہین کہ تپ اوسکو چڑھی اور بعد سات دن کے جان بحق تسلیم کی آور جیسیکہ اگلے بزرگونکی عادت نرمی اور
مہربانی کرنیکی تھی ویسہی عادت سختی کرنیکی بھی تھی خصوصًا ظالم بادشاہون اور امرا اور دنیا دارون پر چنانچہ کتنی ایک
حکایتین اگلے بزرگون کی اس مقدمہ مین نقل کیجاتی ہین آیا ہے کہ مہدی خلیفہ طواف مین تھے اور لوگونکو بیت اللہ
سے ایکطرف ہٹاتے تھے نوکر اونکے یعنے اونکے طواف کرنیکے لیے اہتمام کرتے تھے جیسے امرا اسکے آگے کیا کرتے ہین عبد اللہ
بن مرزوق حاضر تھے اچھلے اور چادر مہدی کی اپنی طرف کھینچی اور کہا کہ ہوش مین آ کہ کیا کرتا ہے تو کہ کیا تجھکو تیرے نوکرونے
بڑا حقدار اس بیت کا بہ نسبت تمام لوگونکے کہ قریب و بعید سے آئے ہین باوجودیکہ خدا تعالی فرماتا ہے سَوَاءً نِ الْعَاکِفُ
فِیْهِ وَالْبَادِ (برابر ہے مقیم بیت اللہ مین اور مسافر) مہدی نے جب عبد اللہ کا منہ دیکھا تو پہچانا انکو کہ عبد اللہ اونکے آزاد غلامون مین سے تھے کہا آیا عبد اللہ
بن مرزوق ہے تو کہا عبد اللہ نے کہ ہان اونکو پکڑ لیا اور بغداد مین لائے چاہا کہ اونکو عذاب کرین لیکن مکروہ جانا ایسا
عذاب کرنیکو کہ تمام خلق مین رسوا ہووین پس گھوڑونکے طبیلہ مین اونکو بند کیا اور ایک گھوڑا بد ذات کٹ کھنا
اونپر متعین کیا لیکن حقتعالی نے اوس گھوڑیکو تابعدار اونکا کیا بعد ازان ایک حجرہ مین اونکو بند کیا اور کنجی اپنے
پاس رکھی بعد تین روز کے دیکھا لوگون نے کہ عبد اللہ ایک باغ مین پھر رہے ہین پکڑ کر لے آئے انکو مہدی نے پوچھا کہ
کسنے نکالا تجھکو کہا اوسنے قید کیا تھا جسنے مجھکو یعنے اللہ تعالی نے کہا مہدی نے کہ مارڈالتا ہون مین تجھکو عبد اللہ ہنسے
اور کہا کہ کیون نہین مارتا تو اگر تو مالک موت و حیات کا ہے یعنے میرے مارنے جلانیکا اللہ ہی مالک ہے تیرا کیا مقدور ہے
پھر اونکو قید مین کیا جبتک کہ مہدی زندہ تھا وہ قید مین رہے اور بعد اوسکے مرنیکے عبد اللہ نے خلاصی پائی اور مکہ مین
آئے اور سو اونٹ قربانی کرنے نذر مانے تھے وہ نذر پوری کی آور آیا ہے کہ ہارون رشید ایک مجلس مین تھے ایک

عورت کو فرمایا کہ عود بجا وے جب اوسنے بجایا تو ہارون رشید کو پسند نہ آیا عورت نے کہا اے امیر المومنین یہ عود میرا نہیں ہے فرمایا کسیکو کہ عود اسکا لے آوے شخص گیا اور عود لیکر آتا تھا کہ ناگہان راہ مین ایک شیخ کو دیکھا کہ گٹھلیان کھجور کی چن رہے تھے اوسنے کہا اے شیخ راستہ چھوڑو شیخ نے سر اوپر اوٹھایا دیکھا کہ اوسکے ہاتھ مین عود ہے اونہون نے عود لیا اور زمین پر مارا شیخ کو کوتوال کے پاس پکڑا کر لیگئے اور کہا کہ اوسکو چھوڑو مت یہ کشتہ امیر المومنین ہے یعنے ہارون کو خبر کرو نگا کوتوال نے کہا کہ آج بغداد مین کوئی شخص ایسا زیادہ اسسے نہیں ہے امیر المومنین نے انکو کس لیے پکڑ بلایا ہے اوس عود والے نے کہا تجکو اس سے کیا کام ہے تو انکو بینے دے پھر وہ شخص ہارون پاس گیا اور کہا اے امیر المومنین مین عود لیے آتا تھا اور ایک شیخ راہ مین بیٹھا تھا اوسنے عود کو زمین پر پٹخ مارا اور توڑ ڈالا خلیفہ نے جب یہ بات سنی تو آنکھین مارے غصہ کے سرخ ہوگئین مجلس کے ہمنشینون نے کہا کہ فرمائیے تو اوسکو گردن ماریں ہم کہا خلیفہ نے کہ حاضر کرو اوسکو تا اوسکو مناظرہ یعنے بحث و گفتگو کرین ہم خادم شیخ کے پاس آیا اور کہا کہ تجکو امیر المومنین بلاتا ہے سوار ہو شیخ نے کہا کہ مین سوار ونمین سے نہیں ہون مجکو پیادہ چلنا بہتر ہے پس وہ خلیفہ کے دروازہ پر آئے خلیفہ کو خبر کی نوکرون نے کہ شیخ آیا ہے خلیفہ نے کہا کہ اسکو یہان نہیں بلاینگے ہم کہ بعضی چیزین یہان خلاف شرع ہین خلیفہ اوٹھکر اور جگہ جا کر بیٹھا اور شیخ کو بلوایا شیخ کی بغل مین گٹھلیان کھجور ونکی بھری ہوئی تھین لوگون نے کہا کہ انکو پھینکدو کہ خلیفہ کے سامنے چلتے ہو تم شیخ نے کہا کہ یہ میرا قوت ہے رات کا انشاء اللہ تعالیٰ لوگون نے کہا کہ آجکی رات کا تیرا قوت ہم دینگے شیخ نے کہا کہ تمہارا اوٹھانا میرے کام کا نہیں ہے جب شیخ خلیفہ کے پاس حاضر ہوئے تو سلام کیا اور بیٹھے خلیفہ نے پوچھا اے شیخ کیا باعث تھا کہ یہ کام کیا تو نے خلیفہ نے شرم کی اس بات سے کہ صریح نام عود کا لے صاحب شرع کے آگے شیخ نے کہا کہ مینے تیرے باپ دادا کو دیکھا ہے کہ یہ آیت بر سر منبر پڑھا کرتے تھے اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ یعنے اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کرنے عدل و احسان کا اور دینے قرابتیونکا اور منع کرتا ہے بیحیائیون اور خلاف شرع سے پس مینے ایک چیز خلاف شرع دیکھی اوسکو توڑ ڈالا مینے تجکو اسمین کیا ہوتا ہے خلیفہ نے کہا واللہ خوب کیا تمنے شیخ باہر نکلے خلیفہ نے اونکے پیچھے ایک تھیلی زر کی بھیجی اور خادم کو کہدیا کہ دیکھنا کہ اگر شیخ لوگون سے کہے کہ مینے خلیفہ سے یون کہا اور اونہون نے مجھسے یون کہا تو یہ تھیلی انکو نہ دینا اور اگر کچھ نکہے تو دیدینا خادم جب باہر آیا تو دیکھا کہ شیخ اپنی اسی پہلی وضع پر گٹھلیان کھجور ونکی چن رہے ہین اور کسی سے کچھ نہیں کہتے ہین تھیلی آگے شیخ کے رکھدی اور کہا اے شیخ یہ تجکو خلیفہ نے دی ہے شیخ نے کہا کہ لیجا کہ یہ میرے کام کی نہیں اور یہ بیتین پڑھین شعر

أَرَىٰ الدُّنْيَا لِمَنْ هِيَ فِي يَدَيْهِ ✽ هُمُومًا كُلَّمَا كَثُرَتْ لَدَيْهِ ✽ إِذَا اسْتَغْنَيْتَ عَنْ شَيْءٍ فَدَعْهُ ✽ وَخُذْ مَا أَنْتَ مُحْتَاجٌ إِلَيْهِ ✽

اور یہ بھی آیا ہے کہ بیچ زمانہ مامون خلیفہ کے ایک شخص تھا کہ لوگون پر احتساب کیا کرتا تھا اور لوگون کیواسطے مقرر تھا جب خلیفہ نے سنا تو فرمایا کہ حاضر کرو اوسکو خلیفہ نے کہا کہ کیون بغیر ہمارے حکم کے امر معروف کرتا ہے

تو خلیفہ اوسوقت کرسی پر بیٹھا تھا اور ایک کتاب پڑھ رہا تھا کتاب اوسکے ہاتھ سے زمین پر گر پڑی تھی اور اوسکو
خبر نہ تھی محتسب نے اوسکی بات کا جواب نہ دیا اور کتاب اوٹھا دی اور نہ مجکو کہتا ہے اوٹھا لون دو تین بار یہ کہا خلیفہ نہ سمجھا
کہ کیا کہتا ہے پوچھا کہ کیا کہتا ہے تو محتسب نے کہا کہ تیری پاؤن کے نیچے نام خدا کا پڑا ہے اوٹھا خلیفہ نے جب دیکھا تو شرمندہ
ہوا اور کہا کہ جواب دے اسکا کہ بغیر ہمارے حکم کے احتساب کیون کرتا ہے تو حال آنکہ اسکو حق تعالی نے سپرد کیا ہے
ہمارے کہ ہم اہلبیت ہین اور ہمارے حق مین فرمایا ہے اَلَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا
الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ یعنے وہ صحابہ اور اہلبیت یا مطلق مسلمان ایسے ہین کہ اگر
قوت دیوین ہم انکو زمین مین تو قائم کرین وہ نماز کو اور دیوین وہ زکوۃ کو اور حکم کرین ساتھ معروف کو اور منع
کرین منکر سے محتسب نے کہا کہ سچ کہتا ہے تو اسیطرح ہے جیسے کہا تو نے لیکن حقتعالی اور جگہ فرماتا ہے وَالْمُؤْمِنُونَ
وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ یعنے مومن مرد اور مومن عورتین
بعض انکے دوست ہین بعض کے حکم کرتے ہین اچھی باتون کا اور منع کرتے ہین بری باتون سے اور رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہین اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا یعنے مومن واسطے مومن کے مانند بنیاد کے ہے
کہ مضبوط کرتا ہے بعض اوسکا بعض کو یہ کتاب خدا کی اور سنت رسول کی ہے اگر اطاعت انکی کرتا ہے تو تو شکر میرا ادا کرتا
ہو یعنی تیری اس امر مین اور اگر تکبر کرتا ہے تو تو تو جان اور وہ ذات پاک کہ کام تیرا اوسکے ہاتھ ہے اب کیا کہتا ہے تو
مامون کو یہ بات اوسکی خوش آئی اور کہا کہ تجھ جیسے کو جائز ہے کہ احتساب کرے کہ جو کچھ کرتا ہے تو کہ ہمنے بھی حکم دیا حکایت
شیخ ابوالحسن نوری قدس اللہ سرہ کی مشہور ہے کہ ایک کشتی مین بیٹھے تھے اور مٹکی شراب کی واسطے معتضد باللہ
کے لوگ لاتے تھے سبکو توڑ ڈالا مگر ایک مٹکا نہ توڑا اونکو حاضر کیا آگے معتضد کے کہ ایک بادشاہ ظالم تھا اور
تلوار اوسکی اوسکے کلام پر سبقت کرتی تھی اور وہ لوہے کی کرسی پر بیٹھا تھا اور ایک لٹھ لوہے کا ہاتھ مین رکھتا تھا کہا
تجکو کسنے محتسب کیا ہے انہون نے کہا کہ جسنے تجکو بادشاہ کیا معتضد نے سر نیچے جھکایا بعد ایک ساعت کے سر اوٹھایا
اور کہا کہ تجکو کیا باعث تھا اس عمل پر کہ کیا تو نے شیخ نے فرمایا کہ باعث اسپر تھی شفقت تجپر اور خلق پر کہ تجکو گناہ سے
بچایا چاہیے اور خلق کو تیری متابعت سے کہا کہ اس مٹکے کو کیون چھوڑا تو نے فرمایا کہ وقت توڑنے مٹکون کے آنکو میرے
دلکی نیچ مشاہدہ جلال حق کے اور خوف مطالبہ اسکے تھی اور ہیبت خلق کی اور دبدبہ تیرا مجھسے اوٹھ گیا تھا اگر اوس
حالت مین تمام روی زمین مٹکا ہوتا تو توڑ ڈالتا مین ناگہان میرے دل مین ایک طرح کا تکبر پیدا ہوا کہ تجھ جیسے شخص پر
ایسی جرأت کی چاہیے پس اپنے تئین باز رکھا چاہیے کہ کار خدا مین نفس کو دخل نہو معتضد نے کہا کہ تجکو عالم مطلق
کیا چاہیے جو کچھ چاہیے تو کر شیخ نے فرمایا کہ ای امیرالمومنین اسوقت تک مین غیرت دین سے اور غیرت حق سے
امر کرتا تھا اب امر میرا بنا بر شرط کے ہوا یعنے تیری حکم پر پس مین نہین دوست رکھتا اسکو حکم فرمایا پھر ملازمین کو کہ

مجکو ساتھ سلامتی کے نکالدین اور تیر جو قلعہ سے باہر نکالیں پس نکلگئے جبتک کہ دور معتضد کا تھا وہ بغداد مین نہین آئے رحمت کرے اللہ اُنپر اور یہ بھی آیا ہے کہ ہارون رشید حج کے لیے آئے تھے جب کوفہ مین پہونچے تو چند روز اونہین قیام کیا بعد ازان وہانسے کوچ کیا اور لوگ شہر کے اونکے دیکھنے کے لیے باہر نکلے اور بہلول دانا بھی نکلے اور ایک گھوڑی پر بیٹھ گئے اور لڑکے اونکے گرد جمع تھے ناگہان ہودج خلیفہ کا نمودار ہوا بہلول نے آواز بلند سے پکارا کہ ای امیر المومنین ای امیر المومنین ہارون نے نقاب سامنے سے اوٹھائی اور کہا لبیک ای بہلول یعنے فرمائیے کیا فرماتے ہو فرمایا بہلول نے کہ ای امیر المومنین ہمنے سنا ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم عرفات سے پھر تے تھے اور اونٹنی پر سوار تھے نہ مار پیٹ تھی اونکے آگے اور نہ ہٹو ہٹو اور نہ بڑھے جاؤ یہ طمطراق تیری ساتھ کیسی ہے ای امیر المومنین تو اضع کر تو اضع اور تکبر کو چھوڑ ہارون رشید رو دیا یہانتک کہ آنسو اوسکے زمین پر گرے اور کہا ای بہلول کچھ اور نصیحت کیجیے رحمت کرے خدا تعالی تجھپر کہا بہلول نے ای امیر المومنین جس شخص کو کہ خدا تعالی نے مال دیا اور جمال دیا پس خرچ کیا مال اپنا اور پارسائی کی ساتھ جمال اپنے کے حق تعالی اوسکو بیچ خالص دیوان اپنے کے جملہ ابرار سے لکھتا ہی کہا ہارون نے خوب کہا تمنے ای بہلول کچھ مانگو تا دوین تمکو کہا جو کچھ مجکو دیتے ہو وہ اوسکو دو کہ اوس سے از راہ ظلم کے لیا ہو مجکو اسکی حاجت نہین کہا ہارون نے ای بہلول اگر تجھپر کچھ قرض ہووے تو ادا کر دین کہا ای امیر المومنین یہ تمام علما کوفہ مین جمع ہین اتفاق رکھتے ہین اسپر کہ ادای قرض ساتھ قرض کے جائز نہین ہے یعنے تو نے جو از راہ ظلم کے مال لوگونکا لیا ہے تو وہ قرض اونکا تجھپر ہوا اوس سے تو چاہتا ہے کہ مین قرض اپنا ادا کرون پس قرض سے قرض کیونکر ادا کرون کہا ای بہلول کچھ تو قبول کر کہ تیرے ایکدن کا قوت ہو بہلول نے سر آسمان کیطرف اوٹھایا اور کہا ای امیر المومنین ہم اور تو سب بندے خدا کے ہین محال ہے کہ تجکو یاد کرے اور ہمکو فراموش ہارون نے نقاب منہ پر ڈالی اور چل کھڑے رہے اور بہت سخت کلمے بیچ رد سلاطین کے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ کے مین ہین کہ ہارون رشید کو لکھا تھا اسکو نقل کرتے ہین ہم اور فصل کو ساتھ اسکے ختم کرتے ہین ہم آیا ہے کہ جب ہارون خلیفہ ہوا اور امر خلافت کا سپرد اوسکے ہوا تو علما اور صلحا سب مبارکبادی دینے کے لیے اوسکے پاس آئے اور اوسنے دروازے خزانوں کے کھول دیے اور ہر ایک کو انعام و اکرام خوب سا دیا اور ہارون پہلے خلیفہ ہونیکے ہمنشین زاہدون اور عابدون کا رہتا تھا اور سفیان ثوری سے بھائی چارہ رکھتا تھا اور سفیان نے جب خبر اوسکی خلافت کی سنی تو اوس سے ملاقات ترک کی اور صورت اوسکی نہ دیکھی ہارون مشتاق انکی ملاقات کا تھا چاہا کہ انکو اپنے پاس طلب کرے اور اوسنے صدیث نے ایک خط سفیان کو لکھا مضمون اوسکا یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط ہے بندہ خدا ہارون رشید کیطرف سے طرف سفیان دینی بھائی اپنے کے ای برادر اسکے ای بھائی میرے تو جانتا ہے کہ حقتعالی نے بیچ بھائی چارہ کے آپس مین کیا فضیلت رکھی ہے اور ہمکو جیسا کہ رابطہ برادری کا تھا ویسا ہی محکم ہے اور نسبت ارادت کی کہ تمہاری خدمت مین رکھتا تھا اب بھی باقی ہے اگرچہ تمہاری بوجہ سلطنت کے کہ حقتعالی نے میری گردن پر رکھی ہی نہوتا

تو تمہاری ملازمت مین حاضر ہوتا جان کہ کوئی میرے دوستون سے ایسا نہین ہے کہ جسنے مجکو نہین دیکھا اور مبارکباد ی نہین دی اور جسنے بھی خزانے اموال کے اوپر کھول رکھے ہین اور ہر ایک کو انعام و اکرام دیا اور تم نہ آئے اشتیاق ملاقات کا بہت ہے اور یہ خط بسبب شوق کے لکھا ہے اور تم جانتے ہو کہ مومن کی ملاقات و محبت کی کیا کچھ فضیلت آئی ہے امید ہے کہ بمجرد دیکھنے خط کے جلدی آؤ اور بعد اسکے توقف نہ کرو والسلام جب خط تمام ہوا تو ہارون نے آدمی کو بلایا کہ لیجاوے کوئی بسبب تیز مزاجی سفیان کے جرأت نہین کرتا تھا کہ اوسکے سامنے جاوے ایک شخص تھا عباد نام اوسکو وہ خط دیا اور کہا کہ کوفہ کو جا اور قبیلہ بنی ثور کا پوچھ لینا وہان سفیان ثوری کو تلاش کرکے یہ خط میرا دینا اور جو کچھ اوس سے تو سنے تو ذرہ ذرہ یاد رکھنا اور مجسے آنکر کہنا عباد کہتا ہے کہ قبیلہ ثور مین پہونچا مین اور مسجد مین گیا دیکھا مینے کہ سفیان اوسمین بیٹھے ہین اور ایک جماعت نے گرد اونکے حلقہ باندھا ہے اسطرح کہ گویا چور ہین کہ انکو بادشاہ ظالم کے آگے لائے ہین اور اوسنے اونکے قتل کا حکم دیا ہے جب نظر سفیان کی مجھپر پڑی تو گھبرا کر اوٹھ کھڑے ہوے اور کہا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وَاَعُوْذُ بِکَ اَللّٰھُمَّ مِنْ طَارِقٍ یَّطْرُقُنَا اِلَّا طَارِقٌ بِخَیْرٍ[1] اور اونکے کلمہ نے میرے دلمین بڑی تاثیر کی پھر مین مسجد کے باہر آیا جسوقت مین باہر آیا تو سفیان نماز مین مشغول ہوے مینے گھوڑے کو مسجد کے دروازے پر باندھا اور اندر آیا کسینے اوسکے ہمنشینون مین سے میری طرف نگاہ نکی اور مارے ہیبت کے سر اوپر نہ اوٹھا سکا اور مجکو بیٹھنے کا اشارہ نکیا پس بیٹھا مین مجکو بھی اونکی ہیبت نے گھیرا جو کچھی نظر سے اونکو دیکھا مینے اور کہا مینے کہ سفیان ثوری یہی ہین کہ نماز پڑھ رہے ہین لوگون نے کہا ہان یہی ہین خط اونکی طرف ڈال دیا مینے وہ اُچھلے اور بھاگے گویا کہ سانپ مسجد کی محراب مین سے نکلا ہے پھر ہاتھ پر کپڑا لپیٹا اور خط کو پکڑا اور ان لوگون کیطرف کہ اونکے پیچھے بیٹھے تھے خط کو ڈال دیا اور کہا کہ پڑھو تم مین سے کوئی اس خط کو کہ کیا ہے کہ مین پناہ ڈھونڈتا ہون ساتھ خدا کے اس سے کہ چھوؤن مین اوس چیز کو کہ چھوا ہے اوسکو ایک ظالم نے جب خط سُن چکے تو کہا کہ اس خط کی پشت پر لکھو لوگون نے کہا کہ اے ابا عبد اللہ[2] وہ خلیفہ ہے اگر اگر ایک اور کاغذ پر لکھین ہم تو بہتر ہو کہا لکھو اسکی پشت پر اگر یہ کاغذ وجہ حلال سے کمایا ہے تو جزاے خیر پاویگا اور اگر وجہ حرام سے ہے تو عذاب دیا جاویگا اور مین اسی پر اسلیے لکھواتا ہون کہ تا جس چیز کو کہ ظالم نے چھوا ہی ہمارے پاس نر ہے کہ ہمارے دین کو خراب نکرے کہا لوگون نے کہ کیا لکھین ہم کہا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط ہے بندۂ مردود سفیان بن سعید ثوری کا طرف بندہ کے کہ مغرور ہے ساتھ آرزوؤنکے کہ نام اوسکا ہارون رشید ہے کہ سلب کیگئی ہے اوس سے حلاوت ایمان کی اور بعد اسکے جان کہ لکھتا ہون مین تجکو اور معلوم کرواتا ہون تجکو کہ مینے قطع کیا تجسے ملاپ تیرا اور بیزار ہوا مین تیری دوستی سے اسلیے کہ تو نے آپ اپنے اوپر گواہ کیا مجکو اور حاضرین مجلس کو اس مضمون پر کہ لکھا تو نے کہ کھولے مینے دروازے بیت المال کے مسلمانونکے لیے اور خرچ کیا مینے مال اونکا

[1] ترجمہ پناہ مانگتا ہون مین ساتھ اللہ سننے والے جاننے والے کے شیطان رد کیے ہوے سے اور پناہ مانگتا ہون تیرے ساتھ اے اللہ آنیوالے سے کہ آوے ہمارے پاس رات کو مگر اسکے کہ آوے ساتھ خیر کے ۱۲

[2] یہ کنیت ہے سفیان کی ۱۲

بغیر حق کے اور صرف کیا بینے غیر مصرف مین اور اکتفا نکیا تو نے اس خطا پر کہ کی تو نے بلکہ مجکو بھی گواہ کیا تو نے جان کہ
مین اور یار میرے گواہی دینگے فردا ے قیامت کو آگے خدا تعالے کے اوس چیز پر کہ کی تو نے اے ہارون صرف کیا تو نے
مال مسلمانون کا بغیر رضا انکیکے آیا راضی تھے تیرے اس فعل پر فقرا اور مسکین اور مؤلفۃ القلوب اور مجاہدین فی
سبیل اللہ اور مسافر آیا راضی تھے حافظ قرآن اور اہل علم اور یتیم اے ہارون لپیٹ دامان اپنا اور تیار ہو جواب
اس سوال کے لیے اور تدبیر کر اس بلا کے لیے کہ اوتر ہی تجھپر اوسوقت کہ کھڑا کرین تجکو آگے حاکم عادل جل جلالہ کے
اے ہارون سلب کیگئی تجھسے حلاوت علم و زہد کی اور لذت قرآن کی اور ہمنشینی نیکون کی اور راضی ہوا تو اسپر کہ
ظالم ہووے تو اور ظالمون کا پیشوا ہووے تو اے ہارون تخت پر بیٹھا تو اور پہنا حریر تکبر کی اوڑھی تو نے اور اپنے دروازہ پر
پردہ عزت کا کھینچا تو نے مشابہت رب العالمین سے ساتھ پیدا کی تو نے ظالمون کو اپنے دروازہ پر بٹھایا تو نے
تا لوگونپر ظلم کرین اور داد بے انصافی کی دین اور آپ شراب پیوین اور لوگونپر حد شراب کی مارین آپ زنا کرین
اور خلق پر حد قائم کرین آپ چوری کرین اور چورونکے ہاتھ کاٹین نہین جانتا ہے تو کہ گناہ ان سبکا تجھپر ہوگا اے
ہارون یاد کر اوس ساعت کو کہ پکارنیوالا یعنے اللہ پکاریگا اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوا اسیری ہاتھ اور گردنپر طوق ہوگا اور
ظالم گرد تیرے ہونگے اور تو آگے اور پیشوا اونکا ہوگا اور نیکیان تیری اور کی ترازو مین ہونگی اور بدیان تیری ترازو مین بلا اور ظلم پر ظلم ہوگا اور
کان رکھ میری نصیحت پر اور یاد کر میری وصیت کو کہ مینے تیری نصیحت مین کچھ چھوڑا نہین ہے اے ہارون خدا سے ڈر اور رعیت کی رعایت
کر نہین کوشش کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی محافظت کر اور سرداری کو سنوار کہ ملک دست بدست چلا جاتا ہے اگر اورونپر باقی رہتا
تو تجھتک نہ پہونچتا بعضے لوگون نے ایسا کام کیا کہ اونکی آخرت مین مفید ہوا اور بعضونکو دنیا مین اور بعضون نے ایسا کام کیا کہ انکے
دین دنیا کو نقصان کیا اے ہارون تو اوس قبیلہ کا ہوا کہ دین دنیا کو نقصان پہونچایا تو نے چاہیے کہ بعد اسکے مجکو خط نہ لکھنا تو کہ پھر جواب
نہین لکھونگا مین والسلام عباد خط کا لیجانیوالا کہتا ہے کہ جب وہ خط تمام ہوا تو بغیر لپیٹے ہوے میری طرف پھینکدیا اور مُہر بھی اوس خط کو نہ لیا
مینے اور اپنے مین تاثیر بڑی پائی مینے اور دل میرا دنیا سے سرد ہو گیا اور کوفہ کے بازار مین جاکر پکارا مین کہ ہے کوئی
کہ خرید کرے ایسے بندہ کو کہ بھاگا ہے خدا سے طرف خدا کے لوگ درہم اور دینار لائے کہا مینے کہ یہ میرے کام کے نہین ایک جبہ
چاہتا ہون صوف پرانہ کا اور کملی پشمینہ کی لوگ فوراً لائے لباس خلیفہ کا مینے بدن سے اوتار ڈالا اور ہتیار لوگونپر
ڈال دیے اور ہارون کے دروازہ پر پیادہ پا اور ننگے پاؤن آیا مین جو کوئی کہ مجکو دیکھتا تھا ٹھٹھا کرتا تھا اور
کہتا تھا کیا حال ہے تیرا پس ہارون سے ملنے آیا مین جب مجکو دیکھا اوسنے تو اوٹھا اور بیٹھا پھر اوٹھا اور اپنے سر اور
منہ پر طپانچے مارنے شروع کیے اور واویلا کرنی شروع کی اور کہا اِنتَفَعَ الرَّسُولُ وَخَابَ الْمُرْسِلُ کہا مینے مجکو دنیا
سے کیا کام ہے وہ خط اوسی طرح بغیر لپیٹا خلیفہ پر پھینکدیا مینے خلیفہ نے نامہ کو پڑھنا شروع کیا اور آنسو حسرت کے
آنکھون سے بہنے لگے اتنا رویا کہ تمام لباس اوسکا تر ہو گیا مجلس کے ہمنشینون نے کہا اے امیر المومنین سفیان نے تجھ

بہت جرأت کی اور کلام زیادہ حد سے کیا اوسکو سزا دی اور قید کرکے اوروں کو عبرت ہوئے ہارون نے کہا چھوڑ دو اوس
بندون دنیا کے مغرور وہ شخص ہے کہ تمھاری خوش آمد پر مغرور ہووے اور بدبخت وہ شخص ہے کہ تمھاری بات سُنے
چھوڑ دو سفیان کو ساتھ کار اوسکے کے راوی کہتا ہے کہ بعد اسکے ہمیشہ خط سفیان کا ہارون کے سامنے رہتا تھا اور
بعد ہر نماز کے پڑھتا اور روتا تا دم مرگ یہی معمول رہا رحمت کرے اللہ اوسپر یہ تھی سیرت علما کی اور عادت انکی بزرگونکی
بیچ امر معروف اور نہی منکر کے بادشاہونپر اور یہ تھا توکل انکا اوپر فضل رب العالمین کے اور نہ پروا کرنی انکی ظلم
ظالمونسے اور راضی ہونا انکا قضا و قدر رب العزت پر اور چونکہ نیت انکی خالص اور ارادہ صادق تھا بالضرور انکے
کلام مین ایک تاثیر تھی اور چونکہ اوس وقت مین عالمونکی زبانون کو طمع نے بند کردیا ہے سوا ایسے کلام کے کہ موافق
ہوا قوال اور احوال سلاطین کے نہین کرسکتے ہین اور ہرگز حق گوئی ساتھ طمع کے جمع نہین ہوتی ہے بیت طمع بند و دفتر حکمت
بشوی طمع بگسل و ہرچہ دانی بگو کہتے ہین علما کہ خرابی رعیت کی بسبب خرابی بادشاہونکے ہے اور خرابی بادشاہونکی بسبب
خرابی علما کے ہے اور خرابی علما کی بسبب غالب ہونے حُب مال و جاہ کے ہے اور جسپر کہ حب دنیا غالب ہوگی احتساب اوسکا
اوپر اراذل اور چھوٹونکے ممکن نہین چہ جای بادشاہون اور بڑونپر واللہ المستعان علی کل حال خدایا خداوندا ہر ایک
خصلت نیک نصیب فرما خدایا نیکی دے اور بدی سے دور رکھ خدایا ہمکو ہمپر نہ چھوڑ یعنے فکر اور سوچ بچار اپنے امور کی آپ
پر ہے بلکہ تو مددگار و کارساز ہمارا ہو کہ ہمسے کچھ نہین ہوسکتا اِنَّكَ اَنْتَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ حَلِيْمٌ جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ
رَّحِيْمٌ وَّاَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ **فصل چھٹی** بیچ منکرات کے کہ برتی جاتی ہین عادات مین جان کہ حصر کرنا تفصیلوں
جزئیات منکرات کا مشکل ہے لیکن اس فصل مین مجملات انکے بیان ہوتے ہین کہ انسے تفصیلین انکی بطریق قیاس
کے نکال سکتے ہین دوسرے یہ کہ جاننا چاہیے کہ جو کچھ کہ مکروہ ہے منع کرنا اوس سے مستحب ہے اور سکوت کرنا اوسپر مکروہ
اور جو کچھ کہ حرام ہے منع کرنا اوس سے واجب ہے وقت قدرت کے اور سکوت اوسپر حرام اور جہان کہ مطلق منکر
کہا ہے علمانے یا منکر محظور یعنے ممنوع مراد اوس سے حرام ہے اور تمام منکرات کہ یہان مذکور ہین منکرات مسجدون
اور بازارون اور راہون اور حمامون اور ضیافتون کے ہین ایسے منکرات مساجد کے از انجملہ وہ ہین کہ لوگ نماز مین
بے احتیاطی کرتے ہین اور تعدیل ارکان اور طمانیت رکوع اور سجود مین بجا نہین لاتے ہین اور یہ مکروہات سے ہین بموجب
مذہب امام اعظم کے اور مفسدات نماز سے ہین بموجب مذہب امام شافعی کے پس منع کرنا انسے بموجب مذہب انکے واجب ہے
اور بموجب مذہب ہمارے کے مستحب ف تعدیل ارکان اور طمانیت مراد ہے ٹھیرنا رکوع اور سجود مین بقدر تسبیح تا اعضا
اپنے ٹھکانے پر آجاوین پس یہ واجب ہے رکوع و سجود مین اور اسیطرح بعد رکوع کے اور دونون سجدون کے بیچ
ٹھیرنا اوپر طرح مذکور کے واجب ہے بحسب تحقیق علماے محققین کے پس اسکا ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے اور نماز بہت
ناقص ہوتی ہے اسکے ترک کرنیسے واجب ہے کہ اوس نماز کو پھر کے پڑھے اور جو کوئی کسی نماز مین کچھ دیکھے نا تمام

نجاست کپڑیکی اور پڑھے ہونا قبلہ سے اور ناسنڈا اسکے اور اسپر سکوت کرے تو اس چیز مین شریک ہوتا ہے
کہ حدیث مین اسیطرح وارد ہوا ہے بلکہ ہر گناہ وقت قادر ہونیکے اسکے منع کرنے پر بھی حکم رکھتا ہے حدیث مین آیا ہے
کہ سننے والا غیبت کا اسکر سکوت کرے بیچ حکم کرنیوالے غیبت کے ہے اور جملہ منکرات مسجد کے سے غلط پڑھنا پکار کر
قرآن کا ہے اور منع کرنا اوس سے اور سکھانا صحیح کا واجب ہے اور اگر کوئی مسجد مین معتکف ہو اور اکثر اوقات اوسکے بیچ
سکھانے صحت قرآن اور منع کرنے منکرات مسجد کے صرف ہو اور مشغول ہونے سے ساتھ نفل اور ذکر اور فکر کے باز رہے
تو بہتر ہے اور ثواب اسمین زیادہ ہے کہ فائدہ اوسکا اوروں کو پہونچتا ہے اور فائدہ نوافل کا اپنے ہی نفس کے لیے ہے
اور فضیلت عبادت متعدی کی عبادت لازمی پر بہت ہے اور جو کوئی قرآن پڑھنے مین خطا بہت کرے اگر قابلیت
سیکھنے کی منع کرے کہ پڑھنا قرآن کا ساتھ خطا کے گناہ ہے اور اگر زبان اوسکی صلاحیت سیکھنے کی نہین رکھتی ہے
اور اکثر خطا ہی کرتا ہے تو چاہیے کہ بہت نہ پڑھے اور قدر ضرورت پر اور اسقدر پر کہ جائز ہو اوس سے نماز اقتصار کرے
اور اگر خطا اسکی کم اور صحت بہت ہے تو پس اگر زیادہ قدر ضرورت سے پڑھے تو مضائقہ نہین ولیکن چاہیے کہ آواز پست
سے پڑھے بلند سے نہ پڑھے تا دوسرا نہ سنے اور اگر اوسکو منع کرے تو بھی ایک وجہ رکھتا ہے ولیکن اگر شوق اسکا ساتھ قرأت
کے اور انس اسکو ساتھ قرآن کے بہت ہے اگر وہ پڑھے اور اوسکو منع نکرے تو مضائقہ نہین واللہ اعلم اور جملہ منکرات
مسجد سے جلد جلد کہنا موذنون کا ہے اذان کو اور درازگی کرنی اونکی بیچ کلمات اذان کے اور پھیر جانا اونکا قبلہ
سے ساتھ تمام بدنکے وقت کہنے حی علی الصلوة اور حی علی الفلاح کے حالانکہ مستحب فقط پھیرنا منہہ ہی کا ہے اور اسیطرح
منکرات سے ہے کہنا اذان فجر کا پہلے صبح سے کہ اس سے نماز روزہ خراب ہوتے ہین عوام کے کہ جو وقت پہچانتے نہین
اور یہ چیزین سب مکروہات سے ہین اور جملہ مکروہات مسجد سے پہننا خطیب کا ہے لباس سیاہ کو کہ ریشم اوسمین غالب ہو اور
باندھنا خطیب کا تلوار سنہری کو یعنے جسکی کوتھی یا قبضہ وغیرہ سونیکا ہو کہ پہننا انکا حرام ہے اور منع کرنا واجب اور نرا سیاہ
بغیر ریشم کا ہو تو حرام و مکروہ نہین ہے ولیکن ترک کرنا اسکا اولی ہے حدیث مین آیا ہے کہ دوست ترین کپڑونکا
خدا تعالی کے نزدیک کپڑا سفید ہے اور جسنے کہ سیاہ کپڑیکو مکروہ اور بدعت کہا ہے مراد اوسکی یہ ہے کہ صحابہ کے وقت
مین معمول نہ تھا اسکا پہننا اور ہر بدعت حرام نہین ہے بلکہ حرام وہ بدعت ہے کہ سنت کو تغیر کرے اور جملہ منکرات
مسجد سے کلام واعظون کا ہے یعنے جو کہ قصے اور حدیثین جھوٹی بناکر بیان کرین اور جو قصہ خوان کہ جھوٹ کہے فاسق
ہے اور منع کرنا اوسکو واجب اور اسیطرح جو واعظ کہ بدعتی اور سستی کرنیوالا ہو امور دینی مین اور اکثر کلام اوسکا
اشعار اور بدعت ہو تو حاضر ہونا اوسکی مجلس مین جائز نہین مگر بقصد منع کرنیکے جائز ہے کہا ہے علمانے کہ بہت
نقصان کی چیز صحبت عالم فاسق اور صوفی جاہل اور واعظ سستی کرنیوالے کی ہے اور چاہیے کہ کلام واعظ کا منحصر
بیچ بیان کرنے امید و خوف کے نہو کہ سبب دلیر کرنے لوگونکا ہے بلکہ امید اور خوف دونون بیان کرے جیسا کہ طریق

کلام مجید کا سننا بلکہ غیبت اور تہمت یہ بہت ناقص ہے اور نہایت عداوت خوف اور امید کا یہ سبب ہے کہ امیر المومنین عمر بن الخطاب
نے فرمایا کہ اگر روز قیامت کے ندا کریں کہ تمام لوگ دوزخ میں داخل ہوں مگر ایک شخص تو امید رکھتا ہوں کہ وہ ایک
میں ہوؤں اور اگر کہیں کہ سب لوگ بہشت میں داخل ہوں مگر ایک تو ڈرتا ہوں کہ وہ ایک میں ہوؤں اور جملہ منکرات
مسجد سے ہے حلقہ باندھنا روز جمعہ کے پہلے نماز کے بیچنے دواؤں اور کتابوں اور تعویذوں کے اور ماسوا اسکے قبیل سے ہے جو چیز
کہ اونمیں فریب دینا اور جھوٹ بولنا ہے جیسے کہ عادت طبیبوں مجنون کی اور رفیق اہل تعویذات کے ہیں حرام
ہیں مسجد میں اور غیر مسجد میں اور منع کرنا انکا واجب ہے اور جو کہ اس جنس کا نہیں ہے مانند بیچنے دواؤں کے
بغیر فریب کے اور بیچنے کتابوں اور کھانوں کے حرام نہیں ہے اگر لوگوں پر جگہ تنگ نکریں اور نماز میں تشویش نڈالیں لیکن
اولی یہ ہے کہ نکریں یہ بھی اور شرط اسکے مباح ہونیکی یہ ہے کہ کبھی ہو اور اگر مسجد کو دکان ٹھہراوے تو حرام ہے بہت سی چیزیں کہ تھوڑا سا
انکا مباح ہے اور اگر بہت ہو تو حرام ہو جاتا ہے جیسے کہ گناہ صغیرہ کہ اگر ہمیشہ کریں تو کبیرہ ہو جاتے ہیں یہ کلام حجۃ الاسلام امام غزالی کا ہے اور فقہ حنفیہ میں یوں لکھا ہے
کہ بیچنا اور مول لینا اور کھانا کھانا اور سونا مسجد میں غیر معتکف کو جائز نہیں ہے اور جملہ منکرات مسجد سے داخل کرنا
دیوانوں اور لڑکوں کا ہے مسجد میں اور پونچھنا پانوں کا بیچ مٹی کے کہ بیچ مسجد میں اور پونچھنا پانوں کا بوریوں سے
نہیں درست اور مسجد میں بیٹھکر کچھ لکھنا باجرت یا اور کسب کرنا اور لڑکوں کو پڑھانا کچھ اجرت لیکر مکروہ ہے اور احتساب
کیا جاویگا اوسپر کہ نفل پڑھے عیدگاہ میں اور احتساب کیا جاویگا اوسپر کہ نماز جنازہ پڑھے مسجد میں اسلیے کہ یہ مکروہ ہے
اور سوال کرنا مسجد میں نہیں درست ہے اور بہت گناہ ہے اور مکروہ ہے دینا مسجد کے سوال کرنیوالوں کو اور بعضوں
نے کہا ہے کہ اگر سائل لوگوں کی گردنوں سے پھلانگ کر نہ جاوے اور نمازیوں کے آگے سے نگذرے تو مکروہ نہیں ہے دینا
اوسکا اور مسجد میں نکالنا ریح کا اور تھوکنا اور وضو کرنا اور پکار کر بولنا بہت برا ہے اور مکروہ ہے راہ مقرر کرنی
مسجد میں مگر ساتھ عذر کے اور مکروہ ہے کلام دنیا کا کرنا بلا ضرورت مسجد میں کتاب اشباہ والنظائر میں لکھا ہے
کہ کلام مباح کرنا مسجد میں ایسا عملوں کو کھوتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو جلاتی ہے بلکہ چاہیے کہ جیسا متوجہ اللہ کیطرف
ہے ہے اور مکروہ ہے چڑھنا مسجد کی چھت پر مگر مرمت کے لیے جائز ہے اور اسیطرح جبکہ گرمی بہت ہو تو مکروہ ہے یہ کہ
نماز پڑھیں جماعت سے چھت کے اوپر مگر جبکہ تنگ ہو مسجد تو نہیں مکروہ ہے چڑھنا اوسکی چھت پر اور احتساب
کیا جاوے اوسپر کہ لوگوں کی گردنوں سے پھلانگ کر جاوے اور مکروہ ہے بیٹھنا مسجد میں مصیبت کے لیے تین دن تک
یا کم اسسے اور غیر مسجد میں اجازت ہے مردوں کے لیے تین دن تک اور ترک کرنا اسکا اولی ہے یہ مسائل نصاب
الاحتساب میں ہیں اور اسیطرح کتاب اشباہ والنظائر میں بھی لکھا ہے کہ مسجد میں تعزیت کے لیے بیٹھنا
مکروہ ہے پس یہ جو یہاں رسم ہے کہ جسکا کوئی مرگیا تو مسجد دوڑا گیا پھول کو نیکے لیے یہ بات خلاف شرع ہے
اسلیے کہ مسجد میں مطلق تعزیت کے لیے جبکہ بیٹھنا مکروہ ہوا تو کیا حال ہوگا اوسکا کہ وہاں بیٹھکر سیپارے

ہاتھو نمین ہوتے ہین اور فاسق فاجرون بلکہ ہندوونکی بھی تعظیم کیلیے اٹھ کھڑے ہوتے ہین اور درمیان مین
پڑہنے کے کلام دنیا کے کرتے جاتے ہین بغیر حالت پڑھنے کلام اللہ کے کلام دنیا کرنا مسجد مین مکروہ ہے خصوصاً بیچ کلام اللہ
کے پڑھنے مین اور سوا انکے بہت سی خرابی کی باتین ہوتی ہین چنانچہ نصاب احتساب مین کوئی مجلس ختم مین
ایسی مجلس تعزیت کی کراہت کی لکھی ہین جسکا نام رکھا ہے لوگون نے کہ یہ مجلس ثواب کی ہے سبحان اللہ
مجلس کرین اپنے نام ونمود کے لیے اور وہان بیٹھکر مرتکب طرح طرح کے گناہونکے ہون اور پھر متوقع ہون
ثواب عظیم کے ذرہ غور تو کرین کہ کرتے کیا ہین اور کہتے کیا ہین بہرحال اتباع سنت ہر چیز مین عجیب چیز ہے
کہ فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے میری سنت کو دوست رکھا اوسنے مجھکو دوست رکھا اور جسنے مجھکو دوست
رکھا وہ میرے ساتھ ہوگا جنت مین پس اے بھائیو ایسی سعادت حاصل کرنیکی تلاش کرو اور اپنے دلکی باتین نکالی ہوئی چھوڑ دو
اللھم ارزقنا وایاکم اتباع حبیبک صلی اللہ علیہ وسلم اور منکرات بازارونکے ازانجملہ جھوٹ بولنا ہے
معاملات مین اور چھپانا عیب اوس چیزکا ہے جو بیچی جاتی ہے اور جسکو معلوم ہو کہ خریدنیوالا دہوکا کہاتا ہے تو لازم ہے
کہ بیچنے والیکو آگاہ کردے ورنہ یہ بھی خیانت مین شریک ہوگا اور جو کوئی کہ مسلمان کے مال ضایع ہونیکو روا
رکھے تو وہ گنہگار ہے اور ایسے ہی تفاوت گزکا اور پیمانہ کا اور ترازو کا منکرات سے ہے اگر آپ احتساب نکر سکے
تو حاکم کو خبر کردے اگر قدرت رکھتا ہو اور جملہ منکرات سے بیچنا باجونکا ہے قسم ڈھولک اور طنبورہ اور مانند انکی سے
اور بیچنا کھلونون حیوانات کا یعنے کھلونونکا مانند بلی اور کتے وغیرہ کے روز عید کے اور اسیطرح بیچنا سونے
چاندیکے باسنونکا اور بیچنا ریشمی کپڑونکا اگر معلوم ہو کہ مردونکے لیے بیچتے ہین اور اسیطرح بیچنا پرانے کپڑیکا
کہ اوسکو دھو دھلا کر آراستہ کیا ہو فریب دینے کے لیے اور مانند انکے کے اور باقی چیزونکو اسپر قیاس کرلین
اور منکرات راہونکے ازانجملہ یہ ہے کہ شارع عام مین دکان نہ بناوین اور نہ درخت لگاوین کیسیکے مکانکی متصل
اور اور جو چیز کہ راہ کو تنگ کرے اور راہ چلنے والونکو ضرر پہونچاوے وہ منکر ہے اور اسیطرح باندہنا جانورکا
راہ پر کہ سبب تنگی راہ اور اٹکنے لوگونکا ہو ممنوع ہے اور اگر بقدر ضرورت کے ہو تو جائز ہے کہ ہر شخص اسکا
محتاج ہے حاصل یہ کہ قاعدہ کلیہ اسمین یہ ہے کہ جس چیز مین ضرر اور ایذا لوگونکی ہے کرنا اسکا شارع عام مین منکر
ہے اور منع کرنا اس سے واجب اور شارع عام وہ راہ ہے کہ مخصوص ساتھ کسیکے نہو اور اگر کوئی شخص کتا رکھے کہ راہ پر
رہتا ہے اور ایذا دیتا ہے لوگونکو تو منع کرنا اوسکا واجب ہے اور منکرات حمامونکے ازانجملہ یہ ہے کہ حمام کے
دروازے پر صورتین حیوانونکی کھڑی ہون اور اگر قادر ہو تو بگاڑ دے اور بگاڑنا نہین بگاڑنا صورتونکی سرونکا
کافی ہے اور تصویرین درختون وغیرہ کی ممنوع نہین اور جملہ منکرات سے کھولنا سترونکا ہے اور دیکھنا
اونکا اور جملہ منکرات سے ہے اوندھے پڑجانا اور حمامی کو اپنے پر لٹالینا واسطے دلوانے اعضا و رانونکی

یہ مکروہ ہے اگرچہ کوئی چیز حائل ہو اور اگر خوف شہوت کا ہو تو حرام ہے اور یہ جو بعضی جا پر رسم ہے کہ حمامی
عورت کے اندر ہاتھ ڈالکے چیتڑے اور کولے وغیرہ ملتا ہے یہ بہت ہی برا ہے اسلیے کہ جن اعضا کو دیکھنا حرام
ہے اونکو ہاتھ لگانا بھی حرام ہے اور حمام منکرات سے دھونا ہاتھ اور ران اور یا سنون بحس کا ہے اوس حوض
مین کہ پانی اوسکا تھوڑا ہو اگر یا لکی ہو کہ اونکے مذہب مین جائز ہے اور اگر حنفی اور مالکی مثلاً جمع ہون تو احتیاط
بہتر ہی کرے اور حمام منکرات سے بچ ہونا پانی اور صابون اور مانند انکے کا ہے کہ سبب پانو کے پھسلنے کا ہو اور
منکرات ضیافت از انجملہ فرش ریشم کے اور استعمال سونے چاندیکے باسنونکا ہے اور از انجملہ بجنا باجون کا اور
حاضر ہونا عورتون گانے والیونکا ہے خصوصاً وقت خوف شہوت کے اور از انجملہ جمع ہونا ہے عورتونکا کوٹھونپر
واسطے دیکھنے مردونکے کہ یہ سب حرام ہین اور جو کوئی ان چیزونکو تغیر نکرسکے تو چاہیے کہ وہان جاوے ہی نہین اور
اگر فرش بچھا ہو تو منکر نہین کہ پانمال ہوتا ہے اور اشد منکرات طعام حرام اور زمین اور فرش غصب کے ہین
اور حاضر ہونا ظالم کی مجلس مین اور از انجملہ حاضر ہونا بدعتی کا ہے کہ کلام کرے ساتھ بدعت کے اور حاضر ہونا اسکا ہے
کہ فحش بکے اور از انجملہ اسراف کرنا طعام مین اور مکانون اور فرش مین اور مانند انکے مین جان کہ مال مین
دو چیزین ہین ضایع کرنا اور اسراف کرنا ضایع کرنا تو تلف کرنا مال کا ہے بغیر فائدہ معتدبہ کے مانند جلانے
کپڑون ریشمی کے بغیر ضرورت کے اور پھاڑ ڈالنے انکے اور پھینکدینے مالکے اور اسیکے حکم مین ہے صرف کرنا مال کا عورتون نوحہ کرنے
والیونپر اور گویونپر اسلیے کہ ان چیزونمین فائدہ ہے لیکن چونکہ وہ فائدہ حرام ہے شرعاً گویا فائدہ ہی نہین اور اسراف کبھی
ضایع کرنیکو بھی کہتے ہین اور کبھی مالکے صرف کرنیکو مباحات مین ساتھ مبالغہ اور زیادتی کے مثلاً ایک شخص عیال
رکھتا ہے اور اوسکے پاس سو دینار ہین اور وہ اون سبکو ضیافت مین خرچ کرڈالے تو وہ مسرف ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے
وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا اور نہ فراخ کر تو ہاتھ کو کل فراخ کرنا یعنے خرچ کر نہین پس بیٹھیگا
تو ملامت کیا گیا محتاج یہ آیت ایک شخص کے حق مین نازل ہوئی ہے کہ مدینہ مین تھا اور تمام مال بانٹ دیا تھا کچھ عیال
کے لیے بھی نرکھا تھا اور قرآن مین ہے اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنِ اور یہ بھی فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ
اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا اور اگر کوئی شخص تنہا ہو اور توکل درست ہو تو جائز ہے کہ تمام مال تصدق کر
لیکن عیال دار کو یہ جائز نہین اور اگر توکل اہل و عیال کا صادق ہو اور وہ راضی ہون اوسپر تو شاید کہ جائز ہو اور
قصہ حضرت صدیق اکبر کا دلیل ہے اوسپر یعنے وہ تمام مال جہاد کے لیے حضرت کے آگے لے آئے تھے پس اونکے اہل و عیال راضی
ہونگے اسپر اونکے لیے جائز ہوا واللہ اعلم یہ ہے بیان تھوڑے سے منکرات کا اور تمام منکرات کا بیان کرنا ساتھ اصول و فروع
اونکے مشکل ہے اور موقوف ہے اوپر بیان کرنے تفصیلون شرع کے واللہ الموفق والمعین **فصل ساتوین بیچ**
بعضے مسائل متفرقہ کے کہ متعلق ہین مطلب پہلے کے فرزند کو پہونچتا ہے کہ باپ پر احتساب کرے اور اسیطرح غلام کو آقا پر اور

جیسے بیٹی کو خاوند پر اور شاگرد کو استاد پر اور رعیت کو حاکم پر لیکن جو احتساب کہ پہونچتا ہے وہ دو درجہ ادنی ہی کا یعنی
اقسام احتساب میں سے پہلے معلوم کروا دینا اور نصیحت کرنا ساتھ نرمی و مہربانی کے اور مراتب قسم پر آگاہ کرنا اور سخت کہنا اور تہدید
کرنے اور مارنے سے جائز نہیں لیکن اختلاف ہوا ہے درجہ پانچویں یعنی بگاڑ ڈالنا ہاتھ سے ہی مانند توڑ ڈالنے باجونکے اور پھینکدینے
شراب کے اگر باعث بیٹے کی ایذا کا ہو اور مختار یہ ہے کہ اگر ایذا پاتا اسکا بسبب محبت گناہ کے ہو تو جائز ہے اور اگر بسبب ضرر مال
کے ہو تو نہیں جائز اور یہی حق فرزند اور بیٹے ہے اور غلام اور آقا اور بیوی اور خاوند انہیں کے حکم میں ہیں اور رعیت
جو بادشاہ کے لیے کہ ہو تو سوا معلوم کروانے اور نصیحت کے انکے جائز نہیں اسلیے کہ اگر کہنا اور سختی کرنی باعث فوت ہونی حشمت
سلطنت کے ہے اور شیخ بہ تمام خلائق کو آور استاد اگر تحمل کرتا ہو مقتضائے علم اپنے پر تو جائز ہے اسپر احتساب شاگرد کو ساتھ
مقتضائے علم کے کہ اوس سے سیکھا ہے مسئلہ بیسویں کرنی بیچ حفاظت کرنے مال مسلمانونکے بقدر طاقت کے واجب ہے اسلیے کہ
یہ جملہ حقوق اسلام سے ہے کیونکہ اسمین دفع کرنا ایذا کا ہے اور ادنی ہی یہ ہے جو اہل اسلام اور مانند اوسکے اور چھپانا گواہی کا
وقت ضایع ہونے مال کسی مسلمان کے جو ممنوعات سے ہے اور اگر اوسمین کچھ ضرر ہے اوسکے مال میں یا جاہ میں کہ ضروری ہے تو سکوت
اس صورت میں جائز ہو کہ اوٹھانا ضرر کا واجب نہیں ہے لیکن یہاں ترجیح دینا اور مقدم کرنا حاجات خلق کا اپنی حاجت پر مستحب ہے
اور ثمرہ کمال دین اور نہایت اسلام کا ہے لیکن واجب کرنا اسکا تمام خلق پر سبب ضرر اور حرج کا ہے مثلاً اگر جانور کسیکی
زراعت میں چھوٹا ہوا دیکھا اور اوسکے نکالنے میں شدت اور رنج ہو تو واجب نہیں ہے اوٹھانا رنج و مشقت کا لیکن اگر
کچھ رنج ہو اور خبر کرنا اوسکے مالک کو اور مانند اوسکے کفایت کرے تو ترک کرنا اسکا جائز نہیں اور اگر بیچ اوٹھانے ادنی
ضرر کے اپنے نفس پر منفعت کثیر کسی مسلمان کو حاصل ہو تو بھی ترک نکرے مثلاً اگر بیچ اوٹھانے ضرر ایک درہم کے ضرر سو درہم کا کسی مسلمان
سے دفع ہوتا ہے تو چاہیے کہ اوٹھاوے اس ضرر کو اور ترک نکرے مسئلہ بیچ واجب ہونے اوٹھانے مال کسی مسلمان کے راہ
میں سے اختلاف ہی لکھا ہے علماء نے کہ حق یہ ہے کہ تفصیل ہے اسمین کہ اگر پڑی ہوئی چیز ایسی جگہ میں ہو کہ اگر نہ اوٹھا دے
تو ضایع نہیں ہوگی جیسے کہ ایسی مسجد میں ہو کہ مقرر ہیں آنیوالے اوسکے اور سب امین اور دین دار ہیں تو واجب نہیں ہے
اوٹھانا اوسکا اور اگر ضایع ہونیکی جگہ میں ہو پس اگر اوسکے اوٹھانے میں رنج و مشقت بہت ہو یا چار پایہ ہو کہ محتاج گھاس دانہ
اور طویلہ کا ہو تو بھی لازم نہیں ہے لینا اوسکا اور اگر مانند سونے اور کپڑے کے ہو کہ اوسمیں سوائے تعریف کے مشقت نہو تو چاہیے
کہ اوٹھا لیوے کہ اوٹھانا اسقدر مشقت کا بیچ حقوق مسلمانی کے آسان ہے اور اگر نہ اوٹھاوے تو بھی جائز ہے بلا لحاظ اسکے
کہ لازم کرنا مشقت کا اور اوٹھانا محنت کا واسطے حق دوسرے کے واجب نہیں ہے مانند سفر کرنیکے طرف شہر دور کے واسطے
ادائے گواہی کے اور حاصل یہ کہ ایک مرتبہ وہ ہے کہ اسمین کمال شدت اور محنت ہے پس اسصورت میں اوٹھانا اسکا
لازم نہیں ہے اور ایک مرتبہ اوسکے محنت اسمین نہایت کم ہے پس اسصورت میں اوٹھانا اوسکا لازم ہے اور اور مراتب
متوسط ہیں اور امر اسجگہ سپرد کیا گیا ساتھ عقل اور فتوی قلب کے ہے جس چیز میں کہ سلامتی اپنے دین کی پاوے وہ کرے

اور چاہیے کہ ملحوظ رضاے حق ہو نہ خواہش نفس ف اس مال کو شرع میں لقطہ کہتے ہیں کہ راہ میں سے پڑا ہوا پاوے اور مالک اوسکا معلوم نہو اور تعریف اوسکو کہتے ہیں کہ معلوم کرنا رہے یعنے کہتا رہے اور سمجھے کہ جہان وہ چیز پائی ہے اور مجمعوں میں کہ کسیکی چیز مجھے پائی ہے پس ایسے مال کے اوٹھانے میں تعریف لازم ہے اور تعریف اتنی مدت تک کرے کہ جانے کہ نہیں طلب کریگا اوسکو مالک اوسکا بعد اسکے اور جو چیز نہ رہسکے اوسکو تعریف کرے یہانتک کہ خوف ہو اوسکے خراب ہو جانیکا اور دوسرا حکم اوسکا یہ ہے کہ اگر مالک ملجاوے تو دیدے اوسکو والا بعد تعریف کرنیکے مدت معلومہ تک اپنے خرچ میں لاوے اگر فقیر ہے اور اگر غنی ہے تو تصدق دیدے پھر اگر مالک آوے اور اگر وہ چاہے اجازت دے ثواب ہوگا اوسکو اور چاہے ضمان لے اوٹھانے والے سے یا فقیر سے اور باقی تفصیل اسکی فقہ کی کتابوں میں دیکھنی چاہیے مسئلہ اگر ایک شخص چاہے کہ ہاتھ اپنا آپ کاٹ ڈالے تو منع کرنا اوس سے واجب ہے اگرچہ اوسکے منع کرنے میں خوف اوسکے قتل کا ہو سوال اوسکے ہاتھ کے کاٹنے سے منع کرتے ہو قتل اوسکا کیونکر جائز رکھیں گے جواب غرض ہماری حفاظت اوسکے نفس اور ہاتھ کی نہیں ہے بلکہ غرض ہماری منع کرنا منکر کی ہے پس اگر اوسمیں مارا جاوے تو ڈر نہیں اسلیے کہ غرض ہماری دفع کرنا منکر کا ہے نہ قتل اسکا قصدًا مسئلہ جو مال کہ واسطے دینے صوفیوں کے وصیت کیا ہو جو کوئی کہ ظاہر میں اور حقیقت میں صوفی ہو وہ مستحق اوسکا ہے اسلیے کہ حقیقت تصوف کی امر باطن ہے اور حکم کرنا اسمیں مشکل اور ظاہر صفت صوفیوں کی پانچ صفتیں ہیں صلاح اور فقر اور کپڑا صوفیوں کے اور نکرنا حرفہ کا اور ملے رہنا ساتھ صوفیوں کے خانقاہ میں یا اور جو کوئی کہ صلاح نرکھے مستحق نہیں ہے اور اگر صلاح رکھتا ہو تو بھی مستحق نہیں اگر فقر نرکھتا ہو بسبب اسکے کہ غنا بہت رکھتا ہے مستحق نہیں ہے اور اگر جو کچھ آتا ہے اوسکو خرچ کر دیتا ہے تو مانع نہیں ہے اور اگر ملا انمیں نہیں رہتا ہے لیکن لباس انکا سا پہنتا ہے اور خلق انکا سا رکھتا ہے تو مستحق ہے اور اگر صفات انکی سے رکھتا ہے اور لباس انکا سا نہیں رکھتا ہے تو مستحق نہیں ہے مگر یہ کہ ساتھ انکے رہتا ہو خانقاہ میں تو مستحق ہے اسلیے کہ ملے رہنا انمیں اور لباس بیچ حکم ایک دوسرے کے ہیں اور اگر متاہل اور عیال دار ہے کہ کبھی خانقاہ میں آتا ہے اور کبھی گھر میں جاتا ہے تو مستحق نہیں ہے فائدہ بدترین کسبوں کے کسب سنار اور قصاب اور رنگریز کے ہیں اس سبب کہ موجب سنگدلی اور سبب بے دیانتی کے ہیں اور بہترین کسبوں کا کسب کتابت کا ہے اور پڑھانا قرآن کا اور فقہ کا باجرت بعضوں کے نزدیک مکروہ ہے اور بعضوں کے نزدیک جائز لیکن تعلیم کرنا کفار کا عین گمراہی اور بے نصیبی ہے اسلیے کہ وہ اکثر احوال میں سبب محبت اور خیر خواہی اونکی کا ہوتا ہے کیونکہ محبت منعم یعنے احسان کرنیوالیکی جبلی ہے اور بعضے کافروں کے معلموں کو دیکھا ہے ہمنے کہ ایسے تاثیر صحبت سے ہو گئے ہیں کہ صفت جہل اور گمراہی کی اونمیں گویا جبلی ہو گئی ہے نعوذ باللہ منہ اور تعلیم لڑکوں کی سبب منقصت اور سبکی عقل کی ہے اسلیے کہ صحبت کو بڑی تاثیر ہے مسئلہ فرق درمیان ہدیہ اور رشوت کے باریک ہے اسواسطے کہ دونوں ساتھ خوشی کے دیتے ہیں رضا سے اور خالی نہیں ہیں غرض سے لیکن ایک حرام ہے یعنے رشوت اور دوسرا حلال یعنی ہدیہ [illegible] پس فرق انمین اس تفصیل سے ہے کہ جو کوئی

له اور رقص سماع [illegible] کا جواز بھی [illegible]

کسیکو مال اپنا دیتا ہے بغیر غرض کے نہین دیتا پس غرض اسکی یا تو آجل ہے یعنے ثواب آخرت اور یا عاجل ہے یعنی متعلق
ساتھ دنیا کے اور غرض آجل یہان ہے یا غرض ساتھ مدد کرنیکے مقصود معین پر یا نزدیکی حاصل کرنے اور محبت طرف دل اوس
کسیکے کہ اوسکو دیتا ہے اور یہ بھی یا تو بسبب ذات اوسکیکے ہے یا یہ محبت بھی بسبب بھیجنے کے کسی اور غرض کے ہو اور مجموع
ان اقسام کی پانچ ہوتے ہین اول تو یہ کہ غرض اسکے دینے سے ثواب آخرت ہو اور وہ یا تو ساتھ اسکے ہے کہ جسکی طرف صرف
کرتا ہے وہ محتاج ہے یا عالم ہے یا صاحب نسب دینیکا ہے مانند علوی کے یا یہ کہ صالح اور متقی ہے پس جسکو کہ بسبب
احتیاج اوسکیکے دیے اگر وہ احتیاج نرکھے تو نلے اور احتیاج بھی متفاوت ہے اور مدار امر کا اوپر قصد اور ملاحظہ صاحب
مال کے ہے کہ اسنے معنی احتیاج کے کسطرح تصور کیے ہین اور جسکو کہ بسبب نسب کے دے اگر واقع مین وہ نسب نرکھے
تو لینا مال کا اوسپر حرام ہے اور اگر بسبب علم کے دے اگر اس مقدار علم کہ اوس شخص نے خیال کیا ہی ہو تو نلے اور اگر
بسبب صلاح کے دے اگر واقع مین وہ ایسا فسق رکھتا ہے کہ اگر دینے والا اسپر مطلع ہو تو نہ دے تو بھی نلے اور ایسے آدمی
کم ہین کہ اگر باطن انکا معلوم ہوین تو میل دل ساتھ اوسکے اپنے حال پر پاتے ولیکن جمیل مطلق اور رحیم برحق نے ساتھ لطف
اور پردہ پوشی اپنے کے قبیح کو ساتھ جمیل کے چھپا دیا ہے اور اگلے بزرگ اگر کسیکو وکیل کرتے تھے تو لوگون سے چھپاتے تھے
تا نجانین کہ وکیل انکا ہے اور ساتھ ملاحظہ صلاح اور تقوی انکیکے جرأت نکرین اور تقوی ایک امر ہے مخفی بخلاف علم
اور نسب اور فقر کے پس پرہیز لینے سے بسبب اسکے اولی ہو دوسرے یہ کہ مقصود مال کے دینے سے کوئی غرض معین ہو مانند
فقیر کے کہ ہدیہ بھیجتا ہے غنی کو بسبب طمع کرنیکے عوض مین اور یہ بیچ حکم بیع کے ہے اسلیے کہ ہبہ بعوض بیچ حکم بیع کے ہوتا ہے
اور حکم اسکا فقہ مین ظاہر ہے اور حلال ہے اسکا مشروط ساتھ وفا کرنے عوض کے قسم تیسری یہ کہ مراد مدد کرنے ساتھ فعل معین
کے ہو جیسیکہ کوئی حاجت رکھتا ہے بادشاہ سے اور وہ ہدیہ دیتا ہے وکیل کو اور اوسکے دربان کو اور اوسکو کہ آگے اوسکے
کچھ قدر رکھتا ہے اور نظر یہان اس فعل پر کرنی چاہیے کہ جو مقصود ہے اگر فعل حرام ہے مانند مدد کرنیکے ظلم پر اور سعی کرنیکے اوپر ناجائز
حرام کے تو لینا اسکا حرام ہے اور اگر فعل واجب ہے مانند دفع کرنے ظلم معین کے اور ادا کرنے گواہی متعینہ کے تو یہ رشوت ہے
کہ شک نہین ہے بیچ حرام ہونے اسکیکے اور اگر فعل مباح ہو نہ واجب اور نہ حرام تو یہان دیکھا چاہیے کہ اگر اس فعل مین محنت
اور مشقت ہے کہ اسقدر مال اسقدر فعل پر اجرت مین لیا کرتے ہین مانند وکالت کسی جھگڑے کے اور کہنے قصہ طویل کے
آگے بادشاہ کے اور مانند اسکے تو جائز ہے لینا مال کا اور وہ بیچ حکم اجرت کے ہے اور اگر کچھ محنت نہین ہے مانند کہنے
ایک کلمہ کے اور مانند اسکے کہ اس سے سبب جاہ کے قبول کر لینگے تو یہ بھی حرام ہے اور اسیکے حکم مین ہے لینا طبیب کا
عوض کو اوپر ایک کلمہ کے بیچ تعیین مرض کے یا بتا دینے دوا کے اسلیے کہ اسقدر عمل کچھ قیمت نہین رکھتا ہے مانند دانہ رائی
کے پس جائز نہوگا لینا عوض کا اسپر حال آنکہ علم اسکا اوس سے منتقل نہین ہوتا ہے لیکن البتہ بعضے عمل ایسے ہین کہ اگرچہ ہین
تھوڑے لیکن سبب زیادتی قیمت کے ہین مانند نکالدینے کجی تلوار کے اور چھپا دینے مورچہ کے یا اوسکے آب دیدینے کے

اگرچہ عمل ہوتا ہے تھوڑے سے دیر مین لیکن بیچ حکم عبث کے ہوتا ہے اگر اسپر اجرت لے تو مضائقہ نہین قسم چوتھی ہدیہ کہ مقصود
ہال مجھے دینے سے محبت اور الفت حاصل کرنی اور بڑھانا محبت کا ہو اور کوئی غرض غیر اسکے اصلا نہو تو یہ ہدیہ ہے کہ مستحب ہے
اور حدیثون اور اقوال صحابہ مین فضیلت اسکی واقع ہے قسم پانچوین کہ مطلوب محبت ہو لیکن بسبب تاثیرات اسکے بلکہ بسبب
وسیلہ ہونیکے ساتھ پہونچنے آرزو کے مانند حاصل کرنے عزت اور جاہ کے اور اگر یہ جاہ بسبب علم کے یا نسب کے ہو تو امر
اسمین نہایت خفیف ہے لیکن لینا اسکا مکروہ ہے مشابہ ساتھ رشوت کے اگرچہ ظاہر مین ہدیہ ہے اور اگر جاہ اسکی ساتھ متولی
ہونے اور قاضی ہونے اور حاکم ہونے اور غیر انکے اعمال سلطانیہ سے ہے کہ اگر یہ ہدیہ نہوتا تو یہ جاہ حاصل نہوتا یہ اگرچہ
صورت مین ہدیہ ہے لیکن بحسب معنی کے رشوت ہے اسلیے کہ اگرچہ یہان غرض معین بحسب شخص کے نہین ہے لیکن جنس
غرض کی معین ہے اسلیے کہ معلوم ہے کہ غرض طلب کرنے ولایت سے کیا چیز ہے اور واسطے کسکے ہے پس بیچ معنی غرض
معین کے ہے اور اتفاق ہے اسپر کہ کراہت اسکی شدید ہے اور قریب ہے رشوت کے حرام ہونے مین اور اختلاف ہے
بیچ حرمت اسکیکے اور امر شدید اسمین واقع ہے والسلام علی من اتبع الہدی وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ
اجمعین فالحمد للہ اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً کہ ترجمہ آداب الصالحین کا مسمی بہ ہادی الناظرین تمام ہوا اس مترجم ہیچمدان
نے حتی الامکان اسکے سہل و واضح کرنے مین قصور نہین کیا ہے لیکن چونکہ بعضے مطالب فی نفسہا ادق تھے اگر اسکی سمجھنے
سے فہم عوام کے قاصر رہین تو مقام مجبوری ہے لیکن کتاب آداب الصالحین کتاب عجیب ہے کہ ہر طرح کے مضامین ہدایت
آمیز اسمین موجود ہین اور اس عاجز نے جو اسکے ترجمہ مین فائدے اور بڑھائے ہین از بس مفید ہوا ہے اللہ تعالی اسکو
قبول فرماوے اور ہمکو توفیق دے اسپر عمل کرنیکی سالکان راہ ہدایت کو چاہیے کہ اسکو اکثر مطالعہ مین رکھا کرین کہ واسطے
آراستگی اور تصفیہ ظاہر و باطن کے اکسیر اعظم ہے اور بندہ بہرحال عاجز ہے اگر مجسے اسمین کہین خطا ہو گئی ہو اور
کوئی صاحب مطلع ہون اوسپر تو اصلاح فرمادین کہ مقصود اظہار حق ہے جسکے سبب سمجھو بہتر ہے اور اس مسکین
بے نوا کے لیے دعاے خیر کرین اور اس کتاب آداب الصالحین مین ایک تاثیر پائی جاتی ہے اور کیون نہو کہ مصنف
اسکے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بس بزرگ تھے اونکے فضائل و کمالات مین لوگون نے جزء کے جزء لکھے ہین احوال
مختصر اونکا اونکے مقبرہ مین ایک لوح پر لکھا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ مجمل احوال کرامت منوال مقتداے وقت
صاحب المفاخر والمجد عبد الحق رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً کا یہ ہے کہ اونہون نے ابتداے سن شعور سے طاعت حق
مین اور طلب علم مین کمر باندھی اور قریب سن بلوغ کے اکثر علوم دینیہ تحصیل کیے اور بائیس ۲۲ برس کی عمر مین
سب علوم سے فارغ ہوے اور کلام مجید یاد کرکے مسند فائدہ رسانی پر بیٹھے اور عمر جوانی ہی مین جاذبہ الہی پہونچا
ایکبارگی دل یار و دیار سے اچٹ کر متوجہ حرمین محترمین کے ہوے ایک مدت مدید ان مقامات شریفہ مین اقامت
اختیار کی اور قطبون اور اولیاے کبار سے صحبتین رکھکر کمالات حاصل کیے اور اجازت ارشاد طالبونکی پائی

اور علاوہ اسکے تکمیل فن حدیث کا کرکے ساتھ برکتون بہت کے وطن مالوف کیطرف مراجعت فرمائی اور
مدت باون سال ساتھ جمعیت ظاہر و باطن کے قرار پکڑا اور فرزندون اور طالبونکو کامل کیا اور ساتھ پھیلانے
علوم کے خصوصًا علم شریف حدیث کے مشغول ہوکر اسطرح کی ترویج دیا کہ سب علما سے متقدمین اور متاخرین
سے بیچ ہونے ممتاز و مستثنی ہوے اور بیچ فنون علم کے خصوصًا حدیث کی کتابین معتبر تصنیف کین چنانچہ
علما نے اونکو قبول کرکے دستور العمل اپنا کیا او ر اہل دانش خواص و عوام کے جانتے قدر اونکی کرتے ہین
اونکی اور نوبت اوس فیاض ازل کی تصانیف چھوٹی اور بڑی سو جلد و نکو اور بحسب شمار سطرونکی پانچ لاکھ
کو پہونچی ہے اور بیچ محرم سنہ ۹۵۸ھ کے پیدائش آپکی ہوئی اور سنہ ۱۰۵۲ھ مین وفات پائی تاریخ ولادت کی شیخ
اولیائی اور تاریخ رحلت کی فخر العالم ہے تمام ہوا مضمون لوح مذکور کا اور یہ ترجمہ ذکر کیا گیا بیچ عہد ہمایون
مہد سلطان بن سلطان بن سلطان کا ترائعین کا حضرت ابو المظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ ثانی
کے تالیف کیا گیا اللهم ايد الاسلام بتقوية سلطنته و وفقه لمرضاته واختم جميع امورلا
على الخير والسعادة اللهم انصر من نصر دين محمد واخذل من خذل دين محمد
یاالٰہی جو کچھ مجھسے چوک و خطا اسمین ہوئی ہو تو معاف فرمانا اور میرے سب گناہ بخشدے اور خاتمہ میرا بخیر ہو
اور حشر مجھ بیچارہ کا زمرۂ صلحا مین کرنا اور یا اللہ میرے مان باپکو اور سب مسلمانونکو بخشدے اور رحم فرما ہمپر

تمام

خاتمة الطبع ہزار ہزار حمد و ثنا خداے کریم غفور رحیم کو کہ انسان ضعیف کی سر پر تاج شرف کا رکھا اور چراغ
عقل کا اوسکو عطا کیا اور واسطے ہدایت کے نبیا پیدا کیے اور کتابین اوتارین تمیز حق و باطل کے لیے اور درود و صلوۃ انبیا
و مرسلین پر کہ جہانکو تاریکی کفر و شرک سے بچایا اور روشنی اسلام اور ایمانمین پہونچایا خصوصًا سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ
علیہ وسلم کہ ذات پاک اونکی رحمۃ للعالمین ہے اور دین اونکا ناسخ ہر دین ہے اور خوشنودی حق تعالی کی آل اور اصحاب پر کہ جہاکر
کفر کو مٹایا اسلام روے زمین پر پھیلا کیا شرک کی جڑ کاٹی بنیاد توحید کو برپا کیا اور رحمت خدا کی مجتہدین اور سب عالمان دین
پر کہ اونکی کوشش سے تمام احکام جدا جدا بیان ہوے اور مسائل دین کے ہر ایک پر انمین آسان ہوے بعد اسکے واضح ہو کہ جو کتاب
برکت نصاب ہادی الناظرین ترجمہ آداب الصالحین بیچ مسائل ضروریہ اکل و شرب و نکاح و سفر و خلوت وغیرہا کی زبان
اردو مین بتقریب بیان فائدہ واضح ہے اور مسائل ضروریہ کی جامع ہے اور ہر خاص و عام کو نافع ہے اور طلب ایسا کیا طبع ہونیکی اندنون نہایت کمیاب تھی
اور طلب ہر ایک سے اوسکے طالبین تھی لہذا احقر العباد ابو الحسنات قطب الدین احمد نے اس کتاب بے نظیر کو بتاریخ ۱۹
ربیع الاول سنہ ۱۲۹۳ مطبع نامی لکھنؤ مین چھپوایا اور اطراف عالم مین پھیلایا تاکہ اہل دین اسکے پڑھنے سے بہرہ کامل پاوین اور اس خاکسار کو دعاے خیر سے یاد